

<p>جنگِ نیاں ہر منہ میں جاری ہونا تم سیرا احمد رسول تیرا مصحفِ کلام تیرا ہر نور پاک روشن ہر صبح و شام تیرا آیا سلام جو پہنچا پیام تیرا اسفل مقام میرا اعلیٰ مقام تیرا واحد احد صمد ہر اللہ نام تیرا دینا ہر رزق سبکو ہر فیض عام تیرا</p>	<p>اس ہر دہان میں بروم ہوا تیری ایمان کے لئے ایمان ہر ہمارا شہیدِ حق محمد بدر الدجی محمد اسرارِ مہربانی کے درکا ہوں میں سلامی ہر تیری بیٹے الہامی سے دے دینی یوں چکان ہر بے شبہ ذات تیری ہر کائنات میں جی ہر کے کیون لوین</p>
--	---



یہ داغ بھی ہوگا تیرے سوا کبھی

کوئین میں ہر جو کچھ وہ ہر تمام تیرا

<p>یاد آتا ہر مہین ہائے زمانہ دل کا میں سناؤں جو کبھی دل سے فنا دل کا نہ ہٹکا ناہر جب گر کا نہ ٹھکانا دل کا کیونکر آیا تجھے غیروں سے لگانا دل کا میں نے پوچھا تو کیا مجھ سے بے نادل کا ہوش آتا ہر تو آتا ہر ستا نادل کا کہ بُرے وقت میں ہو جائے ہٹکانا دل کا اُنکا جانا تھا ابھی کہ یہ جانا دل کا</p>	<p>ایسے رتِ چغصہ ٹوٹ کے آنا دل کا بی شہرِ چوم کو میا ختہ پار آجائے تیرا رنے کی خانہ خرابی ایسی ابدی بھی لگانی نہیں آتی تنگ کو وہ ٹہپی میں لئے آتے تھے نینو کا رکپن ہی رہے یا اللہ خدا اور جبکہ سینہ د پہلو کے سوا باغوش سے کیا ہی وہ ٹپ کر سکے</p>
--	---

<p>زنگ لایا تری انکھوں میں نہانا دل نہانا سخت دشوار ہر ہاتھ سے دبانادول کا اور اس پر نہیں آتا ہر جہانادول کا اک جہان سے کاٹنا ہر جہانادول کا کر لیا تو نے کہیں اور ٹہکانادول کا</p>	<p>نیک شرم کو میناب کیا کام کر کیا انگلیاں مار کر زبان میں الجھ جاتی ہیں حور کی شکل ہو تم فور کے پتے ہو تم چوڑ کر اسکو تری بزم سے کیونکر جاؤں بے دلی کا جو کہا حال تو فرماتے ہیں</p>
---	--

<p>بعد مدت کے یہہ اے داغ سمجھ میں آیا وہی دانا ہر کہا جس نے نہ مانا دل کا</p>	
--	--

<p>اڑانے لے کوئی انداز مسکراہ نے کا کہ منتظر ہوں تاحشر اسکے آنے کا کہ اب زمانہ گیا تیوری چڑھا ہے کا کوئی محل نہ رہا اب قسم ہی کہا ہے کا ہر اک سے کہتے ہیں یہہ حال ہر نہا گیا تو پہر یہہ نہیں میرے ہنسی کا کہٹانہ حوصلہ قاتل کے دل نہا کہ نقشہ تک ہی نہ اترے شراب نہا رقیب ہی یہی جو آدمی ٹہکا علاج نہ ہے سے مشکل ہر نہا</p>	<p>سبب کہلا یہہ ہمیں آنکھیں نہ چپانکا طریق خوب ہر یہہ عمر کے بڑھانے کا چڑھا وہ پھول مری قبر پر جو آئے ہو وہ عذر جرم کو بدتر گناہ سے سمجھے بہ تنگ آکے جو کی میں نہ ترک رسم وفا جھائیں کرتے ہیں ہم تم کے اخیال میں نہ سوچے ہم کہ تیرے جو گی خلق اللہ اثر جراب کی نے شد میں وہ اسی زاہ سائیں اپنی نگاہوں میں ایسے دیکھے کیا ہر چاٹ مجھے تلخے محبت کی</p>
--	--

نہیں رقیب نے یہی کھلا ہوا پرچہ
لگی ٹہکانے سے ببل کی خانہ بربادی

نہ تھا نصیب لفافہ بھی آدھا آنے کا
چراغ گل میں بھی تنکا ہر آشیانے کا

خطا معاف تم اے داغ اور خواہش وصل
قصور ہر یہ فقط اُنکے منہ لگانے کا

دل مجھ سے ترا باے شکر نہیں ملتا
دودن بھی کسی سے وہ برابر نہیں ملتا

یا ترک ملاقات کی خو ہو گئی اونکو
ایکاش ہم اب ٹھوکرین کہا کر ہی سنہلتے

زاہد نے اوڑائے توصفات ملکوتی
انکار سے اُمید ہر اقرار سے ہر یاس

کیا پوچھتے ہو بزم میں کیا ڈھونڈ رہے ہو
تصویر تو پیدا ہر مصور نہیں پیدا

ہر آبلے میں خار ہر ہرزخم میں پیکان
کیونکر نہ مرین موت پہ بیمارِ محبت

کیا عید کے دن بھی مضان ہر کہ جو سنا
محفل میں تری عید کے دن کیلکے سے

پر دانی کا بھی قت ہر بیل کا بھی موسم
مرتا ہوں جو معشوق گھر ہی نہیں ملتا

مر جاؤں کلا کاٹ کے خنجر نہیں ملتا
یہ اور قیامت ہر کہ ملکر نہیں ملتا

یا یہ ہر کہ مجھ سے کوئی بہتر نہیں ملتا
سر ملے ہیں اُس کو چہ میں تہر نہیں ملتا

حضرت کا فرشتوں سے ابھی پتہ نہیں ملتا
جب وعدہ کیا پھر وہ مقرر نہیں ملتا

لوصاف بتا دوں دل مضطر نہیں ملتا
آئینہ تو ملتا ہر سگند نہیں ملتا

ملنے سے میرجاں کوئی کیونکر نہیں ملتا
ایسا یہ مزا ہر کہ مکرر نہیں ملتا

مجھ کو نہیں ملتا کوئی ساغر نہیں ملتا
وہ کونسا فتنہ ہر جو ٹھہکر نہیں ملتا

مرتا ہوں جو معشوق گھر ہی نہیں ملتا

یار ب مرے اشکو نے نہ تاثیر جدا ہو	اس قافلہ سے کوئی پچھڑ کر نہیں ملتا
اس سے ہی کوئی وصل کی صورت نکل آتی	عکس اکچا آئینہ سے باہر نہیں ملتا

ہر وقت پڑھے جاتے ہیں کیوں داغ کٹا
کیا ت کو کوئی اور سخنور نہیں ملتا

حسینوں کی وفا کیسی جفا کیا بُرکھنے سے کہئے مدعا کیا وٹین کیوں پر شش روز جزا سے نگاہ ناز سے دیکھیں وہ پہر کیوں بگڑ بیٹھے عث ذکرِ عہد پر وہ دل کو چیر کر سوا بار کھین ادا چاک گریبان کی اڑائی یہ سُنا یا فغانِ بے اثر نے مری محبت سے کیوں پختے ہیں اجا ذرا دم کو کہیں گے حالِ دل ہی عدو ہو وصل ہو میرے گلے ہوں کبھی تڑپا کے دلِ سہرات رکھنا ہمکاہِ رحمِ حرمِ عشق پر کیوں	جو دل آیا تو پہرا چھا کر کیا یہ سنکر چپ رہیگا دوسرا کیا جو پوچھے ہم کو اُسکا پوچھنا کیا مکڑر جو ادا ہو وہ ادا کیا سنا کیا آپ نے میں نے کہا کیا نیکلتا ہر ہمارا مدعا کیا کھلے رہتے تھے یوں بند کیا کر گیا اور تو اس سے یوا کیا اکہی جیتے جی میں مر گیا کہ ہمارے لب پہ رکھا ہر گلا کیا ترے دلیں ہی ہیں اراں کیا کیا کبھی کہنا اسے یہ ہو گیا کیا یہہ کی ہر بخشوانے کو خطا کیا
--	--

کہا ظالم نے سکر داغ کا حال
بہت اچھے ہیں انکا پوچھنا کیا

سمجھ کر سو نچکر بیدار کرنا
یہ پہ پہ کہنا یہ پہرا شاہ کرنا
بہلا دو نگاہ تجھے میں یاد کرنا
پنسا کر دام میں آزاد کرنا
اکہی دو فون گہر آباد کرنا
قسم ہر تمکو وہ بیدار کرنا
نکرنا یا ستم ایجاہد کرنا
مرے مولا میری امداد کرنا

بڑا ہر شاہ کو ناشاد کرنا
نہیں آتا ہمیں برباد کرنا
عدو کے غم میں یوں فریاد ہر
مرے صیاد کو اک کہیل ٹھہرا
جوانکھون میں ہر دل میں ہو وہی نو
رہے بعد فنا ہی جس کی لذت
ہمیں شوق جفا ہی یہ تو کھد
غم دنیا و دین میں مبتلا ہوں

چپا مارا ز وصل احباب سے داغ
پھر ارمان مبارکباد کرنا

نگیہ کلام آپکا ہر ہر سخن میں کیا
پہتا ہر نام غیر کا تیرے دہن میں کیا
یاروں نے گہر کو آگ لگا دی وطن میں کیا
اسکے سوا ہر اور تیری انجمن میں کیا
خالی کفن پڑھو دہرا ہر کفن میں کیا

میں راز دل بیان کروں انجمن میں کیا
تعریف پر مری یہ الجھنا سخن میں کیا
ہر ساتھ ساتھ شام غریبی کے چہرہ دہان
فتنہ فساد رشک تغافل غرور ناز
میں خلد میں ہوں اور نکیرین قبر میں

قاصد کے فیصلہ سے مرے ہوش اڑ گئے
 غربت میں پوچھ لیتے ہیں بادِ صبا ہم
 کیوں سخت گفگو نہیں کرتے رقیب سے
 مٹھی میں دل تھا جو اٹھے مات چہار کے
 عرضِ مصال پر یہ دو حرفی جواب ہر
 زیر زمین بھی مچھپے قیامت پارہی
 اُس بیوہ کے شکوہ سے بے چین ہو گیا
 تجھ کو بھی ہر خبر تو سے ملنے کے ڈینگین
 تسخیرِ جذبِ عشق کی تاثیرِ الامان
 سُن سُن کے میری شوخیِ تقریر یوں کہا

کیا جانے کہدیا اُسے دیوانہ پن میں کیا
 رہتا ہر ذکرِ خیر ہمارا وطن میں کیا
 کچھ چوٹ لگتی ہر لبِ پیمان شکن میں کیا
 اُچھا ہوا ہر زلف شکن دشمن میں کیا
 ہر اک سخن میں کیوں کہی ہر اک سخن میں کیا
 فتنہ کا عطر اُسے ملا تھا کفن میں کیا
 پیغامبر کے آگ لگی تن بدن میں کیا
 خلوت میں کیا خیال میں کیا انجمن میں کیا
 جادو ہر آپ کی نگہِ سحر فتن میں کیا
 توبہ ہر یہ زبانِ رسیگی دہن میں کیا

اور داغِ قدر دانِ سخن اب دہن تو ہین
 تعریفِ اس غزل کی نہ ہو گی دکن میں کیا

توبہ توبہ سرِ تسلیم جھکا یا اجاتا
 میں کسی دن جو عنایت سے بلایا اجاتا
 از نزاکت تر سے قربان کہ وقتِ خلوت
 میں گنہگار نہ ہوتا جو اکہی مجھ کو
 باغِ ہستی سے عدم میں ہر سو کیفیت

ہم جو سمجھے تھے اگر تجھ میں نہ پایا اجاتا
 بیشتر مجھ سے مجھے چوڑ کے سایا اجاتا
 وہ کہیں ہم سے تو کہہ کر کہ نہیں چاہتا
 ہر برس نامہ اعمال دکھایا اجاتا
 عمرِ رفتہ سے پلٹ کر نہیں آیا اجاتا

<p>شوقی ایسا کہ تری ماہ میں مر کر بھی چلوتا بدگمانی مجھے گھبرائے نہ دیتی لیتا وہ خریدار ہی دل کے نوے کیا کبھی فتنہ سازی سرزد لگی بھی قیامت ہوتی آنکلی محفل میں قیام نہ کئے آواز حُسن کی شان میں ہر رنگ نظر آنی سٹی</p>	<p>ضعف ایسا کہ نہیں جان سے جایا جاتا منہ پہ قاصد کے اگر قفل لگایا جاتا ہم بھی کچھ دبستے کچھ آنکھوں بھی پایا جاتا گر ترے کوچہ کی مٹی سے بنایا جاتا بولتا میں تو گلا میرا دایا جاتا تو اگر آنکھ چراتا تو دکھایا جاتا</p>
---	---

اٹھ کے کعبے سے نجات جو صنم خانے کو
 اور چہرہ داغ کسان بار خدا یا جاتا

<p>کاش تو گور غریبان پہ نہ مضطر پھرتا سیرے ہی اتے مشکل مرئی سان ہوگی بیڑیاں ڈال کے گردن نکتے اجاب خاک میں ملنے کی جب داد ہمار مٹی دم ترمیں جو ذرا آنکھ تھما رسی پھرتی کچھ گرہ میں بھی ہر جو دے خریدار بنے میں نہوتا تو مزہ بادہ کشی کا بھی نہ تھا جوش پر اور قیامت کی جوانی آتی رہنا بنکے جو تقدیر مجھے لیجانی</p>	<p>صبر سے ناز سے تنگین سے ٹھکر پھرتا مجھ کو بچے جو نہیں آپ سے سنجر پھرتا ✓ اس خون لاشہ مراقبہ کے اندر پھرتا آسمان بنکے بگولہ سر محشر پھرتا مضطرب آئینہ میں حلقہ جو ہر پھرتا یہ سمجھ لو کہ یہ سو واہنیں لیکر پھرتا ڈھونڈتا مجھے کو تری بزم میں سا پھرتا ہات میرا جو سے سینہ پہ اکثر پھرتا بیٹھتارے محسن کچھ میں دن بھر پھرتا</p>
--	---

<p> جج کو گنگا کی اگر آہ سوزان لطف تھا میں بھی وصل کہیں چھپ جاتا یہ نہ کہیے کہ نہیں اہل فامین کوئی تم نہ آتے توجہ انداز کہاں سے ہوتے کیا مرے ہات میں کل تھی جو پھر اٹا سکو </p>	<p> موت شعلہ بڑا لہجہ چکر چپرتا آدمی نکا مری ٹوہ میں گھر گھر پھرتا نام اک شخص کا ہر سیرنی بان پر پھرتا بیٹھتا نرم میں بسر کوئی تنکر پھرتا پند گو دل کسی محبوب سے کیونکر پھرتا </p>
---	--

<p> دلغ چھٹی درستی کی گدائی نہ کبھی چنر شاہی بھی اگر قیس کے سپر پھرتا </p>	
---	--

<p> ڈھنگ میں چاہ کا دنیا سے زالا ہوتا دختر زنی بڑا نام اچھا لا ہوتا پانومین ناقہ لیل کے چھ چھا لا ہوتا موت کی موت سنبھالے کا سنبھا لا ہوتا کام بنتا جو ذرا دل کو سنبھا لا ہوتا آسمان گرہم تن روئی کا کالا ہوتا در نہ ہر بات میں تیرا ہی حوالا ہوتا اس بلا کو کسی تدبیر سے ٹالا ہوتا تو نے ہم میں تو کوئی عیب نکالا ہوتا دل دیکھاتے جو کوئی دیکھنے والا ہوتا </p>	<p> غیر کا میں بھی اگر چاہنے والا ہوتا بارسا کوئی اگر تاکنے والا ہوتا قیس کو آبلہ پا سے ہوا کیا حاصل جان ایکاش محبت میں سنبھل کر جاتی تیشہ فروادنے بیکار سنبھا لا اعشق شہساق کے چھ پھر بھی نکرتا نرمی مے یوسف کا بیان بھی کیا دھنڈا کچھ قیامت تو تھی چور کی شباسی تھی شکستہ اللہ کی نعرہ کیا اس بُت نے ہم سناتے جو کوئی نہ ہر دو ہمارا سنتا </p>
---	---

ملکے اکبار اگر پھر اُسے ملتی نہ سرسبز	بیت محرابت میں زار کے پیا لا ہوتا
تیرگی زلف کی خورشید رخ یار سے کر	دھوپ میں رنگ نہ کس طرح سے کالا ہوتا
نامہ بردیکھ کے تیور اُنھیں خط دینا تھا	باتوں باتوں میں قضا کام نکالا ہوتا
خیر گذری کہ رہی خلق میں گھٹ کر فریا	دل بیتاب نے محشر سے نکالا ہوتا

درد فرقت کی کشک وصل میں کیا مٹ جاتی
آہ تھمتی اگر اے داغ تو نا لا ہوتا

دل کوتا کا تو میر جان جگر چھوڑ دیا	اس طرف بھی نہ کوئی تیر نظر چھوڑ دیا
چھوڑتا مجھ کو نہ لبسمل و مگر چھوڑ دیا	سر پہ احسان ہے اسلئے چھوڑ دیا
یہ تلوں مرے صیا دکا دیکھے کوئی	کہ ادھر دلو کو چھینا یا تو ادھر چھوڑ دیا
گڑھے گڑھے کیا ناصح کا گریبان	شکر ہر اُسے مراد امن تر چھوڑ دیا
کیا زاکت کی شکایت ہر غنیمت جانو	ہمنے لپٹا کے گلے وقت سحر چھوڑ دیا
کام سب جانہ خرابی کے ہوئے ہیں تجھ سے	رحم کھا کر تجھے اے دیدہ تر چھوڑ دیا
پھر کہاں تھا نہ پتا تھا وہاں تھا وہ خ	دامن کا جو سراہہ گزر چھوڑ دیا
لیگتر تھی توے دیوانہ کو گھر سے دست	ہنیں معلوم کہ جنگل میں کہ چھوڑ دیا
غیر کے حال سے مطلب جو ہمارا نکلا	اُسے وہ ذکر جو تھا آٹھ پہر چھوڑ دیا
نامہ برزندہ نہ چھٹتا کبھی اُس لیکن	پڑھ کے خاصوئج کے کچھ سن کے چھوڑ دیا
آپ بچیں جانیں گے ہم آپ یہ تکلیف کریں	یہ تو فرمائے دوزن میں اگر چھوڑ دیا

۱۲

داغ وارفتہ طبیعت کا ٹھکانا کیا ہے
خانہ برباد نے مدت ہوئی گھر چھوڑ دیا

۱۲

جب اُس نے حالِ دل مبتلا کہا تو کہا بچا ہے تجھ سے خدا
کچھ اور اسکے سوا مدعا کہا تو کہا ہماری جانے بلا
کہا جو اُس نے کہ ہو سر سے پائون تک عیب تو بولے وہ لا یرب
دعا شعار و ستم آشنا کہا تو کہا ملیگی تجھ کو سزا
غم فراق سنایا تو سنکے نہ مایا ہمیں نہ جسم آیا
رقیب کا جو ذرا ماحبر کہا تو کہا یونہی سہی تجھے کیا
نہ دل وہی ہے نہ عاشق کی جان نوازی ہے یہ بے نیاز بن کر
غدا پریش و زجزرا کہا تو کہا ہمیں نہیں پروا
خدا کے بند و نیر ایسا ستم روا نہ کرو ذرا خدا سے ڈرو
کسی غریب نے بالتجا کہا تو کہا کسی کو کیوں چاہو
شکایت پیش غم سے کیا ہو دل ٹھنڈا اثر ہو جب اُٹا
نہاری باتون سے دل جل گیا کہا تو کہا جلا نے میں ہے مرزا
عدو کا ذکر جو ہم چھیڑ سے نکالتے ہیں وہ صاف ٹاٹے ہیں
یہ کیا طریق ہے اے بے وفا کہا تو کہا تجھے تو ہر سودا
پتے کی اُسے جو کوئی کہے قیامت ہے کہ اُس سے نفرت ہے

حسین کہا تو سنا خود نما کہا تو کہا بہت بگڑے بجا

شیر و شوخ ہر وہ داغ چھ تو ہر ظاہر عبت ہوے تر بھر

کسی نے چھیر سے تکر برا کہا تو کہا کہ چھیر کا ہر مزا

دل کی بھی پروا نہیں جاتا رہا جاتا رہا
جو بھر و سا تھا ہمیں وہ آسرا جاتا رہا
آپ کا دل کھل پڑا گم ہو گیا جاتا رہا
ورنہ برسوں نامہ ہر آتا رہا جاتا رہا
ڈھونڈھنے والے سے پوچھے کوئی کیا جاتا رہا
دشمنی کا لطف شکوہ کا مزا جاتا رہا
زمین میں آنے ہی حرف مدعا جاتا رہا
لکھن آکھین مگر وہ دیکھنا جاتا رہا
ہات ملنے ملتے سب رنگ جنا جاتا رہا
حیف ہر اسکا ہمارا سا منا جاتا رہا
صید جہدم آنکھ سے اوجھل ہوا جاتا رہا
جس قدر حاصل کیا اُس سے سوا جاتا رہا

تو ہی اپنے ہاتھ سے جب دل رہا جاتا رہا
جس موقع پر تھی اپنی زندگی وہ سٹکی
میں دیکھا انکی زلفوں کو تو فرما نئے لگے
اب کمر دے وہ رسم و راہ بھی موقوف کر
دل چرا کر آپ تو بیٹھے ہوئے ہیں چین سے
مرگ دشمن کا زیادہ تم سے ہر محجوہ مر
ہو سکے مطلب نگاری کیا پریشان طبع
اچھی صوت کی رہا کرتی تھی اکثر تاک جھکا
لفظ انکو فراق غیر کا افسوس کر
کاش تون آسمان پر گرے پھر برق آہ
دیکھو دیکھو مجھ پر ساتے رہو تیز نگاہ
حرف و انگیر و نیل مال دنیا بے ثبات

داغ کچھ درہم تھا جسکا انھیں ہوتا ملا

ہو گیا گم ہو گیا جاتا رہا جاتا رہا

لے چلا جان مری وٹ کے جانا تیرا
 اپنے دل کو بھی بناؤں نہ ٹھکانا تیرا
 تو جو اسی لطف پریشان رہا کرتی ہر
 آرزو ہی نہ رہی صبح و طن کی محض کو
 یہ سمجھ کر تجھے اسی موت لگا رکھا، ہر
 اس دل شیفۂ مین آگ لگا بنے والے
 تو خدا تو نہیں اے اصرارِ نادان میرا
 سچ کیا وصل عدو کا جو تعلق ہی نہیں
 کعبہ و دیر میں یا چشم و دل عاشق میں
 ترک عادت سے مجھے نیند نہیں آنے کی
 میں جو کتا ہوں اٹھائے ہیں بہت سچ فرق
 بزم دشمن سے تجھے کون اٹھا سکتا ہر
 اپنی آنکھوں میں ابھی کو نگہی بجلی سی
 یونہی تو کیا آئیگا تو فرط نزاکت یہاں

ایسے آنے سے تو بہتر تھا نہ آنا تیرا
 سبے جانا جو پتا ایک نے جانا تیرا
 کسکے اُچھے ہوئے زمین ہر ٹھکانا تیرا
 شام غمبت ہر عجب وقت سُہانا تیرا
 کام آتا ہر بُرے وقت میں آنا تیرا
 زنگ لایا ہر جھلاکھے کا جانا تیرا
 کیا خطا کی جو کما میں نے نہ مانا تیرا
 مجھ کو واسطہ ہنسنا ہر رولانا تیرا
 رہیں دچا گھر و زمین ہر ٹھکانا تیرا
 کہیں نیچا نہو اسی گور سرانا تیرا
 وہ یہ کہتے ہیں بڑا دل ہر توانا تیرا
 اک قیامت کا اٹھانا ہر اٹھانا تیرا
 ہم نہ سمجھے کہ یہ آنا ہر کہ جانا تیرا
 سخت شوار ہر دھوکے میں ہی آنا تیرا

داع کو یوں وہ مٹاتے ہیں یہ فرماتے ہیں
 تو بدل ڈال ہوا نام پُرانا تیرا

دیکھے منصور اگر آج زمانہ تیرا
 ہوا نا احق کی جگہ لب پہ تیرا

وہ دن آتے ہیں آتا ہر زمانہ تیرا	داغ ہر ایکے باپیر و فسانہ تیرا
تیر پر تیر لگاتا ہر نشانہ تیرا	ہدف دلنے کلنتی ہیں ہزاروں آہیں
یا اکہی کوئی لٹتا ہر خزانہ تیرا	بواہوس کو بھی ہوا نقد محبت پہ غرور
یاد آجائے مجھے کاش بہانہ تیرا	موت سے وہ ہی م نزع بہانہ کر لوں
نام لیتا ہر مری جان زمانہ تیرا	تو نے مارا نہیں عاشق کو مگر کچھ تو بتا
بار کا کل سے نہ کھا کبھی شانہ تیرا	غیر کی نعش اٹھائی تو نہو خواب میں کج
بول اٹھتا ہر مری جان فسانہ تیرا	صفت حن کرے کوئی کسی پر دین
ہر تن صاف عجب آئینہ خانہ تیرا	تیرے ہر عضو میں تصویر کا عالم دیکھا
تیر سے اڑ کے لپٹتا ہر نشانہ تیرا	بنگیا آہن پیکان بھی مگر مقناطیس
تو زمانے کا عدو دوست مانہ تیرا	ہوس سلیقہ کی عداوت کہیں دیکھی سنی
ابھی باقی ہر لڑکپن کا زمانہ تیرا	قتل عشاق کیا کھیل سمجھ کر تو نے
کل ہمارا تھا جو ہر آج زمانہ تیرا	مدعی کچھ ہمیں چشم حقارت سنے دیکھ
عہد کا عہد بہانے کا بہانہ تیرا	وعدہ حشر پہ بے ساختہ دل لوٹ گیا

میرزا داغ ہو یا شاہ دکن مور و لطف

اور دن رات رہے جشن شانہ تیرا

مبارک ہو ہمیں کو عزم ہمارا

مزاج اب ہو گیا برہم ہمارا

غرض کس کو کرے ماتم ہمارا

خدا ہی کچھ سنبھالے تو یہ سنبھالے

کوئی دیکھے ذرا دمِ حنم ہمارا
کہ تم سے بڑھ کے ہر عالم ہمارا
نہ قسمت سے حصہ کم ہمارا
کہیں اٹکا ہوا ہر دم ہمارا
ہوا کیونکر تمہارا غم ہمارا
تماث فی ہر اک عالم ہمارا

اُڑا رکھی ہر جان ایسی جہاں پر
خوشی بزم میں کیا رنگ بدلا
دیے جا ہی فلک پورا ہی آزاد
کہیں الجھا ہوا ہر دل متارا
کسی کے آشنا ہوتے نہیں تم
ترے عالم کو جب سے ہم نے دیکھا

پھراست بھی نہیں اے داغِ کوئی
غنیمت ہر جان میں دم ہمارا

خواب میں بھی تو میرے دُرسے نہ آیا تھا
اُس نے ہم کو نہ کبھی جلوہ دکھایا تھا
غیر میں مجھ کو نہ رکھ بارِ خدا یا تھا
خاک کھایا جو کسی شخص نے کھایا تھا
رہ گیا مجھ کو جہاں چھوڑ کے آیا تھا
ایک تو ہو کہ مجھے تو نے جلا یا تھا
دل نے سینہ میں بہت شور مچایا تھا
جان سے اُس کو نہ مارا جسے پایا تھا
تو نے برسوں مجھے را تو نکو سلا یا تھا

قسمت اسکی ہو کہ جنے اُسے پایا تھا
حسن بے پردہ ہوا احسن آہر کر
یہ بھی اُس شوخ کی تصویر کیسے پکے ت
میرے ہمراہ کر دوست بھی غم کھاتے تین
میں اُسی ادی پر خار میں ہون تیر قدم
عودِ مجمر کی طرح جل گئی روانہ شمع
کون بکس کی زمانہ میں خبر لیتا ہو
قتلِ عالم کارِ ہاشوق مرے قاتل کو
اس فلکِ نیرز میں تجھ کو سلائے اللہ

کیا سبب تھا جو مجھے تو نے بلایا تھا	ساتھ لا کر وہ قیدیوں کو یہ فرماتے ہیں
واقعی جائے گا تنہا ہی جو آیا تھا	ایک میں جاؤنگا ہستی سے تراغم لیکر
بہنے بھی لطف قصو کا اٹھایا تھا	خلوتِ ناز کے تمنے بھی اڑائے ہیں مگر

راز داروں کو رسیقون کو خب کر لی تھی
داغِ تمنے تو وہاں رنگِ جسمایا تھا

وہ کا فرصتِ ہم کیا خدا ہر کیسا	بلا سے جو دشمن ہوا ہر کیسا
کہ پورا ہو جو مدعا ہر کیسا	دعا مانگ لو تم بھی اپنی زبان سے
تجھی پر تو دل آگیا ہر کیسا	ادھر آکھیجے سے تجھ کو لگا لوں
کیکی خلش میں مرا ہر کیسا	کسی کی تپش میں خوشی ہر کیسی
مقدر بہت نارسا ہر کیسا	ذرا ڈالو والد و اپنی زلفون کا سایہ
مگر دل بھی رنگ و فا ہر کیسا	ہمیشہ سے ہمنے ہٹتے ہی دیکھا
کوئی تذکرہ ہو رہا ہر کیسا	تجھیں اس کی نجات کیوں پوچھتے ہو
نشان ہر نہ کو سون پتا ہر کیسا	عدم میں بھی ماریو کو ہمنے تو ڈھونڈا
بڑا حال ہمنے سنا ہر کیسا	میری بزم میں آ کے وہ پوچھتے ہیں
کسی سے اگر واسطہ ہر کیسا	تمہیں فکر کیوں رنج کیوں لاگ کیوں ہر
جو دل سے کوئی ہو رہا ہر کیسا	اسی نے بنایا ہر اپنا کیسا
قصا پر کہیں بس چلا ہر کیسا	بچے جان کس طرح تیری آداسے

میری التجا پر بگڑ کر وہ کہتا وہ کرنے لگے ہیں قیامت کی باتیں سنا کرتے ہیں چہرے پر گالیاں ہم وہ کہتا رہیگا زمانے کا دشمن تجاہل تغافل سے زندہ نظرین	نہیں مانتے اسمین کیا ہو سیکا یہ سچ ہو تو بس فیصلہ ہو سیکا وگرنہ کوئی سپر ہرا ہو سیکا ہمیشہ زمانہ رہا ہو سیکا یہہ کیا دیکھتا دیکھنا ہو سیکا
--	--

نظا ہر نہ جانے نہ جانے نہ جانے

تجہ داغ دل جانتا ہو سیکا

نہ کیا وعدہ رات کا پورا قد جوتی ہر دین و دنیا میں نینجاں رہ نہ جاؤں امتی قاتل میں چلا کس خوشی سے قاتل کو بارے اپنے ہجوم حسرت سے ہر پہی دلہی کی ساری بابت	تو نہیں اپنی بات کا پورا آدمی ہو صفات کا پورا دار کراپنے بات کا پورا کر کے سامان برات کا پورا پڑ گیا کائنات کا پورا وعدہ کرا بقات کا پورا
---	--

داع تو اس شقیع اُمت سے کمر ہر دست نجات کا پورا	داع تو اس شقیع اُمت سے کمر ہر دست نجات کا پورا
---	---

قبضہ کرتا ہر ہر اک حور شامیل اپنا حلق پتہ ہر اگر اس سے سوا دل اپنا	آج ہم وقف کئے دیتے ہیں لو دل اپنا منہ تو بولے ذرا خنجر قاتل اپنا
---	---

ایک ہو کر کہی اُنکا ہر کہی دل اپنا	چیش و عشرت میں اُدھر ہر تو مصیبت میں اُدھر
آپ نے آپ بنگا لا ہر مقابل اپنا	چیر کر دل کو برے دیکھ لیا نورِ جال
آج یوں کوچ ہوا ہر کہی منزل اپنا	دین دنیا سے گھر تفسے گھر جی سے گھر
اسطرح داغ منائے میر کا مل اپنا	قبہ روضہ اطہر چہ بین فرسا ہو
آدمی دیکھ لے ہر کام میں حاصل اپنا	چین ملجائے جو ناکامی جاوید ملے
دام سے چھوٹتے ہی چھوٹ گیا دل اپنا	باغ میں فصل خزان اور شیشم ویران
آپ ہی خون رخ کر لے کہیں قاتل اپنا	تنگ و غریب سبب ہو نہ نزاکت دم فرج
سوچتے ہی نہیں وہ موت کو بھل اپنا	بہہ ٹپنے کا سبب اُدب ہی ہو جاتا ہر
دب رہے سایہ اگر ڈال دے محل اپنا	نا توانی سے رساقیس ہو کیا لیلیٰ تک
اُنکا اس میں اجارہ تو نہیں دل اپنا	خاک میں اسکو ملائیں گے نہ دینگے ہر گز

قطع

دو گھڑی جلسہ احباب کے شامل اپنا	یا داتے ہیں وہ اشخاص صاحب منزل
اُنسے ملنے کو ٹپتا ہر بہت دل اپنا	نہیں اکثر نشان اور جو کچھ باقی ہیں
حیدر آباد میں کی قدر ہماری عداوت	
شاد و آباد رہے خسرو عادل اپنا	
چشم بینا کے لئے اور اک کی	پردہ عرفان نہیں ہر چاک کی
کوئی بے ذرہ ہر اپنی خاک کی	نور سے خالی نہیں یہ خاکدان

ساتی دھینا نہ دمی ایک ہر
 صیڈل کے واسطے ہر دام عشق
 سیقل آیسۂ عرفان بس
 موت سے غافل نہونا چاہیے
 شوق ہو تو منزل مقصود پر
 ہر عجیب در دُست میں مزا
 پائے استقلال ثابت چاہیے
 رہنما دشوار رستے لے چلا
 موج طوفان خیر و صرصر تند تیز
 نیک ہوں اعمال تو پھر دیکھئے

ہم نہ سمجھے پاک کیا ناپاک کیا
 جب نہو تجھ پر تو فتراک کیا
 کون جانے ہر چہ مشت خاک کیا
 دیکھو اس صبا د کی ہر تاک کیا
 دونوں چھپیں شست کیا چالاک کیا
 خاطر آزر دہ و غمناک کیا
 کر سکے گی گردشِ افلاک کیا
 پنج رہیگا دشتِ جہنم کیا
 کر سکے اس جوش میں تیرا کیا
 بندھ گئی اسلام کی پھر پاک کیا

غور سے اے رداغ دیکھیں مسکین
 ہر جناب صاحبِ لولاک کیا

جذبِ دل آزما کے دیکھ لیا
 غیر کو منہ لگا کے دیکھ لیا
 اُنکے گھر رداغ جا کے دیکھ لیا
 کتنی فرحت قرا تھی بوئے دفا
 کبھی غش میں رہا شب و عدہ

اُس نے کچھ مسکرا کے دیکھ لیا
 جھوٹا سچ آزما کے دیکھ لیا
 دل کے کہنے میں آ کے دیکھ لیا
 اُس نے دل کو جلا کے دیکھ لیا
 کبھی گردن اٹھا کے دیکھ لیا

لوگ کہتے تھے چپ لگی ہر جگہ	حال دل بھی سنا کے دیکھ لیا
جاؤ بھی کیا کرو گے مہر و وفا	بار بار آزمائے دیکھ لیا
زخمِ دل میں نہیں ہر قطرہ خون	خوب ہمنے دبا کے دیکھ لیا
کیجیے بزم سے ہمیں رخصت	جوسنا تھا وہ آکے دیکھ لیا
حسن کیا ب نغمہ ہر نایاب	شہر در شہر جا کے دیکھ لیا
جنسِ دل ہر پہ وہ نہیں سودا	ہر جگہ سے مٹکا کے دیکھ لیا
عمر عاشق سے ہر دراز وہ زلف	خوب ہمنے گھٹا کے دیکھ لیا
وہ اثر جو کو دل ترستا تھا	آگے آگے دعا کے دیکھ لیا
ارد ہر آئینہ ہر اُدھر دل ہر	جس کو چاہا اٹھا کے دیکھ لیا
نہ لیا اُسے خط و شرات سے	نامہ بر کو بٹا کے دیکھ لیا
اب خریدار ہی نہیں کوئی	مُل اپنا بڑا کے دیکھ لیا
قابلِ آشیان کوئے نہ ملا	تینکا تینکا اٹھا کے دیکھ لیا
اُسے صبحِ شب وصال مجھے	جاتے جاتے ہی آکے دیکھ لیا
انگوٹھوں سے سرائیں بے پردہ	صاف میدان پا کے دیکھ لیا
تکو ہر وصلِ غیر سے انکار	اور جو ہمنے آکے دیکھ لیا
غیر کو ساتھ لیکے ہم ڈوبے	آپ نے ضدِ دلا کے دیکھ لیا
یہ نہی سیر ہر کہ گلشنِ مین	گل کو بٹبٹل بنا کے دیکھ لیا

رشتک ہر نامہ بر نے اُسکا جمال میری آنکھوں سے جا کے دیکھ لیا

داغ نے خوب عاشقی کا مزا
جل کے دیکھا جلا کے دیکھ لیا

ادپری دل سے بیاگریہ دزاری رکھنا
چشم عاشق میں پہر و یاد دل شیدا میں پہر
جاویدان جاؤ ہوئی صبح شب وصل نمود
بزم سے میں سبک ہو کے کہیں اُٹھ جاؤ
چمن کو چہ جانان سے مری تربت پر
زریب دیتی ہیں یہ مستانہ دامن کیا کیا
دست گستاخ سے سینہ میں نہو گی تکلیف
بوالہوس غیر میں یا ہم میں تم ہی منصف ہو
آئیں ہم ہم کے مرے دل کو جرات کئے
کہہی کہنا نہ رقیبوں کو تم اپنے گہر میں
چشم خوشخوار کہیں جانیر طے بے موقع

آخری وقت ذرا شرم ہماری رکھنا
کیا ضرورت ہو کہہی تم نہ سواری کہنا
سلسلہ نامہ و پیغام کا جاری رکھنا
بوجہ احسان کا سر پر مرے ہماری کہنا
لا کے دو پہول ہی اعر باد بہاری کہنا
بے پیئے بھی تجھے آنکھوں کو خواری کہنا
تم تصویر میں مری سینہ فکاری رکھنا
کچھ لگی لپٹی نہ اُنکی نہ ہماری کہنا
تیغ بے آب ذرا کند کٹاری کہنا
اور رکھنا تو بصد ذلت و خواری کہنا
اپنے قبضہ میں یہ شہباز شکاری کہنا

درہم داغ دیا داغ کو جیسا تینے
اپنے عشق میں سکہ ہی جاری رکھنا

اِس التفات پر یہ تغافل ستم ہوا
جتنا بڑا تھا حوصلہ اتنا ہی کم ہوا

<p> جاتا رہا ملاپ تو دونوں کو غم ہوا جب یہ سنا کہ داغ کا آزار کم ہوا دم ٹوٹا رہا شبِ وعدہ تمام رات بتی نہ کا نظارہ ہی گردن کا بوجہ ہر تیری گلی کا ایسا آدنی نشان ہے یہ بھی بڑا کرم ہے کہ میزانِ عدل میں مقبول ہو نہ مجھ سے مسلمان کی دعا تیرے بغیر رونقِ بیداد ہی نہ تھی ہر سرفراز خاک بھی تیرے خرام سے افسوس ہر رفیب نے کی آپ سے دعا اے دعا غطا اسکا ڈرہر کہ آئے نہ آئے اس مجبور میرے دل کو بھی نفرت سی ہوئی مسجد میں اذنِ عالم ہی مسکدہ میں رک کب شکوہ عتاب سے بے لطیفانِ مٹین کیا دل دھڑک رہا ہے نویدِ وصال سے مشتاقِ بیچ کب ہیں بہرہ سے پہاٹکے </p>	<p> اتنا ہوا کہ مجھ کو سیوا اُس کو کم ہوا زافو پہاٹ مار کے بولے ستم ہوا کیا رشتہ حیات بھی تیری قسم ہوا جب سامنے پڑا سیرِ تسلیم ہوا پیدا اسی سے جاوہِ راہِ عدم ہوا میرا گناہ غیر کے عصیان سے کم ہوا یارب درِ قبول بھی بیتِ الصنم ہوا مجبور آسمان شریکِ ستم ہوا اُہرارِ ہا زمین پہ جو نقش قدم ہوا مجھ کو بھی رنجِ آپ کے سر کی قسم ہوا گر بادہ طہور مرے حق میں ستم ہوا نقشِ وفا جہان سے اب کا اعدم ہوا دنیا کا کام دین سے بڑھ کر اہم ہوا شرمندگی بڑھ ہی جو وہاں غصہ کم ہوا جس کو خوشی ہوئی اُسے آخر کو غم ہوا سب کچھ ہوا اگر تری خنجر میں دم </p>
--	---

اے داغ شکر کر رہی اُن سے رسمِ درآ

تجھ پر خدا کا فضل خدا کا کرم ہوا

<p>سیر می حشت سے جو اسکا دل حیراں اٹا خاک کیا کیا نہ اڑائی ترے دیوانوں نے روتے روتے وہ تبسم جو کہی یا آیا قو شب وعدہ نکر امی دل مضطر فریاد بختِ برگشتہ کی تاثیر کہاں جاتی ہے خیر سے قتل ہی کرنا نہیں آتا اتیک ہونٹ چاٹا ہی کیا ہر دہن زخمِ حشر بچھو کھو ظالم نے دریار سے اٹا پیرا نازیہہ ہر نہ کیا قطع تعلق ہمنے لے چلا بارگنہ میں تو عدم کو محسوس دیکھ کر راہِ شب وصل ہمیں کیوں نہ گھر پڑ گئے لینے کے دینے سرِ شہر ہیکو</p>	<p>بجیہ کر سینے لگا چاکِ گریبان اٹا دشت پر دشت بیابانِ بیابان اٹا پہر گیا اشک ہی اگر سرِ مژگان اٹا پہر نہ جائے کہیں دروازہ مہمان اٹا فال کہوں تو کھیلے ہات میں تو اٹا حلق پر پیرتے جو خبرِ بران اٹا آج جھجلا کے جو قاتل نے مکدان اٹا وار پر لگے آہی سرِ دربان اٹا وہ جاتے ہیں جفا کر کے ہی احسان اٹا اختیار اُسکو ہر گریہ دے سامان اٹا کر بیٹھیں وہ کہیں شکوہ پیران اٹا ہو گیا نفع کی امید میں نقصان اٹا</p>
---	---

خط نہ آیا جو وہاں سے تو نہ آئے امرِ داغ

نامہ برزندہ پہر آئے کسی عنوان اٹا

<p>روے انور نہیں دیکھا جاتا کیا رہیں ہم کہ ترا چال چلن</p>	<p>دیکھیں کیوں نہ نہیں دیکھا جاتا پاس رہ کر نہیں دیکھا جاتا</p>
---	--

<p> شکب دشمن بھی گوارا لیس کن دیکھ کر گردنِ عاشق کد ن اسی پریشان نظری کیوں تلاش کس کو چھتا تب کہ دیکھے غلطی دل میں کیا خاک اُسے دیکھ سکیں توبہ کے بعد بھی حنا خالی کیا شب وعدہ ہوا ہوں بخود بارہا دیکھ لیا ہر اُس کو ہم جہازِ مین و ہین دیکھیں گے تجھے اوسیری نقش اٹھانے والے اب یہ نوبت ہے کہ میرا صدمہ خط مرا پھینک دیا چھ لکھ کر </p>	<p> بچھکھو مضطر نہیں دیکھا جاتا تیز خنجر نہیں دیکھا جاتا دل کے اندر نہیں دیکھا جاتا خط کو لکھ کر نہیں دیکھا جاتا جس کو باہر نہیں دیکھا جاتا کوئی ساعہ نہیں دیکھا جاتا جانبِ در نہیں دیکھا جاتا اور اکثر نہیں دیکھا جاتا ہمسے گھر گھر نہیں دیکھا جاتا آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا جاتا اُس نے دم بھر نہیں دیکھا جاتا ہمسے دمنتر نہیں دیکھا جاتا </p>
---	--

مختصر یہ ہے کہ اب داغ کا حال
 بندہ پرور نہیں دیکھا جاتا

<p> کچھ ہمیں بھی حیاں ہو ہی گیا مشکل اُن سے وصال ہو ہی گیا دل میں جب تک رہا رہا شکوہ </p>	<p> آخر اُن سے ملاں ہو ہی گیا تھا جو ممکن محال ہو ہی گیا لب پر اگر سوال ہو ہی گیا </p>
---	--

آپ کو افعال ہو ہی گیا
 شوق خواہد و خیال ہو ہی گیا
 ایک دو نون کا حال ہو ہی گیا
 کہ ہنسی میں ملال ہو ہی گیا
 آج پورا سوال ہو ہی گیا
 نگو حاصل کمال ہو ہی گیا
 آخر آخر زوال ہو ہی گیا
 دل مرا پایا ہو ہی گیا
 برق نور جمال ہو ہی گیا
 جیتے جی کا وبال ہو ہی گیا
 رخ سے ظاہر ملال ہو ہی گیا
 اب ہمارا چھ مال ہو ہی گیا
 اُن کو میرا خیال ہو ہی گیا
 وصل میں بھی دصال ہو ہی گیا

نہ کہا تھا کہ سچ نہ کہو اؤ
 پاس انجام کار ہو ہی گئی
 رنگ لایا ہر عشق آخر کار
 دل لگی کا بھی پڑا انجام
 ایسے وعدے کئے کوئی جانے
 شرط ہو جو میں بھی مستانی
 دولتِ حسن ہو کہ دولتِ زر
 رفتہ رفتہ تمہاری چالوں سے
 ارنی کھ کے آگ بھڑکا دی
 مرضِ عشق سے شفا نہ ہوئی
 گو کیا ضبط ذکر دشمن پر
 لیکے دل پیچہ سمجھ لیا تمنے
 کو برائی سے ہو مگر آخر
 نہ بچی جان اُن اداؤں سے

کمریار کے مصفا میں سے
 داغ نازک خیال ہو ہی گیا

یون گھٹ نہ متباہ ہو کیسا

اب دل ہر مقام تکبسی کا

رو نہا ہر اب اُس ہنسی خوشیکا
 کس کس کو مرہ ہر عاشقی کا
 پھر دیکھتے عیش آدمی کا
 گلشن میں ترے لبوں نے گویا
 تیرا بھی تو حسن ہر دغا باز
 لیتے نہیں بزم میں مرا نام
 جیتے ہیں کسی کی اس پر ہم
 گھیرا ہر ہجوم غم نے اتنا
 بستی ہر بُری کبھی جو دلپر
 ماتم سے مرے وہ دلیں خوشین
 اتنی ہی تو بس کسر ہر تم میں
 ہم بزم میں اُنکی چھپکے نیٹھے
 تم کو چہ عنبر میں نہ جانا
 جب ایسی وفا پہ پھ جفا ہو
 کس کس نے لئے ہیں تیرے بوسے
 جو دم ہر وہ ہر باغینت
 آغاز کو کون پوچھتا ہر

ماتم ہر ہر ہر زندگی کا
 تم نام تو لو بھلا کسی کا
 بستا چوک مری خوشیکا
 رس چوس لیا کھلی کھلی کا
 ہوتا ہی نہیں کوئی کسی کا
 کہتے ہیں خیال ہر کسی کا
 احسان ہر ایسی زندگی کا
 ارمان ہر مجھ کو بیکی کا
 کہتے ہوں بُرا ہو عاشق کا
 منہ پر نہیں نام بھی ہنیکا
 کہنا نہیں مانتے کسی کا
 منہ دیکھتے ہیں ہر آدمی کا
 اُس راہ میں ہر گزر کسی کا
 جی چھوٹ نہ جائے آدمی کا
 ہر لعل نمک فشان جو پھیکا
 سارا سودا ہر جیتے جی کا
 احبام اپنا ہو آدمی کا

اک معرکہ مرگ و زندگی کا	بالین پہ پرے رہا شبِ غم
آنا جانا کبھی کبھیکا	روکین اُنھیں کیا کہ ہر غنیمت
جس میں نہ ہو رنگِ فارس کا	کہتے ہیں اُسے زبانِ اُردو

ایسے سے جو داغ نے نباہی
سچ ہر کہیہ کام تھا اُسی کا

تمنے اس کام سے حذر نہ کیا	ظلم کس کس غریب پر نہ کیا
زہر نے بھی مجھے اثر نہ کیا	تھی شبِ حیر کیا گراں جانی
اس لئے اُن کو جنبہ نہ کیا	نشہ کیسا وہ سحر کھیتے
کو س دو کو س بھی سفر نہ کیا	شامِ غربت کو آپ کیا جانیں
اب جو کرتے ہو پیشتر نہ کیا	مرچلے ہم تو رحم کرنے لگے
جس نے دامن کیسا تر نہ کیا	زاہدِ خشک کے لئے ہر وہ مژ
اب کیا وہ جو عمر بھر نہ کیا	دل کے ہاتون ہر سخت مجبوی
قبضہ اُنکے مزاج پر نہ کیا	عشق نے قید کر لیا مجھ کو
تجھ کو اپنا پیا مسرہ نہ کیا	ہوا گئی چوک ہمسایہِ ناصح
دل بیتاب نے مگر نہ کیا	کوئی دن اور صبر کرنا تھا

مست کو ہم با و ف تو کہہ دیں گے
داغ نے اعتبار اگر نہ کیا

جہاں تیرے جلوے سے معمور نکلا
 جگر ساتھ اشکون کے محبوب نکلا
 تجلی کسی کی وہ جلوہ کیکا
 یہ سمجھے تھے ہم ایک چرکا ہڈی پر
 دم سرد کو آگ کیونکر لگاؤں
 نہ نکلا کوئی بات کا اپنی پورا
 پلائی مجھے ذکر واعظ نے ایسی
 نقش پا غرش پا ہر شاہ
 وہ محکش ہوں اس چوس لیتا ہوں کا
 وجود عدم دونوں گھر پاس نکلا
 کہان ربکہ تو بہ نبیا ہوں الہی
 ہوا تھا کبھی سر قلم قاصد نکلا
 شب وصل ذکر عدو پر وہ بولے
 بہت دم دیے پاس پھٹکا نہ ہرگز

پڑی آنکھ جس کو وہ پر طور نکلا
 یہ ہمسایہ دل کا بہت دور نکلا
 کہیں ناز نکلی کہیں نوز نکلا
 دبا کر جو دیکھا تو ناسور نکلا
 جہنم کا شعلہ بھی کا فوز نکلا
 مگر ایک نکلا تو منصور نکلا
 کہ مین بزم سے نشہ میں چو نکلا
 کہ گھر سے ترے کوئی محسوس نکلا
 جہاں شاخ میں کوئی انگور نکلا
 نہ یہ دور نکلا نہ وہ دور نکلا
 کہ جنت بیچیں مجمع حور نکلا
 یہ تیرے زمانے میں ستور نکلا
 خدا کے لئے کیوں یہ مذکور نکلا
 وہ عیب پر فخر بہت دور نکلا

سمجھتے تھے ہم داغ گنم ہوگا

مگر وہ تو عالم میں مشہور نکلا

فرشتوں سے بازی بشر لگیا

زمین سے قدم عرش پر لگیا

مرا دل وہ تیر نظر لے گیا
 کہوں کیا کہہ سے کہہ لے گیا
 وہ پھر مجھ سے دل حیلہ کر لے گیا
 دیا دوست کو بزم دشمن میں خط
 تصویر میں بھی اب تو آتی نہیں
 چھپا یا بہت ہمنے پہلو میں دل
 رہی بریکے ہاتھوں سے مشرکے دن
 شکایت سنی آج کیا کیا تیری
 مگنائی تھی خاکِ دریا رکج
 کھلایا کیا کیا آپ کھائی کیا
 کلیجہ جواب مجھ کو آتا نہیں
 دھرا کیا ہم اب لینے آئے ہو کیا
 برسے وقت کا کوئی ساتھی تو ہو
 وہاں تک جو چھپا شبِ غم کا حال
 بچالے گیا جان گر تجھ سے غیر
 نہ تھا دور مجھ سے وہ ناوگِ فلک
 شبِ حجبِ نالہ مرا عیش

جگر لینے والا جگر لے گیا
 جدھر لے گیا راہِ سبر لے گیا
 ادھر دیگا تھا ادھر لے گیا
 غضب نوک کی نامہ بر لے گیا
 کوئی کیا تمہاری کمر لے گیا
 کوئی لینے والا مگر لے گیا
 ہتھین چھین کر میں اگر لے گیا
 کہ دشمن مجھے اپنے گھر لے گیا
 چڑا کر مرا چارہ گر لے گیا
 عدم کو جو زادِ عنصر لے گیا
 ترا تیر شاہِ جگر لے گیا
 کوئی تم سے دل پیشتر لے گیا
 مجھے بھی میرا نامہ بر لے گیا
 کوئی راہ چننا خبر لے گیا
 وہ کیا لے گیا اپنا سر لے گیا
 بہا کر نہ خونِ جگر لے گیا
 فرشتوں نے پہلے خبر لے گیا

ترے ہاتھ دل چپتا کیوں قریب وہ ہشیار تھا پھیر کر لے گیا

یہ کیا ایسی وحشت ہوئی داغ کو
اٹھ کر کہاں گھر کا گھر لے گیا

شکل اصلی سے کبھی رنگ تبدیل نہوا
وعدہ کرنے میں تو مبرا گزارے برسوں
آنکھوں کی نگہ بین کیا اُسے مرا کام تمام
دو دہل میں کوئی انداز نکل ہی آتا
اہل فریاد تھے دہوم تری محفل کی
باز آیا نہ سنگم ستم پیہم سے
ایرا پرین ثابت دیدار کی خواہش ہی
کیا ذب گدائے دیحی نہ کو عار آتی ہر
کہتے تھے گلزار ہو دریافت گہر سے مہل
تعریف ہاتھ لے کر نہا کبھی اُسے شکوہ

غنیہ گل ہو کے کھلا گل کبھی طبل نہوا
قتل کرنے میں کبھی تم کو تامل نہوا
شکر ہو کشتہ انداز قفا نسل نہوا
مگر افسوس برنگ حنم کا گل نہوا
انجمن شہر خموشان ہو اگر غل نہوا
ختم یہ سلسلہ دور و قریب نہوا
خون دل ہو ملو ملاجیب بھی تو گل نہوا
اوک سے پی جو میسر تاج مل نہوا
کیا ہوا جزو سے معلوم اگر گل نہوا
تجھ سے ایدل نہوا صبر و تحمل نہوا

داغ مبرا ہوا دار پر رخ و گیسو کیسا
یہ کبھی شیفۃ لالہ و سنبل نہوا

بے اس طرف سے بھی فی القیوم دے آپ سے وہ کوئی اور ہوگا
بہکا فل سے بڑھ کر بھی کیا ہو ہوگا ستم ہو چکا یا ابھی اور ہوگا

<p> الہی وہ کیا عہد کیا دور ہوگا پُرانا وہ سامان بے غور ہوگا نہ یہ ظلم ہوگا نہ یہ جور ہوگا ابھی حادثہ کچھ نہ کچھ اور ہوگا مرا حال کب قابل غور ہوگا دکن رشک کشمیر دلا ہو ہوگا زمین اور ہوگی فلک اور ہوگا کہ قسمت کا ہونا بہر طور ہوگا </p>	<p> نہ عاشق کو شکوہ نہ معشوق کشر لئے جاؤں جنت میں دنیا کی چیریں دعائیں قیامت کی ہم کیوں مانگیں جب آنی بلا حشر میں دل بھولا خدا جانے کس دن دیکھیں گے اگر یونہیں گرجیوں کی آمد ہیگی کیسا نہ ہوگا قیامت میں کوئی عبث و فکر دنیا عبث فکر عقیبنی </p>
--	---

عیادت کو وہ داغ کی خوش خوش آئے

یہ جانا کہ اب طور بے طور ہوگا

<p> آگے بڑھتے تو کچھ پت کوئی تجھ کو اگر بڑا میں نہ ملت تو تم کو کیا ملے کاش یہ دشمنوں میں جا ہم سے ملے تو کچھ مزہ ملے زندہ رہتا جو دل تو آملے بندگی سے حُسن انہیں نہ ملے </p>	<p> عرش و کرسی پہ کیا خدا ملتا اس جفا کا جیھی مزہ ملتا زر ملا گھر ملا غلام ملا مدعی بن کے دل بغل میں رہا غیر سے مل کے کیا لیا تنے تیرے کو چہ میں چھوڑ آئے تھے عاشقی سے ملے گا ایزراحد </p>
---	--

نامہ برڈر کے بہاگ آیا ہے	یا نہ ملتا جواب یا ملتا
اک نہ اک ہم لگاے رکھتے ہیں	تم نہ ملتے تو دوسرا ملتا
دوستوں نے تو کچھ نہ نکلا کام	کوئی دشمن ہی کام کا ملتا
روز اک دل لگی نئی ہوتی	روز اک دل مجھے نیا ملتا

تمکو یہہ ملگیا ہر قسمت سے
داغ ساور نہ دوسرا ملتا

غم اُسپر آشکا کیا ہمنے کیا کیا	غافل کو ہوشیار کیا ہمنے کیا کیا
وعدے پر انتظار کیا ہمنے کیا کیا	چوٹے کا اعتبار کیا ہمنے کیا کیا
ہاں باں ٹپ ٹپ گئے گذری تہین نے آ	تمنے ہی انتظار کیا ہمنے کیا کیا
اترار ہا ہر نقد محبت پہ دل بہت	اوپر چہ کو مالدار کیا ہمنے کیا کیا
کیا فرض تھا کہ صبری کرتے فراق میں	کیون جبر اختیار کیا ہمنے کیا کیا
کہتے ہیں ہر شکایت بیداد و جور پر	تجگو خدائے خوار کیا ہمنے کیا کیا
تعریف عشق سن کے کہا تھا کہ خیا	اُسکو بھی بقرار کیا ہمنے کیا کیا
ناصح بھی ہر رقیب یہ معلوم ہی تھا	کسکو صلاح کا کیا ہمنے کیا کیا
پہلے تو مقل وہ ہوے پھر بگڑ گئے	کیون شکوہ بار بار کیا ہمنے کیا کیا
کہہینگے ہم تو داور محشر سے صاف	اچھو تمکو دل نے پیار کیا ہمنے کیا کیا
بہکا تمہارا ہاتھ ہمارا قصور کیا	خالی تہین نے وار کیا ہمنے کیا کیا

<p>تڑپا دل در کھائے جگر نے بھی داغ بھر اب بھی تو در عشق ترقی پذیر ہے دم خم جو انکی تیغ کا دیکھا غضب ہوا آئینہ کر کے صاف دل اپنا دکھایا فرقت میں ہم تو خون جگر بھی نکھاسکے</p>	<p>آنکھوں نے انتظار کیا ہم نے کیا کیا گر ایک سے ہزار کیا ہم نے کیا کیا پسے گلے کا ہار کیا ہم نے کیا کیا کیون آنکھو شرمسار کیا ہم نے کیا کیا وہ دل نے زہر مار کیا ہم نے کیا کیا</p>
<p>✓ رسوا کیا جو دل نے تو اب کہہ ہے ہین داغ دشمن کو راز دار کیا ہم نے کیا کیا</p>	
<p>یہ میں ہزار جگہ حشر میں پکار آیا وہ اس واسے وہاں جا کے شرمسار آیا یہ مجھے کہنے کو ظالم سہ فرما آیا کہیں تپانہ ملا سخت سو گوار آیا یہ حال تھا شب وعدہ کہ تاہر اگہ نہ ترا ہی کو چٹھکا ناہر خاکسار و کا نرے اڑائے وہاں خوش ہالیا انعام وہ بولے سچ تو نہ آیا کہی یقین مجھ کو ہوا ملال جب اُسے تو چھا گیا اندھیر جو وجہ دیر کی پوچھی کہا یہ قاصد نے</p>	<p>کہ اور یہی کوئی مجا گناہ گار آیا رقیب پر مجھے بے اختیار پیار آیا مرے بغیر تجھے کس طرح قرار آیا گل گلگی دل گم گشتہ کو پکار آیا ہزار بار گیا میں ہزار بار آیا جو زندہ نہ آسکا میں مرا غبار آیا یہاں جو نامہ بر آیا تو اشکبار آیا دروغ وعدہ کیا اور اعتبار آیا کہ دل میں آتے ہی آنکھوں میں غبار آیا گزارنے تھے مصیبت کے دن گذر آیا</p>

گزر گئی اسی گردش میں اپنے لیل نہا
 اڑاے میں ملک الموت نے بھی تیرے ٹہنگ
 خدا کی واسطے جو ٹی نہ کھائیے تمہیں
 ہزار فتنے جلو میں ہیں لاکھ ہنگامے
 تمہاری شوخ مزاجی سے چپا گئی حیرت
 کہاں تھے شکوہ تہیں کچھ خبر ہی ہرگز نہیں
 شکستہ دل ہوئی کس کس طرح مر قی
 رقیب سے بھی وہ ہیں بد گمان محفل
 کماں عشق کو فر باد قیس کی پیچھے
 کہی جو دیو پ کی گرمی سے رہنچ آئے
 زفا شمار کو غفلت شعار کون کہے
 انگائیں لاش پہ تلواریں اُسے مقتل میں
 وہ کیوں ہوئے میرے مشتاق خیر ہو یا
 عجب نہیں جو معاصی مجھ جہہ آمرزش
 یہ عقدہ عاشق و مشتاق کے چپس کہلا
 پلا دے آج سر شام مجھ کو ادب سے سنا

شب فراق گئی روز انتظار آیا
 ہزار بار بار بلایا تو ایک بار آیا
 مجھے یقین ہوا مجھ کو اعتبار آیا
 تمہارے ساتھ تو سامانِ وزگار آیا
 تمہیں قرار نہ آیا مجھے قرار آیا
 کوئی چار نے والا بہت کچھ آیا
 پیئے ہوئے جو کوئی زند بادہ خواہ آیا
 کہا یہ مجھ سے تمہارا صلاح کار آیا
 وہ سپنتہ کار ہر دل جکا بار بار آیا
 ہوا کے گھوڑے پر ابر کرم سوار آیا
 دم اخیر نہ آیا سرِ مزار آیا
 جو میرے بعد بھی آیا مرا ہی وار آیا
 طلب میں کل ہی خط آیا تھا آج تار آیا
 گنہ کی تو خیاں پاں کار آیا
 سمجھ میں مسئلہ جبر و اختیار آیا
 کہ تیری بزم میں اک میں ہی درجہ آیا

درے جو حشر میں وہ مجھ کو دیکھتے ہی کہتا

میرا رشتہ مراد داغ جان نشا آریا

بہو لالچے تو بہول گیا اپنا گہر بھی کیا
 تیرے مجھ سے آنکھ بھرا یا نہ کیجیے
 مٹے نہیں مان تو یہاں ہونڈ لینگے ہم
 مرقد سے تا بہ حشر نکلتا نہیں کوئی
 بنتے ہی بنتے علم اکہی میں رہی
 سکر فسانہ قیس کا ظالم نے یہ کہا
 فرما دو جو شیر سے مشہور ہو گیا
 مٹے ہی اُس سے آنکھ جو غش گیا مجھے
 یارب شب فراق بسر ہو چکے کہین
 اہموشین چیل سی کیسی ہو دیکھنا
 مٹے ہیں میری لاش پہ کافور کیون غریز
 میری عاکے ساتھ دعا کی قیے

جنگل میں جا کے ہیست ہانا نہ رہی کیا
 ملتی نہیں ہر دل کی طرحے نظر بھی کیا
 وہ چھوڑ دینگے گہر کی طرح رہے نہ کیا
 انسان کو عزیز رہا اپنا گہر بھی کیا
 پیدا نہ ہوتی ورنہ تہا رہی کمر بھی کیا
 عاشق خراب خستہ رہے پیشہ بھی کیا
 آتا ہر کام وقت پر ادنیٰ ہنر بھی کیا
 غل جگیا کہ سخت بلا ہو نظر بھی کیا
 نازک خرام اس کی طرح ہر سحر بھی کیا
 روتے ہیں میرے حال پہ یوارہ در بھی کیا
 مٹ جائیگی یہ سوزش داغ جگر بھی کیا
 کل شب کو ہاتھ ہاتھ لٹا ہر اثر بھی کیا

کیون داغ کے سوال سے چپ لگ گئی نہیں

آتا نہیں جواب سمجھ سوچ کر بھی کیا

تمہارے خط میں نیا اک سلام کھا تھا
 وہ قتل کر کے مجھے ہر کسی سے چھپین
 نہ تھا رقیب تو آخر وہ نام کس کا تھا
 یہ کام کس نے کیا ہے یہ کام کس کا تھا

<p> دنا کر نیگے نباہینگے بات ماسینگے رہا نہ دل میں وہ بیدر داور در دریا نہ پوچھہ کچھ تہی کسی دہان آؤ جگت تمام بزم جسے سن کے رنگہی مشتاق ہمارے خط کے تو پڑے کئے پڑا بہن اٹھائی کیونہ قیامت عدد کو چین گزر گیا وہ زمانہ کہوں تو کس سے کہن ہمیں تھ حضرت واعظ کی غم نے پلائی اگرچہ دیکھنے والے ترے ہزاروں تھے وہ کون تھا کہ ہمیں جسے بیونہ جانا انہیں صفات سے ہوتا ہر آدمی شہو </p>	<p> تمہیں ہی یاد ہو کچھ یہ کلام کسا تھا مقیم کون ہوا ہر مقام کسا تھا تمہاری بزم میں کل اہتمام کسا تھا کہو وہ تذکرہ نامہ کسا کسا تھا سنا جو تو نے بدل وہ پیام کسا تھا لحاظ آپ کو وقت حرام کسا تھا خیال لکھو میرے صبح و شام کسا تھا یہاں ارادہ شرب مدام کسا تھا تباہ حال بہت زیر بام کسا تھا خیال خام بیہ سوداے خام کسا تھا جو لطف عام وہ کرتے یہ نام کسا تھا </p>
---	--

ہر اک سے کہتے ہیں کیا داغ بیونہ نکلا
 یہ پوچھے اُسے کوئی وہ عہد کسا تھا

<p> دل عاشق اسیر ان کیسوں کے حال میں دیکھا جواب خط کا میں کی نہیں قہر تیا تھا لگائیں ٹھہریں اُس فتنہ کرنے اور بھلا کر نہ اندر کا اکہڑا ہر نہ ایقاف کی پران </p>	<p> طلسم عشق تو دیکھو کہ شیشہ ال میں دیکھا اُسے کس حال میں چھو اُسے کس حال میں دیکھا اگر تھوڑا سا دم باقی کسی پامال میں دیکھا حینو کا تماشا خوب بینی تال میں دیکھا </p>
--	--

<p>چلے آتے ہیں کیا کیا ذی کمال عالی پر ہماری پائیالی اس سے بڑیکر اور کیا ہوگی رہا کرتی ہر ہکوف کر آئندہ زمانے کی پہرے ہم دریدہ کوچہ کوچہ ڈھوٹتے جسکو گنہ تہا عشق توای داد و بخشہ مقرر نہیں متاع حسن کی کب تک ہیکلی گرم رہی</p>	<p>اثر دیکھا تو آصف جاہ کے اقبال میں دیکھا بچا جو فتنہ گرد و فتنے تیر جلال میں دیکھا ہمیشہ زائچہ اُس سال کا اُس سال میں دیکھا وہ نقد دل تہا رے گوشہ ڈال میں دیکھا یہی اک تو نے میرے نامہ اعمال میں دیکھا کمی پر بیچ ڈالا جس نے کہا مال میں دیکھا</p>
---	---

ہوئے میر داغ کے مذہب سے حیران کا فخر ہو
 کہی حال میں دیکھا کہی اُس حال میں دیکھا

<p>تقلید سے اہد کی حاصل میں کیا ہوتا تو بہر حسینوں کو گرا پاس وفا ہوتا تم لطف اگر کرتے تو حال زمانے کا ساقی تری مفضل میں چرچا ہی نہیں کا دل نے مجھے تڑپایا آنکھوں نے کیا ہوا غیر و مکی شکایت پر فرقت کی حکایت ارمان ہم آغوشی سن سُنکے ڈھٹائی ہر درد کی امی قاتل لذت مجھے جلتی نامح خبی شام سے میری ہی کہتی ہر</p>	<p>انسان ملک بنتا بندہ نہ خدا ہوتا کیا جانیے کیا کرتے کیا جانیے کیا ہوتا ایسا ہی ہوا ہوتا ایسا ہوا ہوتا اس سے قہر بہتر تھا کچھ نہ کر خدا ہوتا اپنوں نے ہوا یہ کچھ بگیا فوٹے کیا ہوتا گرم نہ خفا ہوتے تو کون خفا ہوتا اس کہنے کے میں قصہ پر کہیے تو کیا ہوتا سر شانہ گلا سینہ بہم بہم کے جدا ہوتا یاد ان تہا کیوں نہ سمجھا کے برا ہوتا</p>
---	---

<p>تہا غیر ہی ساتھ آنکے کتر کے گھر مجھ سے رہے محفل شمن میں جب مجھ کو طلب کرتے کیا مجھ سے ہی تہا ہو تعریف تر قاتل ہم جانکے نامہ صف میں اور طلب تجھ ہم کو تو عدم میں ہی نیند آئی نہ خشک اچھا ہر نہیں آئے وہ ہو پ کی گر متی عاشق کا ذرا سا دل تسکین ہی کیا اس محفل میں سنایا تھا افسانہ غم میں نے</p>	<p>یہ خیر ہوئی ورنہ جگر اہی ہوا ہوتا وہ وقت مزے کا تھا اس وقت مزا ہوتا خنجر ہی زبان بنتا جب شکر ادا ہوتا وہ فیصلہ ہی کیا تھا جو روزِ جزا ہوتا کچھ آنکھ ہی لگ جاتی گرد نہ لگا ہوتا قامت تو قیامت تہا سایہ ہی بلا ہوتا جھوٹا ہو کہ سچا ہو وعدہ تو کیا ہوتا الزام یہی رکھا ہی خلوت میں کہا ہوتا</p>
---	---

فریاد و فغان سے تمام **داغ** بڑے پھیے

کچھ ہی نہ کیا ہوتا کچھ ہی نہ ہوا ہوتا

<p>جب وہ ناہان عدد کے گہر میں پڑا ایسے نشہ کے کیوں نہوں قربان شب وعدہ گزر چکی آدھی وقت نظارہ اُسکا تار کمر اعر فغان تھم کہ پھر قیامت کر اگر نہیں تھا کوئی جبین فرسا عاشقی سخت تر مصیبت ہر</p>	<p>داغ اک داغ کے جگر میں پڑا بات اُنکا مری کمر میں پڑا اب سُنا ہو کہ تیل سہر میں پڑا بال سامیری چشم تر میں پڑا گر خلل خوابِ فتنہ گر میں پڑا کیوں نشان تیرے سنگِ دین پڑا ہم کو یہ کام عمر بھر میں پڑا</p>
---	--

مر گئے اہل کعبہ اُس بت پر دو بی جاتی ہر کشتی عشاق جلوہ گردِ دل ادھر ادھر رخصا نامہ برکا تو کچھ پتا نہ ملا بات میں اُنکے دیکھ کر تلوا سُن کے پیغام وہ ہوئے برہم شوق اگر ہمنغان ہوا تو کیا	ایک ماتم خدا کے گہر میں پڑا یہ سفید عجب بہنور میں پڑا فرق اُنکی مری نظر میں پڑا نامہ پایا ہر رگدز میں پڑا ایک جھگڑا دل و جگر میں پڑا پیشِ تقدیرِ نامہ بر میں پڑا آبلہ پاسے نامہ بر میں پڑا
--	--

جب چلا داغ کو سے قاتل کو
ایک کُہرام اُس کے گہر میں پڑا

وہ رشک حور شب کو گہر میں گہریا رونا تھا دکھا بھر میں لالے جگر کے تھے سایہ سے جکے داغ پڑے میں میں نشہ کی وجہ سے میری انگلیں نہیں تھیں اسلو سے وہ کہتے ہیں مڑوے پر اہتمام ناصح بھی شکستہ ستم و اسفند یا ہر دشنام یاد عاتہی شکایت کہ شکر تھا یہ تیر کا دل ان ہی ہر کا جل کی کوٹھری	کوئی فرشتہ کان میں میرے گہریا آنکھوں کی راہ خون تمنا ہی بہریا یہ کون آج گہر سے ترے رُوسپہریا اس مختب یہ خون جگر جم کے رہریا عاشق کو یہ جانے کوئی بے گناہریا وقت کلام میرے کڑی بات سہریا وہ مُنہ ہی مُنہ میں چلتے ہوئے کوٹھریا آیا جو رُوسپہر بیان رُوسپہریا
--	--

<p>یہ ہم سے چوک ہو گئی یہ ہم سے رک گیا دور یا کی طرح شیر و انگور بہ گیا</p>	<p>محفل میں غیر سے ہنسی کرنا تھا التفات مجھ پر شہ شراب کو دیکھا جو تاک میں</p>
<p>معتوق اور اُس کے خریدار ہو گئے اب داغ تیرے ہاتھ سے امر شک مہ گیا</p>	
<p>آپ نے شکوہ بیداد نہ دیکھا سنا کہیں افسانہ فریاد نہ دیکھا سنا شہر اس طرح آباد نہ دیکھا سنا کوئی تجھ ستم ایجاوند نہ دیکھا سنا اثرِ نالہ و فریاد نہ دیکھا سنا تو وہ کہتے ہیں کیسے یاد نہ دیکھا سنا کوئی اس طرح کرباوند نہ دیکھا سنا پاسبانی کا یہ ایجاوند نہ دیکھا سنا کہ ترا ساقہ آزاد نہ دیکھا سنا آپ ساحن خداوند نہ دیکھا سنا</p>	<p>نامہ عاشق ناشاد نہ دیکھا سنا اگلے وقتوں کی کہانی سے انہیں نصرت ہے اب ترے کوچ کی بستی کو نظر لگتی ہے آسمان و در سے کرتا ہے تجھے جھک کے سلام ہوتے آتے ہیں سلف یونہی عاشقِ ناکام پوچھتا ہے جو کوئی خط کا ہمارے مضمون خاک ہی اب تو نہیں خانہ و لیلِ افسوس در پہ خود بیٹھے ہیں جہ فتنہ اٹھائے سرو کیا فتنہ محشر بھی جو دیکھے تو دیکھیں یوسف بھی جو حضرت کو کہیں علی</p>
<p>آپ اپنے کو جو شاگرد کا شاگرد گئے داغ ساہمنے تو استاد نہ دیکھا سنا</p>	
<p>دیکھتے ہی طرفِ حوشمایل دیکھا</p>	<p>وصل کی شب جو فروغِ مہِ کامل دیکھا</p>

نبضِ بیا کبھی و کبھی دل دیکھا
جو مرا کتیرا جس نے مراد دل دیکھا
سوت بھی چو نہ سکی مجھ کو اُلفت میں
ماخذ سے کہو بہنے دے ہمار کی شتی
قابلِ یدِ تہیں اُس وقت دائیں اونکی
بزمِ اغیار میں تعریف مری ہوتی ہر
دلِ شوار طلب لوٹ ہر دشواری پر
اُس نے آوازہ کسا یہ بھی ہمارا چہرہ پر
کیا سمجھتے نہیں ظاہر کی ملاقات کو تم
بزمِ اغیار کا یہ حال بتا میرے
کیا دلاور ہر کوئی اُسکا کلیجہ دیکھے
گالیاں دیتے ہو پھر کہتے ہو یہ بھی مجھے
عشق کی چوٹ کو دل ہر گز گردن نہیں
منزلِ عشق ہر سنانِ مقام اور بخون
مست تھی نگہِ تری لہا تھا ہمارا بخود

پہر کیا قتل نیا آپ کو قاتل دیکھا
گردنِ غیر میں وہ ہاتھ حایل دیکھا
میں نے پہر پہر کے اجل کو کئی منزل دیکھا
ہمنے گرداب جو دیکھا لبِ ساحل دیکھا
آئینہ دیکھ کے جب مد مقابل دیکھا
آج یہ طرفہ تماشا سرِ محفل دیکھا
لے لیا ہمنے وہی کام جو مشکل دیکھا
گردِ میون میں کسی کو مرے شامل دیکھا
دلِ تنہا رنہ ملا ہمنے گلے مل دیکھا
تو نے کسی طرف اُس شوخ کو مائل دیکھا
جس نے بیتابِ محبت میں مراد دل دیکھا
ہمنے جھگڑا سی لایق اسی قابل دیکھا
جس نے تلوار نہ کھائی اُسے بس میل دیکھا
ماقہ دیکھا نہ یہاں کوئی نہ محفل دیکھا
ہمنے وہ نو نکو دم مہر کہ غافل دیکھا

اُس نے جب حکم دیا تہا تجھے مر حبا نا تھا
داغِ تو دے نہ سکا جانِ تیرا دل دیکھا

ادھر کی سدہ بھی ذرا آئی پیامبر لیا
 جوئے فروش سے سودا بنے تو کر لیا
 بگڑ کے جائیں تو نادان بن گئے آئیں ہم
 چرا کے دل کوئی چلن ہوا ہر آسمان ہمدم
 سنگار تیر نظر دل ہوا حب گرنہوا
 عبت نیاہ کے وعدہ سے تم تو ڈرتے ہو
 ہمارے سر ہی پڑا اب تو عشق کا ہوا
 شبیہ لائینگے یوسف کی اہل مصر ہوا
 کہی کہی نکل آتی ہر جنس دل چاہی آ
 قناعت آکو ہوتی نہیں کسی شے پر
 آجہ کے مار گنہ سے پڑا جو کچھ چٹکا
 دام پیرمخان کی ہین ناشین ہم پر
 ہمیں تو شوق ہے بے پروہ تمکو کہیں گے
 قریب دیکے لیا دل تو کیا لیا تم سے

خدا کے واسطے جلد ہی میری خبر لیا
 کمی ہو حضرت زاہد تو ہم سے بہر لیا
 کہ ہر روا انہیں دشمن کو دوست کر لیا
 سراغ چور کا ہر اک مقام پر لیا
 پہنچ رہا ہر ذرا اسکی بھی خبر لیا
 یہہ کون بات ہر اک دن بگاڑ کر لیا
 بڑا ہو یہہ کہ بہلا ہو ہمیں مگر لیا
 بڑا مقابلہ ہر تم بھی بن سنور لیا
 بُری نہ نکلے یہہ کپتی ضرور کر لیا
 یہہ کیا کہ دل کہی لیا کہی جگر لیا
 دہائی دینے لگے وہ گئی کمر لیا
 بہار آتے ہی ہمکو تو قرض کر لیا
 تہین ہر شرم تو انکھونہ ہاتھ دہر لیا
 بتائیں ہم تہین آتا نہیں اگر لیا

اغرض تہین جو سنوائے غیر کا شکوہ
 یہہ قصہ مول نہ اے داغ اپنے سر لیا

نہ بدلے آدمی جنت سے بھی بیت الخزاں لیا
 کہ اپنا گھر ہر اپنا اور ہر اپنا وطن لیا

جویوں ہو وصل تو مٹیا ہے سبج و محسن اپنا
 نہ سید ہی پل چلتے ہیں سید ہی بات کرتے ہیں
 عجب تاثیر پیدا کی ہر وصف نوکِ شرگان نے
 پیام وصل قاصد کی زبانی اور پہرے سے
 جراحتِ دل کی لائی رنگ آنسو ضبط کرتے
 پکار کہا جنوں کے ہاتھ سے اسی بکیتی اسکو
 نگاہ و غمرہ کوئی چھوڑتے ہیں گلشنِ دل کو
 کہے دیتے ہیں وہ کا فر ہو کا بنکے آنا کر
 یہ موقع مل گیا اچھا اُسے تیشہ لگانے کا
 ہم اپنے قول سے پہرتے ہیں کاشتِ شوقِ ہیکار
 یقین حاصل کیا آئے کوئی دن امتحانِ لکین
 نہ مریا ہوں جیتا ہوں اثر و دون کہاتے ہیں
 ہر اک سے طیش کی چلتے ہیں بگڑی ہوئی زنجیر
 یہ مینہ یہ جگر یہ دل یہ سیرِ مطلقِ حجاز کر
 خبر کس کو وہ کس کا تھا وہ کس کا ہو وہ کس کا
 یہ ہم سمجھے ہوئے ہیں تم نے مانا ہو مانا گو
 اچھتا کیوں ہر دیوانو نے ہے عشق و دین

زبان اپنی دہن کا زبان اذکی دہن اپنا
 دکھاتے ہیں وہ کمزور و کمزور کر با کہیں اپنا
 کہ جو سنتا ہے اُسکے لمبیں چھتا ہے سخن اپنا
 یہ نہ مادیانی یہ نہ نافہمی یہ نہ تہا دیوانہ اپنا
 کیا ہو تازہ اس تیزاب نے زخم کہیں اپنا
 جواب ہر پیر میں اپنا وہی ہو گا کفن اپنا
 کہیں ان لوٹنے والو نے بچتا ہے چمن اپنا
 ذرا دل تہام لیں پہلے سے اہلِ انجمن اپنا
 محبت میں کہاں سپر ہوڑتا ہے ہر کوہن اپنا
 ہر گناہِ تادمِ آخر یہی جو ہر سخن اپنا
 بڑھائے اعتبار آ کے وہ پیمانِ شکر اپنا
 لبِ معجز نما اپنا نگاہ و سحر فن اپنا
 تمہاری چال سے ملتا چلا ہے کچھ چلن اپنا
 نکالے حوصلہ ناوکِ فگن شمشیر زن اپنا
 سمجھتا ہے اُسی کو شیخ اپنا ہر ہمیں اپنا
 سوالِ صل سے کیوں ایگان کا سخن اپنا
 چل اپنی راہ لے تو کام کرا کر نہ رہن اپنا

جو تختے لالہ گل کے کیلے وہ دیکھ لیتے ہیں
تو فرماتے ہیں وہ ہر داغ کا یہ ہر چمن اپنا

<p>جب دُہوان دہار گرجتی ہوئی آتی ہر گھٹا دل بھور کے نالوں سے جو ہو ہم آواز تو تو اک قطرہ ہی دیتی نہیں انحرافِ سیا ہجر محبوب میں بیتاب ہوں بسبل کی طرح رات بھر جاگے ہیں اب آنکھ لگی ہر گھٹا صورتِ ماہی اب میں میکش بیتاب وعدہ کرتے ہیں جس وزیہاں کیلکا تیغ کی طرح چمک جاتی ہر سر پر چلی تو بے بخوار کی مقبول ہر جب چاہے کہ جب اٹھاتے ہیں دم بادہ کشی وہ سا</p>	<p>طالع خضہ کو میکش کے جگاتی ہر گھٹا سینہ پہٹ جا کر کیا تر جی پتی ہر گھٹا پانی بہر بہر کے زمانے کو پلاتی ہر گھٹا تار بارش میں نہیں تیر لگاتی ہر گھٹا کہہ دو خاموش ہو کیوں شور مچاتی ہر گھٹا اس تپش میں اجل آتی ہر ساقی ہر گھٹا کیا برستی ہر کہ دریا ہی بہا پتی ہر گھٹا ہجر میں مجھ کو بلائیں کے ڈراتی ہر گھٹا زور سے شور سے یہ ہر شدہ سناتی ہر گھٹا کیسی تراتی ہوئی جہوتی آتی ہر گھٹا</p>
---	---

نہیں سانوں میں برے پاس ہر ہوش اے داغ
مجھ کو ترپاتی ہر بجلی تو رولا پتی ہر گھٹا

<p>آئینہ دل نے تماشا کیا ایک ستم اے ستم آرا کیا سب نے تو دیدارِ خدا کا کیا</p>	<p>اپنی جگہ میں اُسے دیکھا کیا اور کہوں اور کہوں کیا کیا مجھ کو بھی دیکھا تجھے دیکھا کیا</p>
--	--

کہول کے منہ سینہ کا پردا کیا
 تو نے ہی عاشق نہ کئے اتنے قتل
 نگہت گل میں ہر لپٹ اور پی
 شکوہ سے اُسکے ہوئے بدنام ب
 دیکھتے ہی جھکو کہا روزِ حشر
 قتل جہان اُسکے لئے کیل تھا
 داد طلب اُس سے ہن سب اذخو
 روزِ قیامت وہ دم باز پرس
 ہاتھ سے میرے جو ہوا دل ہلاک
 ساتھ چلا اُسکے د بکت ہوا
 چوڑیے ان باتوں میں کہا ہر کیا
 کس سے کہیں عمر گزشتہ کا حال
 کل کا اگر وعدہ وفا آج ہو
 میں ستم غیر کا شکوہ کروں
 اور یہی اک رات سہی انتظار
 غیر کے آتے ہی وہ تیر نہ تھے
 حضرت دل عشق صنم سہل تھا

اپنے چلمن میں تماشا کیا
 ہمنے بہت خون تما کیا
 کس نے یہاں بسندِ قبادا کیا
 سو میں اگر ایک نے ایسا کیا
 تو نے یہاں ہی ہمیں رسوا کیا
 کون کہے آپ نے یہ کیا کیا
 جسے تجھے اتنے سے اتنا کیا
 چشمِ غضب سے مجھ دیکھا کیا
 اپنے پہ خود خون کا دعویٰ کیا
 فتنہ محشر نے تماشا کیا
 آپ نے پھر ذکرِ عدو کا کیا
 کیا نہ کیا ہمنے یہاں کیا کیا
 آپ نے امروز کو فردا کیا
 اور وہ سنکر کہیں اچھا کیا
 یا نہ کیا اُس نے کرم یا کیا
 تمکو انہیں باتوں نے رسوا کیا
 مجھے خدا پر نہ بہرہ کیا

مرکے ہوئیں زندہ بہت حسین شوق نے اعجازِ سیما کیا

داغ نے دیکھے ہیں ہزاروں حسین
آپ نے کس شخص سے دعا کیا

اُمید وار ہوں کرم بے حساب کا
چرچا ہر آنکھ گہر میں مرے اضطراب کا
بیکار مفت خاک اڑاتی پہر ہی صبا
اس چراہ گر کمی نکرے سخت دل کہن
یہ بات ہے بہارِ چمن ہی کیواسے
ساقی تو مجھ کو چاٹ لگا کر الگ ہوا
یا تمکنت سمانی طبیعت میں آپ کی
میں اک سوال کر کے پشیمان ہو گیا
اٹھا ہر خواب ناز سے کوئی جو شے
واعظ بتا تو بادہ کو شر کے اسم قسم
بہلے گا سطحِ شبِ غم بقیرِ ادل
روزہ کہیں نازِ پڑین حج ادا کریں
لاؤں سبُو پالہ بہرون در کو فضلِ دُن
مضمونِ شوق کسی میں نہیں ملا

پیتا ہوں ڈگڈگا کے پیالہ شراب کا
دیکھا سلوک اس دل خانہ خراب کا
گوشہ اُلٹ دیا نہ کسی کی تھا کیا
ٹکڑا لگا ہوا ہے یہ چشمِ پرآب کا
آتا نہیں پلٹ کے زمانہ شباب کا
دہو دہو کے پی رہا ہوں پیالہ شراب کا
یا صبر ٹپ گیا دل پر اضطراب کا
پچھا بندھا ہوا ہے ہزاروں جواب کا
چمکا ہوا ہے آج نصیبِ آفتاب کا
بکتا ہے نام بادہ کشون میں اب کا
افسانہ گو کی آنکھوں میں ہر خواب کا
اشد یہ تو اب بھی ہر کسبِ اب کا
کیا حکم ہے جنابِ شیخِ تاب کا
اُلٹا ہر ایک ایک ورقِ کتب کا

<p>یاقوت کا خیال زلیخا کے خواب کا کیا بات ہے جواب نہیں اس جواب کا معشوق کیا ہے پہل ہے تو یہی گلاب کا ہمسے ملے تو لطف ملے کچھ عتاب کا جسکے شکیب پر ہو گمان اضطراب کا اے چشم یار کوئی سبب ہے عتاب کا</p>	<p>کیا لاگ عشق کی ہے کہ دیتا رہا جواب جب میں کروں سوال تو کہتے ہو چپے ہو خوشبو دہی ہے ہر نزاکت دہی ہے رنگ ہونیکو تیری چشم نفاہ میں قہر ہو اُس بقیہ اردل کا الہی علاج کب اے زلف یار وجہ ہے کچھ پیچ و تاب کی</p>
---	---

<p>اے داغِ سخنوائیں گے اُمت کے وہ گنا ہے آسرا جناب رسالت مآب کا</p>	<p>صالحی</p>
--	--------------

<p>ہو چکا ہم پر ستم بس ہو چکا درد اپنا کم سے کم بس ہو چکا انتہا کا بیخ و عنم بس ہو چکا آپ کے سر کی قسم بس ہو چکا وصفِ گلزارِ ارم بس ہو چکا شہرہ ویر و حیرم بس ہو چکا مر کے یہ سمجھے تھے ہم بس ہو چکا فتنہ بربا ہر قدم بس ہو چکا بیت رب بیت الصنم بس ہو چکا</p>	<p>غیب پر لطف و کرم بس ہو چکا دل میں بن گئے کسک اے چارہ گر میں دم آخر سے اپنے شاہد ہوں گر یہی قسمیں ہیں تو مجھ کو یقین ہم کو اے واعظ ابھی مرنا نہیں دھوم ہے اب کوچہ دلدار کی ہے ہمارے بعد ہی اُنکا عتاب کر چکے پامال اب گھر بیٹھے اب یہ بت کرتے ہیں ناقہ ناک جہا</p>
--	--

بحرِ اُلفت سے نکالیں آشنا	تہک گیا ہوں مجھ میں دم بس ہو چکا
جانبِ گورِ عنبر بیان وہ نہ آئے	حشرِ اعرابِ عدم بس ہو چکا
دیکھتا ہی تو نہیں وہ بادہ خوار	ساغرِ دل جامِ جم بس ہو چکا

کل جو اک داغِ حسرتِ شہر تھا
آج وہ بیسارِ غم بس ہو چکا

عاشقِ مضطر اگر آرام اپنا دیکھتا	عشق کے آغاز میں انجام اپنا دیکھتا
سختِ ناکامی تھی اسکو ورنہ یون تا ہی کیوں	کو کہن بتا ہو اگر کام اپنا دیکھتا
دیکھتا ہر کچھ تو جلوہ ورنہ کیا کرتا نہ ترک	نفع تو یہ میں جو عمرِ آسام اپنا دیکھتا
تیرے عاشق کو دکھاتے عشق کا قدر اگر	نام تیرا دیکھتا یا نام اپنا دیکھتا
آپ تو ناحق ہیں برہمِ معذرت کرتا ہی دل	جرم جب یہ سوزِ الزام اپنا دیکھتا
کیا غرض تھی دیکھتے ہم عشق میں اچھا بُرا	دیکھتا تو یہ دلِ ناکام اپنا دیکھتا
چیر کر سینہ دکھایا کیوں نہ اسکو بے دل	نقشِ اس تعویذ میں وہ نام اپنا دیکھتا
آج کو حشرِ ہوتا تو دکھاتے اسکو سیر	دل ہمارا دیکھ کر کیا جام اپنا دیکھتا
جاننا گر خود غرض خود مطلب ایسا لگو	فائدہ کیا میں نہ صبح و شام اپنا دیکھتا
نخوتِ دولت سے آنکھیں پٹ گئیں قاری	کاش آنکھیں پہاڑ کر انجام اپنا دیکھتا

داغ کو وہ اگ لگتی جسکا بجھتا تھا محال
گر تہا رہی بزم میں ہم نام اپنا دیکھتا

کوئی پہرے نہ قول سے بس فیصلہ ہوا
 اس دل لگی میں حال جو دل کا ہوا ہوا
 ماتم ہمارے مرنیکا انگلی ہلا کرے
 وہ چشتی دیکھتے ہیں ہوائی جو چرخ پر
 اسپر ہی تو نہیں ہر غم عشق میں کمی
 کیا عیش جاودان کہ غم جاودان نہیں
 بیگانہ تھا تو کوئی شکایت نہ تھی ہمیں
 جس نے کیا تپاک اُسی نے کیا ہلاک
 دشنام کی ہی آپ سے کسکو امید تھی
 اے جذب شوق ہو نہ وہ یہ نامہ برہی ہو
 عذرِ ستم سے بس مجھے نام نہ کیجئے
 بخود رہے وصال میں بیہوش ہجر میں
 اس طرح کجہان میں ہیں بغیر ض کہان
 اے چرخ کل کی رات کا غم آج تو بندے
 آباد کہ قدر ہو اکہی عدم کی راہ
 اے کاش میرے نیرنگے کل چہ کم ہو
 پینا سر ندیم بنے نامہ بر رفسیق

بوسہ ہمارا آج سے دل آپ کا ہوا
 کیا پوچھتے ہیں آپ تجاہل سے کیا ہوا
 است ہی کہہ کے چھوٹ گئے وہ بڑا
 کہتے ہیں مجھے آپ کا نالہ رسا ہوا
 کہا تا ہر اک جہان تمہارا دیا ہوا
 انسان کو ہر موت کا کہن لگا ہوا
 آفت تو یہ ہوئی کہ وہ ملکر جدا ہوا
 جو آشنا ہوا وہی نا آشنا ہوا
 رہنے تو اُس پہ صبر کیا جو عطا ہوا
 آتا ہر کوئی شخص اِدھر کو اُڑا ہوا
 اس تذکرہ کو چھوڑے جو کچھ ہوا ہوا
 کیا جانے ہم سے کب وہ ملاک جدا ہوا
 تیری نگہ ہوئی دل بے مدعا ہوا
 ہم صبح کو نہ کہا نیلے شب کا بچا ہوا
 ہر دم مسافروں کا ہر تانت لگا ہوا
 بجاؤ انکو حنہ میں جو کچھ ہوا ہوا
 میرا تو مدعا نہ کسی سے ادا ہوا

کس کس طرح اُسکو جلائے ہیں رات دن
وہ جانتے ہیں داغ ہر ہمپر مٹا ہوا

<p>اب آچکا ہر لبو پر معاملہ دل کا جگر کو آنکھ دکھاتا ہر آبلہ دل کا کہ گھر کے گہر میں نہ ہو جائے فیصلہ دل کا نکال لینے کوئی اور شعلہ دل کا لگا وٹون نے بڑبڑایا ہر حوصلہ دل کا بگڑ گیا ہر یہ کیسا معاملہ دل کا اُبھارتا ہر اسی سن میں دلولہ دل کا رواروی میں ہر مصروف قافلہ دل کا اگر معاملہ ہر تو معاملہ دل کا ہوا ہی ہر کبھی کبھت فیصلہ دل کا یہ کوئی کھیل نہیں ہر مہتاب دل کا کہ جھلکے آگے بہرے پانی آبلہ دل کا الگ الگ ہی کیا سب معاملہ دل کا کیسے منہ پہ نہ کہہا کبھی گلہ دل کا توے مٹائے نہ گئے سلسلہ دل کا</p>	<p>زبان ہلاؤ تو ہو جا مر فیصلہ دل کا کسی سے کیا تپش میں مقابلہ دل کا خدا کے واسطے کر لو معاملہ دل کا تم اپنے ساتھ ہی تصویر اپنی لیجاؤ فصورتیری نگہ کا ہر کیا خطا و سکی نہ جان دیتے بن آئے نہ زندہ رہتے بنے شباب آتے ہی احرار کاش موت ہی آتی کئے ہیں تو نے دل اہل انجمن بیتاب جو منصفی ہر جہان میں تو منصفی تیری ملی بھی ہر کبھی عاشق کی داد دنیا نگاہ مست کو تم ہو شیا کر دینا ہماری آنکھ میں بھی اشک گرم اٹھیں ہو نہ اس سے کوئی اور کافون کا جن اگرچہ جان پہ بن بن گئی محبت میں ازل سے تا بہ ابد عشق ہر اسیکے لیے</p>
---	--

کرون تو داوڑ محشر کے سامنے فریاد
نہ آئیں خضر کہی آپ ہو لکر ہی ادھر
تجہی کو سوئپ نہ دے وہ معاملہ دل کا
جناب من نہیں آسان مرحلہ دل کا

کچھ اور بھی سچے اس داغ بات آتی ہے
وہی بتوں کی شکایت وہی گلہ دل کا

عشق میں دل نے بہت کام کھالا اپنا
میں اٹھاتا ہوں سہارے کے لئے دست دعا
اپنی نظروں میں تو پرتا ہوں وہ قد بوٹا سا
اسی سیبختی عاشق نہ بنے گی تو رفا
اُس پر مرتے ہیں جو سید رہو ہم پر ہٹی
دل بچا تیغ نظر سے گرا ب خیر نہیں
بحرِ درمیں نہ کوئی فرق رہیگا باقی
اپنی تصویر وہ کہنچو اسے پہنکے نہیں
غیر کے ملنے سے دنیا میں ہوئی بامی
خاک کس کس کی خدا جانے ہوئی منگر
دل شکن اُسے تو دوحرف ہی لکھے ہمیں
کچھ سیبختی عاشق میں سعادت ہوتی
چرخ کا پائون ہر مدت سے نہیں گشتیں

سچ ہر ملتا ہر کہاں چاہئے والا اپنا
رہ گیا ہونہ کہیں راہ میں نالا اپنا
سرو گلچین کو دکھائے قہر بالا اپنا
رہنے دے اپنے لئے زنگ پہلا اپنا
عشق ہر سارے زمانہ سے نرالا اپنا
تیرے دُبالہ نے بہالا جو سنبھالا اپنا
کچھ اگر پھوٹ پڑا پائون کا چھالا اپنا
جسے آمینہ میں بھی عکس نہ ڈالا اپنا
تمنے عالم میں بڑا نام اُچھالا اپنا
تمنے چلتے ہوئے دامن نہ سنبھالا اپنا
دفتر شوق ہوا سب تہ و بالا اپنا
سایہ زلفون نے تری سپہ نہ لا اپنا
ہر جا گر کہے خورشید کو چھالا اپنا

<p>مجھے فرماتے ہیں کیوں دل شنبہالا اپن کہیں لبریز نہو جاے پیا لا اپن جیب پر اپنی کہیں ہاتھ نہ ڈالا اپن اور لکھا ہر مجھے خط میں حوالا اپن</p>	<p>دیکھ کر اُسکو تعجب ہر جنابِ راج انتظارِ مری و ساغر ہو کہا شکِ باقی اُسکے دامن کی خون میں بھی ہی ہکتا ملا غیر سے ملنے کی لکھی ہر نہایت تاکید</p>
<p>ہیں بُرے حال کے سب دیکھنے والے اے رداغ کوئی دنیا میں نہیں پوچھنے والا اپن</p>	
<p>مان ہی جاو مری بات یہ ہر بات ہو کیا یہ تو فرمائے میں کیا مری اوقات ہو کیا تہیں ٹھکرا دو کہ ہر اسمیں کرامات ہو کیا نشہ میں چورہن رندان خرابات ہو کیا موسلا دہار نہ برسے وہ برسات ہو کیا بیش قیمت ہر یہ سوغات میں سوغات ہو کیا میرے کردار کی ہر اور محکافات ہو کیا اس قدر دور ہر مسجد سے خرابات ہو کیا مجھے مجرم کے لئے چاہیئے اثبات ہو کیا چاہے غریبہ چو کہل جائے تو ہر گہات ہو کیا فرق آجائے تو پانچویں اجقات ہو کیا</p>	<p>تم گلے جب نہ ملو لطف ملاقات ہو کیا دل دین لیکے ہی راضی نہوے کہتے ہی کشتہ ناز کو کیوں زندہ کرین آکے مسیح عالم و جہ میں پیچو و نہیں ہوتے صوفی ہمت اے دیدہ تر قطرہ فانی کب تک دل سی شرمینے تو بھی اُنہیں وہ کہتے خوش کے دن وہی گافر مجھے طلب ایگیا جلکے پی آئے وہاں آتے ہی توبہ کر لی عاشقی اور پھر ایسی کہ چھپائے نہ چھپے دل کو لیتے ہیں در پردہ وہ عیاری سے رونپیتے ہیں صبوحی بھی ادا کر کے نما</p>

لہریں آتی ہیں طبیعت میں ہماری کیا کیا مخراگنور فرشتوں کی بھی قسمت میں نہیں اسمیں دھوکا تو نہیں غم سے ذرا سچ کچھے اب تنہا یہ شب جھل ہر کس کا فتنہ کو	برق و شمس باپنہ عجیب تو وہ برسات ہی کیا اس سحر و دم میں اک قبلہ حاجات ہی کیا کر دیا مانگ کے دل آپ نے خیرات ہی کیا بات کر نہیں گدڑ جائے تو وہ رات ہی کیا
--	--

آگے اُس شوخ کے چپ لگ گئے انگوار داغ
میرے مطلب کو جو کہتے تھے یہ ہر بات ہی کیا

دیکھ کر تیری اداجی سے گزر جائیگا نامہ بر چرب زبانی تو بہت کرتا ہر اور یہی اور یہی امی در محبت ہو سوا غیر کا قصہ شب جھل میں کیوں لے بیٹھے میرے ہمراہ پس مرگ ڈبو نیکے لئے رخنہ گروہ ہو تو محشر کا تماشا کیسا بیخود ہی میں ہر کسے ہوش کہاں ہو جا عاقبت پاک ہر میخوار کی سن رکھ نہ کہا لیا ہم نے شب پیر میں سب خون جگر کسی بندہ پہ بڑا وقت نہ ڈالے اللہ کیون نہ ہم روئیں مقدر کی پریشانی کو	مرنے والا تو قیامت میں بھی مرجائیگا دل گواہی نہیں دیتا کہ اُدھر جائیگا گر کمی کی تو مرے دل سے اُتر جائیگا باتوں باتوں میں یو نہیں وقت گز جائیگا دیدہ تر نہ سہی دامن تر جائے گا آن کی آن میں سب کہیں بکھر جائیگا کہہ برا یا نہیں معلوم کہہ ہر جائیگا یہ تو میخانہ سے اللہ کے گھر جائیگا روزِ فرقت ہمیں اب صاف گز جائیگا کیا خبر تھی کوئی یوں حجب میں مرجائیگا کیا یہ گیسو ہر تمہارا کہ منور جائیگا
---	---

بوجہ ڈالے نہ بہت دست دعا پڑھتا ہے	جھکو ڈر ہر کہ میرا ہاتھ اُتر جائیگا
وصف خور دن کے تو ذرات سنوں اور عطا	خوف یہ ہر کہ وہاں چرپہ گد جائیگا
کر کے برباد مجھے چسپنج کہاں جاتا کر	مین ہی ہمارا اسیکے ہون جد ہر جائیگا
فوج شرکان نے تری گہیر لیا ہر دل کو	اب کہاں جائیگا بچکر یہ کہ ہر جائیگا

اب تو اے داغ مرے غم سے وہ خوش ہیں پھر کیا
 آخر اک دن چھ زمانہ بھی گزر جائیگا

مایوس ہجر میں دل ناکام ہو گیا	رضت ہوا محل مجھے آرام ہو گیا
سنتا ہوں غیر کا بت خود کام ہو گیا	یہ بات سچ ہوئی تو میرا کام ہو گیا
میں ہر طرح سے موزد ا لازم ہو گیا	نقصیر کی کسی نے مرا نام ہو گیا
اس تشنگی کی آگ اسی آگ سے بجھے	میں پانی پیتے پیتے می آشام ہو گیا
کیون میری بات سنتے ہی تلوار کھینچ لی	کیا حرف اختلاط بھی دشنام ہو گیا
آپ اپنے گہر کو رشک مسحا سدہ رہے	آرام ہو گیا مجھے آرام ہو گیا
عاشق کے ضعف قلب کی کچھ انتہا نہیں	گویا وہ اس زمانہ کا اسلام ہو گیا
سینہ مرا سب ہر مئے عشق کے لئے	آنکھیں پیالہ بن گئیں دل جام ہو گیا
بگڑے وہ جھکو دیکھ کے محفل میں طح	گویا قیامت آگئی کھرام ہو گیا
باہر خودی سے ہونہ سکا دل تمام	اسکی رگون کا جاں اسے دام ہو گیا
پہر آرزو مراد پر آکر ہوئی ہر یاس	لو پختہ ہو کے پڑ یہ ٹمرا خام ہو گیا

<p>معلوم ہو کہ عشق کا انجام ہو گیا کیون یہ کہا کہ شب کو ہمیں کام ہو گیا وہ بھی شریک گردشِ ایام ہو گیا کیا فیصلہ جو صبح سے ناشام ہو گیا یہ ایک طرح کا بوسہ بہ پیغام ہو گیا انجام کا رتبہ کا سرا انجام ہو گیا</p>	<p>بس شمع اسکی حضرت ناصح نہ کیجیے اب صبر کس طرح سے دل بد گمان کو ہو رہتا نہیں ہوا اپنا مقدر بھی اپنے ساتھ کیا طول مدعا جسے کافی ہو رنج و شر قاصد کے ہاتھ چوم لئے مین نے لیکھ لکھ جو ابتدائے عشق میں تھے کام نہادر</p>
--	--

دنیا میں داغ صاحبِ اغوا ہے تو ہو
 وہ آپ کا تو بندہ بے دام ہو گیا

<p>مر مٹوں کا یوں نشان باقی رہا پہر ہی سنگِ آستان باقی رہا کج کل پر امتحان باقی رہا ایک ہی گراستخوان باقی رہا کون مجھ سے مکان باقی رہا ہر غنیمت جو سمان باقی رہا کچھ اگر خوابِ گران باقی رہا تو جو امر در دہان باقی رہا امتحان سا امتحان باقی رہا</p>	<p>نام زیرِ آسمان باقی رہا اُسکے درِ چہ پہ سا لاکھوں ہو دیکھیے فروائے محشر کیا بنے امر گدازِ غم تجھے کہا جاؤں گا شب کو تیری جستجو میں کو بکو شگے دنیا کے جلسہ سیکڑوں اکنبہ اپنی روزِ محشر کھل چکی دل لگی ہو جائے گی زیرِ مزار آزمائی ہر مروت ہی ابھی</p>
---	--

<p>حال کچھ اعراد و محشر نہ چو پہ مٹ چکا گو اک زمانہ کا خیال غیر کا چہلہ چپا یا آپ نے</p>	<p>حال مجھ میں اب کہاں باقی رہا پھر بھی دل میں اک جہان باقی رہا اُس نٹ نٹ فی کاشان باقی رہا</p>
<p>جا چکا اعراد اغ شکر ہے لطف زبان باقی رہا</p>	<p>سب مال و متاع</p>
<p>گو محسب کا مشرب رندانہ کھل گیا باد صبا نے بھی نہ کیا اُس کو بے حجاب قاتل نے دیکھے اسمین ہزاروں پرچی ہم سے تغافل اور ہر غیر و نئے تاک جہانک جلنے لگے ہیں شمع سے گل سے ہیں بدائع رکھا تھا ہم نے پردہ کہ اُس پر کھلے نہ حال خونین ہر پیر ہن جو تہا رے شہید کا پوچھا مزاج اُس نے تو دشت کی اسنے لی اس میکہ سے ہم تو چلے تشنہ کام ہی مشتاق دید غش میں پڑے ہیں جو پرہام</p>	<p>پہلے ہی عید سے درمیانہ کھل گیا سینہ پہ بات اگر جب شانہ کھل گیا دل چاک کیا ہوا کہ پری خانہ کھل گیا تیرا فریب نر گس مستانہ کھل گیا کیوں اُس نے عشق بلیل پروانہ کھل گیا سب راز دل سناتے ہی افسانہ کھل گیا اُس پر یہ مسخ خلعتِ شاہانہ کھل گیا آخر کو پردہ دل دیوانہ کھل گیا بس ہمہ طرف ساقی و پیما نہ کھل گیا سر کی نقاب کیا رخ جانانہ کھل گیا</p>
<p>اعراد اغ اسوقت میں یگانہ و بیگانہ کھل گیا</p>	<p>وقت مرگ ہوا امتحان ہمیں</p>

کشت پیون سے اسکو مکر دیکھ لیںا
 میرا دل بھی اے چارہ گردیکھ لیںا
 قیامت سے ہی پشتہ دیکھ لیںا
 محل موقع اے نامہ بردیکھ لیںا
 نہ آئین گے وہ راہ پردیکھ لیںا
 غضب تھا دھنہ پیہ کردیکھ لیںا
 اٹھا کر نظر سوے در دیکھ لیںا
 مجھے پیشہ اپنے گہر دیکھ لیںا
 کوئی دل دکھائے اگر دیکھ لیںا
 ادھر بھی ادھر دیکھ کر دیکھ لیںا
 دہن دیکھ لیںا مکر دیکھ لیںا
 اسی آستانہ پہ سر دیکھ لیںا
 غنیمت ہر بس اک نظر دیکھ لیںا
 اسے وقت فرست مگر دیکھ لیںا
 ہمیں تم کسی وقت پر دیکھ لیںا

ادھر دیکھ لیںا ادھر دیکھ لیںا
 فقط نبض سے حال ظاہر ہوگا
 کبھی ذکر دیدار آیا تو بولے
 نہ نیا خط شوق گہرا کے پہلے
 کہیں ایسے بکڑے سوزتے ہی دیکھے
 تغافل میں شوخی زالی ادا تھی
 شب وعدہ اپنا یہی مشغلہ تھا
 بلا یا جو غمیر و نکو دعوت میں نمنے
 محبت کے بازار میں اور کیا ہر
 مرے سامنے غیر سے بھی اشارے
 نہو نازک اتنا یہی مشاطہ کوئی
 نہیں رکھتے دیتے جہان پاؤں پہنکو
 تماشا سے عالم کی فرصت ہر کیکو
 دیتے جاتے پہنچ کچھ کبہ کے تھکو
 ہمیں جان دینگے ہمیں مٹیں گے

جلا یا تو ہر داغ کے دل کو تم نے
 مگر اس کا جو گا اثر دیکھ لیںا

<p>کب یہ آئینہ کام کا نکلا کیا قصور اس غلام کا نکلا دم کسی تشنہ کام کا نکلا یہ نہتہ بیچہ پیام کا نکلا عذر ماہ صبیح کا نکلا سلسلہ جب کلام کا نکلا صبح آتا ہر شام کا نکلا خوب پہلو کلام کا نکلا یہ اگر اُس کے کام کا نکلا حوصلہ خاص و عام کا نکلا</p>	<p>دل مکدر مدام کا نکلا، گہر سے تم کیون کالے تھے ہو بہر کے دے جام ورنہ ایسا مٹ گئی رسم و راہ ہی اُنے بحث تھی میکشی میں راہ وصل کی اُنے ہو گئی امید یہ سنا ہر کہ اب وہ جانی گالیاں سنتے ہیں و عا دیر دل کے ملنے کی پہر امید بین واہ کیا کیا تری محبت میں</p>
	<p>سچ تو یہ ہر کہ عاشقی میں داع ایک ہی اپنے نام کا نکلا،</p>
<p>کوئی ایک بات پوچھے تو ہزار بات کرنا جو رقیب ہی دمان ہو بہت الٹا رہ دوست میں جو چلنا تو کبھی اجنباب کرنا کبھی الشفا جو نہیں نہ جاننا ہو یہ لہو</p>	<p>تبھی نامہ برقم ہر بہین و نسے رات کرنا نہیں اور خوف قاصد مگر ایک بات کرنا وہ ہو تیر و نہ پائے کوئی تسک و نصرت ل ابھی سن ہی کیا ہر آئے جو انہیں قارون مرے دل کی قیمت اتنی نہ بڑاؤ کون ایگا</p>

<p>ہمیں گلشن جہان میں یہی کام آخری ہر یہ زمانہ کہہ رہا ہے کہ وہ قول کے بین پور نکل آئیں گے وہ باہر وہیں شور سن کے ایل</p>	<p>اُسی باغبان کو واپس شہر حیات سے کرنا اگر اک ہمیں سے وعدہ انہیں بے ثبات کرنا کبھی اگلے در پہ جا کر کوئی وار دات کرنا</p>
<p>دہ کریم کیا نہیں ہر وہ رحیم کیا نہیں ہر کبھی داغ ہو لکر بھی نہ عثم نجات کرنا</p>	
<p>شوق ہر اسکو خود مٹائی کا وصل پیغام ہر جدائی کا دید یا سچ اک حسدائی کا کسی بندہ کو درد عشق بندے پہنس گیا دل بُری جگہ افسوس صلح کے بعد وہ مزا نرہا کہتے ہیں وہ قیامت آنے دے اپنے ہوتے عدو پر آنے دے اک لکھو نہیں داغ ہیں دہلیں ہنسی آئی ہر اپنے رونے پر آج ہر متحان کرتے ہیں دل اڑا نہا دل لگی کے سرے</p>	<p>اب خدا حافظ اس خدائی کا موت انجام آشنائی کا ستیا ناس ہو جدائی کا واسطہ اپنی کبریا ئی کا کوئی پہلو نہیں رہائی کا زور سامان تھا لڑائی کا ابھی موقع نہیں صفائی کا کیون وہ الزام بیوفا ئی کا یہ نتیجہ ہر آشنائی کا ادر رونا ہر جگہ ہنسی کا وقت ہر قسمت کرنا ئی کا یو چہن کیا لگی لگا ئی کا</p>

<p>فتنہ گرا ایک تو ہر اک محشر اڑا گئے ہوش دام میں پھنس کر اک خدائی کی آفتین دیکھیں اور تو ہم کو کچھ نہیں آتا دل ترا صاف ہو نہیں سکتا بتکدے کی جو سیر کی ہنسنے گرچہ پہنچا ہو نہیں کہیں سے کہیں</p>	<p>دل شیر کا سمین ہر تہائی کا قید کیا نام ہر رہائی کا ہائے صدمہ تری جدائی کا کام کرتے ہیں آشنائی کا پیچ ہر محکمہ صفائی کا کھا رخا نہ ہر اک خدائی کا مرحلہ دور ہر رسائی کا</p>
<p>نرملہ لطف اس زمانے میں میرزا داغ میرزائی کا</p>	
<p>آشنا تو ہر اپنے مطلب کا روزِ محشر ہر بیہ دلیل کی کیون نہ ہو غیر کی دعا مقبول لیکے دل تنے جب ستم توڑے وہ سنے درِ دل جو ہو ہمدرد کس کو جانوں رقیبِ محفل میں غنجہ نگل کو سو نگینے بچ کر ذکر بیداد پر نہو برہم</p>	<p>فیصلہ ہو چکا ہر بیہ کسب کا کہتے ہیں مجھے عہدِ تہاشب کا وہ خدائے کریم ہر سب کا پہر ہماری بغل میں آد کا نہیں ملتا کوئی مرے ٹہب کا ایک نام اُس نے رکھ دیا سب کا بوسہ لیلے زاپ کے لب کا کہ نہیں ہر بیہ تذکرہ اب کا</p>

<p>داغ سے کو نہ دیکھ اسی زاہد دم نہیں دل میں ایک مدت سے کا فرِ عشق کیوں مسلمان ہو جرم تھا پشتر تہ نفل ہی چاہنے والے ہوں بڑے کہ پہلے ہوئے ناب یہ شرابِ جلو بات پوری وہ کر نہیں سکتے کیا کرو گے کہو تو روزِ حسرت ٹھننے ہی کچھ سنا کہ تابِ فک پہلے انکار اور پھر دشنام</p>	<p>دل تو ہر پاک زندِ شرب کا خون ہر مدعا و طلب کا سب کو ہر پاس اپنے بندے کا حال حب کا کہوں کہ میں اب کا انکے فقیر میں نام ہر سب کا تشنہ ہوں ساغرِ لبالب کا زور ہر کیا نرا کتہہ کا ایک دعویٰ ہر اگر سب کا شور پہنچا ہر میری یارِ ب کا پہنچے ہر عرضِ مطلب کا</p>
<p>شکر ہے داغ کا میاں ہوا حق تعالیٰ پہلا کرے سب کا</p>	
<p>جس دن ہرے قتل کے سامان میں نہوگا جینا تو بلائے شبِ ہجران میں نہوگا کین نہ تہ میں دیوانہ بنوں چوڑے کے تھکوں یوں جانے لگا دل ترے ناک سے نکال کر پیکر کا مراد داغ جگہ صورتِ خورشید</p>	<p>وہ دن ہی کہی گردشِ دوران میں نہوگا رہنا ہی اتنی مسرہ امکان میں نہوگا دامن میں جو ہر ہاتھ گریبان میں نہوگا سوفار میں ہوگا جو وہ پیکان میں نہوگا کیا روزِ قیامت شبِ ہجران میں نہوگا</p>

<p>ایسا کوئی بل گیسوئے پیچان میں نہوگا یہہ دشتِ بیا کیا سر سے زمان میں نہوگا ہر یہہ تو یقین تو مے تھساں میں نہوگا محبوب یہ احسان کسی احسان میں نہوگا آباد کوئی کو چہ جانان میں نہوگا اللہ کا گھر کو چہ جانان میں نہوگا</p>	<p>میں دین سے تقدیر کے خوش ہواں سمجھ کر بہلاؤنگا اپنے دل ویران سے طے جیت ہوتا ہر جدا بی میں ضرر جان کا نفع کیا آئے دم نزع بلانے سے جوتے اتنا تو ہوا ویدہ گریان کی بدولت کیا خوفِ اوزار بہکے ششیں حقین ہر</p>
---	---

اپنے ہی تو بیگانے نظر آئیں گے اعدا
اپنا تو کوئی حشر کے میدان میں نہوگا

<p>دل ملا کر مجھ سے ملتا تھا اک نئے آدمی سے ملتا تھا مجھ کو اگر سہی سے ملتا تھا صاف کہہ و کسی سے ملتا تھا آج کے دن خوشی سے ملتا تھا اس محبت پہ جی سے ملتا تھا</p>	<p>انگو کیا ہر کسی سے ملتا تھا پوچھتے کیا ہو کیون لگا کی پر بلکے غیر دلتے نرم میں یہ کہا کیون بہانے کیے شبِ عید عید کو بھی خفا خفا ہی رہے آپ کا مجھ سے ہی نہیں ملتا</p>
--	--

تو اکبر سے رہے تہین اعدا

ہر طرح مدعی سے ملتا تھا

مقتل میں وہ سفاک جو معترفِ ستم تھا . آگے صفِ عشاق سے اپنا ہی دم تھا

ایہ نامہ بر آسکا نہ یہہ اندازِ رستم تھا
 وہ جلتہ کیوں اُٹھتے مری بزمِ عزاسے
 یاد آتے ہیں اب مجھ کو شبِ وصل کے احسان
 سفتا ہوں کہ ناصح کی زبان بند ہوئی ہر
 یہہ شکوہِ فرقت پہ کہا پیار سے اُس نے
 ہم مر گئے لیکن نہ اُٹھایا ستمِ شک
 نکلا دل آباد کو برباد ہی کر کے
 کرتے ہو بحثِ شکوہِ فرقت کی سکایت
 نکلے ہی تو ہمراہ دم باز پسین کے
 تھا وعدہ یہاں چار پہر رہنے کا اُس نے
 جل جلیکے ہوئے خاک ہوئی خاک ہی برباد
 مجنون کے طرفدار بنے ہیں کئی دن سے
 معشوقِ فلکِ غیرِ شبِ غمِ دلِ بنیاب
 اُس بُت نے لافِ جو دیا مہر لگا کر
 نکلا ہر تلاشی سے فقط اکِ درم داغ

معلوم ہوا کہ میں دشمن کے قتل تھا
 عشرِ کندہِ غمِ یہی دو چار تدم تھا
 جو عینِ کرم تھا وہ مرے حق میں ستم تھا
 ہر روز کی جہک جہک سے مرانا کہ میں تم تھا
 مجھ کو یہی بہت رنج ترے سر کی قسم تھا
 یہہ کامِ محبت میں تری سب سے اہم تھا
 غیر و نکاح تصور یہی بڑا بخش تدم تھا
 وہ شکر ملاقاتِ گذشتہ سے تو کم تھا
 جب تک وہ گردل میں پر سینہ میں دھم تھا
 افسوس مگر وصل کا دن رات سے کم تھا
 ہستی میں یہی ہستی تھی عدم میں یہہ عدم تھا
 فرماتے ہیں وہ آپ سے کس بات میں کم تھا
 تازیست مرے حال پہ کس کس کا کرم تھا
 گویا وہ کفِ دست میں قاصد کے پدم تھا
 یاروں کو مرے دل پہ ہزاروں کا بہر تھا

دلِ خون ہوا خاک ہوا خوب ہوا داغ
 ہر آن کی تکلیف تھی ہر وقت کا غم تھا

رویف الباء

<p>نہیں ستناستم ایسا دہماری یارب کچھ تو تخصیص مع مظلوم محبت کے لئے پہر کہاں جائیگے جنت میں اگر جنت لگا در پی بیخ کنی ہو گئے سارے دشمن عمر بھر کی ہر بہت پیر معان کی منت انکے آنے سے اجل پیشتر آئی افسوس دل بٹکنا ہر کہ آغاز محبت ہر ابھی پھر کوئی مانے مانے ہمیں پروا کیا کر ہو دم قتل وہ تصویر کا عالم سپر</p>	<p>تجسس ہر وقت ہر فریاد ہماری یارب کاش دنیا میں ملے داد ہماری یارب ہر طبیعت بہت آزاد ہماری یارب جب کہیں جگمگی بنیاد ہماری یارب کہیں محنت نہو برباد ہماری یارب کیا بُرے وقت ہوئی یاد ہماری یارب کیا پڑے دیکھئے افتاد ہماری یارب مان لے گرد دل ناشاد ہماری یارب شکل دیکھا کرے جلا دہماری یارب</p>
---	---

ہجرین زندہ رہا داغ تو وہ کہتے ہیں

ہاے بیکار ہو بیداد ہماری یارب

<p>نگاہِ لطف سے والا نگاہ ہر محبوب ہنر شناس ہر محبوب شاہِ آصف جا کوئی طریق ارادت سے ہم پہنکتے ہیں مجال کیا ہے نہ سید ہا جو چرخ کج رفتار</p>	<p>پناہ خلق سے عالم پناہ ہر محبوب کمال دست نہ نیم ماہ ہر محبوب ہمارے واسطے اک خضر راہ ہر محبوب کہ قہر مان و شہ کجکلاہ ہر محبوب</p>
--	---

<p>بلند بخت سرفراز سب ہیں درباری شرف ہر خسرو و جم کو یہی باریابی سے نشان شہر نکھانا نام کو زمانے میں نہ کیوں ہو سایہ دامن میں اس کے خلقِ شہ</p>	<p>قمر خد م ہر فلک بارگاہ ہر محبوب و صاحب شرف و غر و جاہ ہر محبوب خدا کے بند و نگاہ وہ خیر خواہ ہر محبوب کہ شہر یار ہر خط لالہ ہر محبوب</p>
<p>امید منصب و جاہ و حشم نہ کیوں نکر ہو فقیر داغ ہر تو پاؤں شاہ ہر محبوب</p>	
<p>دلِ نا کام کے ہیں کام خراب اس خراب بات کا یہی ہر مزہ زلف ہر چو چشم یا شیر دیکھ کر جنسِ دل وہ کہتے ہیں ابر تر سے صبا ہی اچھی تھی وہ بھی ساقی مجھے نہیں بیتا کیا ملا ہم کو زندگی کے سوا واہ کیا منہ سے پہول جڑتین چال کی رہنمائے عشق نے بھی</p>	<p>کر لیا عاشقی میں نام خراب کہ رہے آدمی مدام خراب حسن کا سب ہر انتظام خراب کیوں کرے کوئی اپنے دام خراب میری مٹی ہوئی تمام خراب وہ جو ٹوٹا پڑا ہر جام خراب وہ بھی دشوار نامت تمام خراب خبر و ہو کے یہہ کلام خراب وہ دکھایا جو تھا مقام خراب</p>
<p>داغ ہر بد چلن تو ہونے دو سو میں ہوتا ہر اک غلام خراب</p>	

رویف الباء فاسے

چلی آتی ہر مجھ جاک ہنسی آپ ہی آپ
 کھل گئی کج مرے دل کی کلی آپ ہی آپ
 جا کے مینا نے منج پری جے پی آپ ہی آپ
 جس طرح سے کوئی بن بیٹھے دلی آپ ہی آپ
 کہا گیا خون جگر رنج دلی آپ ہی آپ
 باتیں کر لیتے ہیں دوچار گھڑی آپ ہی آپ
 کہ نکلیاتے ہیں ارمان دلی آپ ہی آپ
 آپ ہی آپ ہر بخش خفگی آپ ہی آپ
 کہہ ہی وہ انجمن آرا ہر کہی آپ ہی آپ

کیا سبب تھا ہر بنش ہر جی آپ ہی آپ
 ابھی آئی ہی نہیں کوچہ دلبر سے صبا
 ہیں بڑے یار فراموش جناب زاہد
 مجھ کو ارشاد سے ناصح کے پیچہ مفہوم ہوا
 قطرے قطرے کو ترستی ہیں ہمارے گہن
 ہمنشین بھی نہیں بھیر میں دل کیا پہلے
 سوچتے ہیں کہیں تدبیر ہی قسمت و الح
 کچھ تو فرمائے اس بد مزہ گی کا باعث
 کہہ ہی کثرت سے غرض تھی کہی حد نہ ملے

دل کی آگ ہر اے داغ خبر لو جلدی
 جو لگائے سے لگی کب وہ بچھی آپ ہی آپ

رویف التاء

جاؤ بجلی کی طرح آؤ نظر کی صورت
 نظر آتی نہیں اب کوئی گزیر کی صورت

بزم دشمن میں نہ کہنا گل تر کی صورت
 نہ مٹائے سے مٹتی نہ دشر کی صورت

پہنچ لے پہلے ہی تولفع و ضرر کی صورت
 کیا خبر کیا ہوئی مسر یاد و اثر کی صورت
 بگڑی شوریدہ سرسجی مرے گہر کی صورت
 چھپکے بیٹھے ہوا اگر مجھے چلو یونہیں سہی
 اُسکو دیکھ کوئی محفل میں یہ کسکی قحط
 بارِ تشبیہ سے و برے وہ ہوئے جاتے ہیں
 نامہ بر جان کین اُسکے قدم لیتا ہوں
 نہیں معشوق کوئی حُسن و ادا سے خالی
 از خونِ خاکِ بیا بان کو بیا بانِ مجھوں
 اُنکے جائیکا دھندلے وہ مری تنہائی
 رشکِ آئینہ سے کیا وہم تو اسبات کا
 خط میں لکھا تھا کہ آتا ہر کلیجہ اسٹھ کو
 وصفِ حورانِ بہشتی کر سنے اس غلط
 لبِ پانِ خورہ کی شوخی پہ نہ اثرِ ظالم
 خوابِ احتِ جے اُسے میں ہر کلمہ پڑھتے
 آج اکہیں نہیں با میں نہیں دیکھو غضب
 آئے تھے گہر میں مرے آگ بولا بکر

نامہ بر تجھ کو بھلاوینگے وہ گہر کی صورت
 کہ ادھر کب نظر آتی ہو ادھر کی صورت
 وہی یوار کی صورت ہو جو در کی صورت
 میں ہی اُٹھنے کا نہیں پردہ در کی صورت
 ہر شہر دیکھنے لگتا ہر بشر کی صورت
 کیوں گِ جان سے بلائی تھی گہر کی صورت
 جب بنا کر کوئی آتا ہر سفر کی صورت
 اُسے صورت ہی مرے رشکِ فکر کی صورت
 میری اکہیں نہیں ابی پرتی ہو گہر کی صورت
 اور رُز دتی ہوئی وہ شمعِ سخن کی صورت
 تیرے دلمین پہرے آئینہ گر کی صورت
 اب دکھائیں اُنہیں کس سے جگر کی صورت
 سب اچھی ہو جا چھی ہر بشر کی صورت
 ریتی جلتی ہو مرے زخمِ جگر کی صورت
 نظر آئی ہر کسی پاک نظر کی صورت
 کہ دکھائی ہو مجھے غیر کے گہر کی صورت
 ہند ہند ہند وہ گئے با وجر کی صورت

<p>ہات انگہون شب وصل عبث رکھتے ہو اپنے کین میں عبث شرم سے نیچی اکہنیں دل سے نکلے تو پہرے خانہ خرابوں کی طرح منتظر ہجر میں ہم وصل میں مشتاقی تم درو دیوار کا جلوہ نہیں دیکھا جاتا کوئی دم کوئی گہری گل نہیں پڑتی دل کو لئے جاتا ہے ہمیں جوش جنون صحر کو</p>	<p>میری صورت نہ سہی دیکھو سحر کی صورت چھجکئی یہ بھی آوا دل میں نظر کی صورت تھے برسوں ہوئے دیکھی نہیں گنج کی صورت نظر آتی نہیں دونوں کو سحر کی صورت اُنکے آتے ہی بدل جاتی ہر گہر کی صورت میں بیان کس کے کروں آٹھ پہر کی صورت دیکھتے جانے میں منہ پہر کے گہر کی صورت</p>
--	--

حضرت داغ تو شاعر ہیں ہوا باندہ ہیں

نہ دعا کی کوئی صورت نہ اثر کی صورت

<p>برزم میں دیکھا ہر کس حشر سے میں سوئے دست یہ بلا میں کس کو لپٹیں دیکھئے ہوں کس کے ستر سخت جانوں پر ہوا کرتی ہر اکثر مشق تیغ عین زرائی میں ہی ہو جاتا برابر کا شریک وہ حد کو ساتھ آتے ہیں عیادت کو مری آخر صبا تو ہی اُٹھائے چل فرا و قہ خرم آپ اپنے کو تو چشم شوق پہلے دیکھلے ذکر آتا ہے اگر انکا تو کٹ جاتی ہر بات</p>	<p>مجھ کو شمس بگلے ملکر جو آئی بوئے دست کچھ پریشان نظر آتے ہیں مجھ کو بوئے دست چشم بدو را جھک میں فوج پر بازوئے دست میری قسمت سے ہو گہری موی ہر خوشی دست اک نظر ہی سوئے دشمن اک نظر ہی سوئے دست قد آدم سے یادہ بڑھ گئے گیسوئے دست کیا منس ہو کہیں ہر یون دیکھ لینا دے دست تیغ سے بڑھ کر کہیں شش میں میں ابرو دست</p>
--	---

<p>فرق اتنا تو رہے زیر زمین یا کر آسمان مجھ کو وہم آیا کہ بیشک مدعی کا ہر خط بانگین کرتے ہیں تون سے کیا کیا جوڑ</p>	<p>پاس دشمن کچے شہین دست ہم پہلو سے دست و بگیا تھا گوشہ دامن تیرا نوے دست دیکھتے ہی میری صورت سنگڑا برو سے دست</p>
<p>غیر کے نقش قدم اس دعا مٹنے والوں نے بنایا ہر نشان کو سے دست</p>	<p>رہبر ہو گئے</p>
<p>ہنیں سُننے وہ اب ہماری بات دو دو باتیں ہوئی تہین داغ سے خیر سے اُسے ہی نہ پوچھا حال حالِ دل جسکے یہہ جواب ملا دل دہلتا ہے مجھے دشمن کا کہیل ہر امتحان ترے آگے حال کہہ کر پلٹ گیا قاصد حشر میں کچھ نہ کچھ کالے گی خاموشی میں ادا کرین مطلب لبِ شیرین کا بوسہ دیدیجے</p>	<p>سیچ ہر بن آگے کی ہر ساری بات رکھ لی اللہ نے ہماری بات کرنے دیتی نہ بقیراری بات اب نہو گی بری تمہاری بات کہ دیر دن کی ہر کراری بات میرے آگے ہر جان نثاری بات خوب بگڑی ہوئی سنواری بات میری شرم گناہ گاری بات یہہ تو ہر آنکی اختیار بات زہر لگتی ہر گرہاری بات</p>
<p>لوٹ لیتی ہر داغ کے دل کو تیری ہر ایک پیاری پیاری بات</p>	<p></p>

کیجئے قتل کا ابرو سے اشارا جھٹٹ
وہ تمکایت کی خبر سنکے ہوئے جب تہم
دل کو نظر و نسے گرا کر نہ ہوئے آپ خبر
سچ یہ ہر کی مرے قاصد بڑی چالاکی
قول مینے مین کیا عذر نزاکت پہزون
پس دیار جو اُسے مری آواز سنی
بچتے رہتے گا مری آہ شرافشان سے
نہ ہو ایک نگہ سے جو مرا کام تمام
نامہ برزندہ جو پہر تا ہی تو چہ کہتا ہر
تیرہ بختی نے بڑی دیر لگا رکھی ہے
جب پریشانی عاشق کی مصیبت سنی
دل بیتاب کو کیا تاب ہو سوزِ غم کی

یہی تلوار کرے کام ہمارا جھٹٹ
لے دیا نام رقیبوں نے ہمارا جھٹٹ
ایسے گرتے کو تو دیتے ہیں ہمارا جھٹٹ
کر کے تہ خط شوق گزارا جھٹٹ
ہاتھ پر ہاتھ کہی تمنے نہ مارا جھٹٹ
وہیں بانوں کو گہلر کے چکارا جھٹٹ
کہہ پھٹتا ہر اس کتش کا شہرا جھٹٹ
پھر کے پھر دیکھ لیا اُسے دُور اُپر جھٹٹ
اب تو دلو ایسے انعام ہمارا جھٹٹ
کہیں چکے مری قسمت کا ستارا جھٹٹ
اُسے بکھری ہوئی زلفوں کو سونوارا جھٹٹ
اگ پر رہتے ہی اڑ جاتا ہمارا جھٹٹ

پہر نہ کہئے گا کہ جسے نہ کہا داغ کا حل
لیجئے اُسکی خبر آپ خدارا جھٹٹ

ردیف الشاء

ہو اکیوں تیر خنجر کیا سبکیا وجہ کیا باشت

پڑا جہل جہین پر کیا سبکیا وجہ کیا باشت

خفا رہتے ہو اگر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث سنہبلگر گفتگو کرتے ہو لیکن باتوں باتوں کہا کر ہنسنے ہر جاتی تو کیوں تنے برامانا یہ حیرت ہے کہ اُس کا فریضہ جھکوج کر زمین طبیعت میری جب سنہلی دریا نکو عجب آیا اشارہ زمین ہو زمین تہیں مجھے اُنکے کچھ تہیں غبارِ دل ترا کیا میرے اشکو نے نہیں دیا نہیں کہا قدم تنے تو ہرگز کوئے شمعین	ستم ہوتے ہیں مجھ پر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث بگڑ جاتے ہیں تیرے کیا سبب کیا وجہ کیا باعث پہر کرتے ہو دن بہر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث کہا اللہ اکبر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث ہوا آرام کیونکر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث یہی چاہیے کہ گہر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث کہ ایشک ہے مگر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث بیاہر کیوں ہے محشر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث
--	--

تہیں جانو تہیں سمجھو وہ کیوں اتنا پریشان ہے
بتائے داغ مضطر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

دیوِ مجسم

میرا جدا مزاج ہے اُنکا جدا مزاج دیکھا نہ اس قدر کسی معشوق کا غرور کس طرح دل کا حال کہلے اس مزاج سے تم کیا کیسے دل میں پہلا گہر بناؤ گے مگر ذرا سی بات کی برداشت ہی نہیں	پہر کس طرح ہے ایک ہوا چہا ہوا مزاج اللہ کیا دماغ ہے اللہ کیا مزاج پوچھو نہ مزاج تو وہ کہیں آپکا مزاج بنا نہیں بنائے سے بگڑا ہوا مزاج ایسا اُنکے گہرا بھی ہر کس کام کا مزاج
---	--

<p> نا اتفاقاً بیان تہیں پیام و سلام تک پالا پڑے کہیں نہ کسی بد مزاج سے آخر یہ عرض حال ہر دشنام تو نہیں دن رات کا ہر فرق تمہارے مزاج میں کل اٹکا سامنا جو ہوا خیر ہو گئی انکو بغیر چپڑ کئے چین ہی نہیں جسکے مزاج میں یہ تلون ہو کیا نیچے قاصد کو چکیوں میں ہمیشہ اڑا دیا آبِ رشک آتشِ حشرت غبارِ غم </p>	<p> جب ملگنی نظر سے نظر ملکِ مزاج ہر وقت دیکھتے ہیں مزاجِ آشنا مزاج ہاتون سے کیوں نکلنے لگا آپکا مزاج دین کو چھڑا مزاج تو شب کو چھڑا مزاج بدلی ہوئی نگاہ تہی بدلا ہوا مزاج کتنی شیرِ طبع ہر کیا چلبلا مزاج لاؤں کہاں سے روزِ آہی نیا مزاج اُس شوخ کا بھی شوخ ہر بے انتہا مزاج ملکر ہولے شوق سے میرا بنا مزاج </p>
<p> سچ ہر خدا کے دین میں کیا دخل ہو سکے اک داغ کا مزاج ہر اک آپکا مزاج </p>	
<p> جائے آسودگی کہاں ہر آج میرے گھر تو تو میہان ہر آج میں ہی جاتا ہوں ساتھ بغیر کے کیا ڈرینگے وہ اس سے مخیر میں تم وہاں تھے تو دل وہاں تھا کل عشق کو ابستہ امین ہم سمجھے </p>	<p> جو زمین کل تھی آسمان ہر آج کیوں شبِ ہجر وہ کہاں ہر آج دوست دشمن کا امتحان ہر آج کل یہی ہو گی جو فغان ہر آج تم یہاں ہو تو دل یہاں ہر آج فتنہ آخرِ اُزماں ہے آج </p>

کُل آدا دل کا حال ہو کہ نہو	سُن لو گویا مری بان ہر آج
آرزو وصل کی شہید ہوئی	ما تم مرگِ فوجوان ہے آج

اس ہفت پر لگائیں گے دستیر
دانشین داغ کا نشان ہر آج

رویف الجسیم فارسی

جسمِ رقیب کہنے پر تے میں چٹپٹ قاصد کے کچھ کلام غلط ہیں تو کچھ صحیح اول ہی ہوا کٹا خوشا مد طلب مزاج یکہین تو ہم ہی اس بت پر فن کی بات بتا آتا ہر داستانِ محبت میں انگو لطف یہہ جانتے ہیں جان تو جاسیگی ایک دن وعدہ وفا کین نکرین آئین یا تین ہم ناصح شفیق کے شاگرد ہو گئے انصاف یہ کہ اُنکے سوالوں کا کیا جواب جو ہر اس آئینہ کے ہوئے خوب آشکا	انگو مر لطف سے لگاتے ہیں چٹپٹ ہمکو الگ الگ نظر آتے ہیں چٹپٹ پہر مان میں مان ندیم ملا تے ہیں چٹپٹ کیونکر بتانے والے بتاتے ہیں چٹپٹ بے پر کی ہم ہی دڑاڑا تے ہیں چٹپٹ ناصر کے طہر سے غیر مانتے ہیں چٹپٹ گہبر کے کچھ وہ بول تو جاتے ہیں چٹپٹ ہر روز کا سبت وہ پڑاتے ہیں چٹپٹ بانیں اگرچہ ہم ہی بتاتے ہیں چٹپٹ دل میں تہا سب نظر آتے ہیں چٹپٹ
--	---

اس نکتہ چین سے داغ یہ تقریر چپدا

آگے تہا رہے سب ابھی آتے ہیں چھوٹے

رویت الحاء

<p>میری وہی صلاح ہر جو آپکی صلاح دیکھے خدا کے واسطے اچھی مٹی صلاح دشمن ہی ہر دے جو بُری باتیں صلاح کہتا ہوں بات باندہ کے جو آپکی صلاح یہہ مشورہ خلاف ہی ہر بُری صلاح میں تجھے پہچنا ہوں یہ ایک ہی صلاح اسی پند گوئی گی نہ میری تری صلاح دیکھنا نہ کوئی موت کی تا زندگی صلاح اُسے ہنسی خوشی بھرنے کی دہی صلاح دل کی طرح بدلنے لگی ہر گڑھی صلاح نادان ایسے وقت میں ہر میکشی صلاح</p>	<p>یتنا ہر آدمی ہی سے تو آدمی صلاح میں پوچھتا ہوں آپسے اُلفت کے بائیں دل کو صلاح کار بنا کر ہوئے خراب کہتے ہیں جب وہ مجھے تجھے ہم کر گئے قتل وہ دوست ہر مشیر جیسے جو وقت بچ فراق یا دین مر جاؤں یا جیوں عادت میں فرق رائے جدا وضع مختلف مشاؤں تیغ ناز ہوں لون کس سے بھڑو مرضی سے دُکھ ہے غرض ہی کو جان قائم مزاج کیا ہو تمہیں وہ نہیں ہے پیری میں خاک توبہ کروں جب کہ طلب</p>
--	---

کیون مدعی سے چارہ طلب داغ ہو گیا

کیا جانے ایسے شخص کو یہ کہنے دھی صلاح

سیکھتی فراق یہ کسا غورِ صبح . کیا کہنیچتی ہر آپکو رہ کے جھوٹ

<p> زلف پری ہر شام تو خوارِ صبح میں شام کو پزنگا تو ہو گا سرِ صبح شام بلا ہر شام تو صبح نشورِ صبح میرے حضورِ شام ہر آنکے حضورِ صبح گوشع میں ملائی ہوا پنا بھی نورِ صبح کرتی نہیں ہر آٹھ پہر بھی ظہورِ صبح آئینہ دیکھتے ہیں وہ اٹھ کر ضرورِ صبح بولے خدا نخواستہ ہوا ب سے دوسرے صبح وہ آئی لے وہ آئی دلِ ناصبورِ صبح </p>	<p> صد کر خوب حسن پہ لیل و نہار ہیں ہوتا ہر نشہ دیر میں مجھ بادہ نوش کو اب یوں تکر بغیر گزرتے ہیں است و گذری ہر باتون باتون میں آدھی سبیل پہیلی ہر اب بھی روشنی داغِ ہجر سے شب باش تجو ہیں جو وہ گہر میں رقیب کے مشاطہ کاش میرے دلِ صاف کو دکھا اُن سے شبِصال جو ذکرِ سحر کیا میں نے شبِ فراق یہ کہہ کر گزاردی </p>
--	---

بے صبر یوں داغِ شبِ غم میں فائدہ

کمبخت تیرے نالوں سے ہو گی ضرورِ صبح

رویف الحناء

شوخ بھی اور انتہا کی شوخ
 ہو گی رنگت سیوا حن کی شوخ
 ہر اداسی ہی انتہا کی شوخ
 ہر وہ تصویر مہ لفت کی شوخ

زنگی چشم ہر بلا کی شوخ
 ہاتھ رکھ میری چشمِ چرخ
 ہر نگہ تیری انتہا کی شیر
 جسکے دیکھنے سے ہو نظرِ جلی

تیری تحریر انتہا کی متین آئی اُس برق و ش کے کوچے سے کیا ٹھکانا تیری طبیعت کا چرخ اُٹھے عند لیب اگر سُن لے ہر تری طرزِ شوخی گفتا جو فرشتے سے بھی نہ بارہٹے	تیری مختصر انتہا کی شوخ آج رفتا رہی صبا کی شوخ ابتدا میں ہر انتہا کی شوخ گفت گو میرے دلِ را کی شوخ اپنے مطلب کے مدعا کی شوخ ہر زبان ایسی بھیجا کی شوخ
--	--

اس مرقع کی جان وہ ہی تو ہے داغ نے خوب شکل تہا کی شوخ	خوشامد و خوشی
رویف دال	آمد و صفا و پاکیزگی

خدا دے نو دے آرزوئے محمدؐ کہلیگی مری آنکھ جب روزِ محشر کہاں باغِ جنت کہاں باغِ شرب خوشی سے ابل جائیں تنیم و کوثر کہوں کیوں نہ ہر بار صل علیٰ ہین ادھر دستِ خوش ہیں ادھر غیر بنین دستِ ثرگان میرے پانوں یار کردن طراں آنکھوں نے کہے محمدؐ	کرین چشم و دل جستجوئے محمدؐ کہچگی مری روح سوئے محمدؐ کہاں ہوئے گل اور ہوئے محمدؐ جو ملبائے آب و وضوئے محمدؐ نصوَر میں پہرتا ہر روئے محمدؐ خوش خلق و خوش نگوئے محمدؐ کردن طراں آنکھوں نے کہے محمدؐ
---	---

بہرین خضر بھی سامنے جیسے پانی | زہے عزت و آبرو سے محمدؐ

ابھی نہو داغ کا بال بیکا
رگ جان بنے تارِ موسیٰؑ

ملے کیا خدا جانے جنت کے بعد
عداوت بُری ہر محبت کے بعد
مترے لے رہا ہوں شکایت کے بعد
مری جان نکلی گی حسرت کے بعد
بھفتہ اٹھ گیا قیامت کے بعد
کروں شکر کیونکر شکایت کے بعد
وہ چکر پلٹ آئے رخصت کے بعد
مری موت آئی طبیعت کے بعد
نہ دیکھیں گے کچھ اچھی صورت کے بعد
نہ دے ہم کو تکلیف راحت کے بعد
یہ عفتہ کہلا ایک مدت کے بعد
کہ ولت نہیں دیتے عزت کے بعد
دیا اور چرکا جراحت کے بعد
کہا مانتے ہیں وہ حجت کے بعد

مٹی ہم کو حجت قیامت کے بعد
نہو مہربان ہو کے نامہربان
حیا کے تبسم کے اغماض کے
ملا لون ذرا آنکھ بھی زیرِ تیغ
لڑتے وہ حوروں سے فردوس میں
عجٹ عدر ہر اب عجٹ لطف ہر
مرے حال پر جسم آہی گیا
محبت سے پہلے نہ کیوں مر گیا
ہوا مانع سیرِ حُسن و جمال
نہیں اس کے خوگر ہم آسمان
وفا دار ہوتے ہیں دیر آشنا
مجھے سُنہ لگا کر نہ دل سے اُٹا
مجھے طعنہ دیکر کیا وصفِ غیر
اسی کا مزا ہو تو کیا کیجیے

تڑپ نہ دیکھا گیا داغ کا

ہوا خاتمہ کس مصیبت کے بعد

ایرودھہ فراموش رہی تجھ کو جفا یاد
تہا درد زبانِ نعرہ یا رب شبِ نیت
جو رنج اٹھائے ہیں وہ ہوئے نہیں جلتے
افسانہ غم سنکے کہا طعن سے اُسنے
بہولا نہیں میں قطع تعلق میں غمِ عیش
تم خواہ عداوت اسے سمجھو کہ محبت
وہ سینہ میں کب دل سے مری ام کوئی
سنتا ہوں قیوں سے بڑا معرکہ گذرا
گو جان سے جا ہر تری بزم میں جانا
دل دیتے ہیں لو نعمت ہی کیا یاد کر فگے
چھپتا تھا راکین ہی کچھہ باکپن اسکا
بندستے ہو کیوں پرشش اعمال الہی
مرا ہوں مگر خیر مناتا نہیں اپنی
اُستاد نے اچھا سبق عشق پڑھایا
محشیر میں حسنینوں کی طرف تاک لگائے

یہ بہول ہی کیا بہول یہ بہیاد ہی کیا
آتا ہے جیسے وقت میں بندیکو خدا یاد
غم دل سے سوا یاد ہر دل تم سے سوا یاد
کیا ہوش ہو کیا ذہن ہو کیا حافظہ کیا
اسکا بھی مزا یاد ہو اسکا بھی مزا یاد
رہتی ہو رفیقوں کی مجھے تم سے سوا یاد
فرماتے ہیں کچھ اور بھی ہو اس کے سوا یاد
اسوقت مجھے بہول کے تمنے نہ کیا یاد
اسکو بھی شکایت ہوئی جبکو نہ کیا یاد
احسان جو مانو گے تو آئے گی وفا یاد
ترچہ سی نگہ یاد ہو ترچہ سی ادایا
افسان کو رہتی ہو کہاں اپنی خطا یاد
کرتا ہوں اُسی کے لئے جو جو ہو دعا یاد
جب اسکو ہلالتا ہوں یہ ہوتا ہو سوا یاد
وہ میں ہی تو ہونگا یہ رہے نکو تپا یاد

تم بولتے ہو آج کی بات آج پہلی شہر	مسئل ہر اگر وعدہ فردا نہ پایا
رہتا ہر عبادت میں ہمیں موت کا کھٹکا	ہم یاد خدا کرتے ہیں کر لے نہ خدا یاد

معشوق سے اے داغ تغافل کا گلہ کیا
کیون یاد کرے تجھ کو کرے اُسکی بلا یاد

ردیف راء مہملہ

تم لگا دے عاشقِ لگیں پر	ناز ہو جس تیغ پر جس تیر پر
چارہ گر مرتے ہیں کیون تدبیر پر	چھوڑ دین مجھ کو مری تقدیر پر
اُس نگاہ امتحان کو دیکھنا	ہر کہی مجھ پر کہی شمشیر پر
شرم مجھ سے اور وہ بھی صل میں	تم تو نادم ہو کسی تقصیر پر
دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں نہیں	آنے ہیں مٹھ اپنی ہی تصویر پر
یون تو سو پہلو ٹھہرائے وصل کے	دل نہیں جتنا کسی تدبیر پر
بہیکر خط پہر مگر حبا نا یہ کیا	دیکھئے آئے ہیں اس تحریر پر
داورِ محشر کے آگے تو بھی	لوٹ جاؤ تم مری تقصیر پر
گر یہ شب سے توقع ہی بہت	اوس اُلٹی پڑ گئی تاشیر پر
شوخی الفاظ کچھ لائیں گئی گنگ	انکھ پڑتی ہر میری تحریر پر

داغ بچ ہر جو خدا چاہے کے

آدمی کا بس نہیں تقدیر پر

اسکو دے ڈالوں خدا کے نام پر
مٹ چکے ہم لذت و شہنام پر
ہم چھ آئے ہیں جس پیغام پر
خود بچھا جاتا ہر اپنے دام پر
تہی نظر آغاز سے اخبام پر
گالیان پڑتی ہیں میرے نام پر
چھوڑ آئے ہیں اُسے ہم کام پر
صبح عاشق ہو گئی ہر شام پر
ہو گئی ڈوگری ہمارے نام پر
مُکراتے جاتے ہیں ہر گام پر
ہات رکھ کر وہ عدو کے نام پر
کیون نہوتی راگ ان گرام پر
دل تو آ جاتا ہر اچھے نام پر

حسرت آتی ہر دلِ ناکام پر
عذر کیوں کرتے ہو اس سے فائدہ
کان میں سنلو کہ رسوائی نہو
ہو گیا صیاد بھی عاشق مزاج
جانکر ہوں مبتلا تو کیا علاج
جب پسند آتا ہر میرا شعر انہیں
رہ گیا ہر دل تمہاری بزم میں
وصل کی شب کیوں نہ اتر کر کچھ
اُسے جھگڑا طے ہوا روزِ حساب
بدگمانی مجھ کو لیچل اُنکے ساتھ
مجھ سے کہتے ہیں کہ پیپا تو یہ خط
ہجر میں یہ بھی نہیں آتا کبھی
صورت و سیرت رہی بالا طاق

جلنے لگتی ہر زبان کہتے ہی داع

اُم نکلتی ہر میرے نام پر

گہر کے دیکھتے تھے کیا کیا ادھر ادھر

خلوت میں جب کیسکو نپا یاد ہر دھڑ

پڑتا وگرنہ دست زلیخا اور ہر اُدھر
 پہر پہن جا کے جانبِ مہرا اور ہر اُدھر
 سر کی ذرا نہ رلف چلیا اور ہر اُدھر
 ہم دیکھتے ہیں رنگے تماشا اور ہر اُدھر
 بیٹھ بپڑا ہوا ہر یہ جگہ اور ہر اُدھر
 ہونے نپے ایک ہی تنکا اور ہر اُدھر
 پہر تہا کوئی ڈھونڈ بنے والا اور ہر اُدھر
 دیکھی جی ہوئی صفا اور ہر اُدھر
 ساقی چپانہ ساغ و میا اور ہر اُدھر
 رہتا ہر حاجت کا نقشا اور ہر اُدھر

تقدیر ہی میں دامنِ یوسف کے چاک تھا
 آغاز ہر جنون کا طبیعت ہر جوش پر
 بوسہ ملا نہ عارضِ جانان کا وصل میں
 محشر میں بعد پرشِ اعمال دیکھنا
 نفرت ہر انکو وصل سے میرا ہی سوال
 دیکھ کر صبا اُٹھے نہ اسیر نکا آشیان
 تم رات کو کہاں تھے تمہاری تلاش میں
 محفل میں اُسے ہکو بلا کر دکھائی سیر
 ہم تشنہِ جال میں تو ہکو دیکھ کر
 کیا کیا شب وصال سوال و جواب میں

اُس فنڈے گر سے پہر ہی تو پلا پڑ گیا داغ
 ہر تاک چھانک آپ کی سجا اور ہر اُدھر

مشتاق دید لطف اُٹھائے ذرا سی دیر
 بالینِ پیری اپنے پر لے ذرا سی دیر
 جب تک جاتے جاتے لگائے ذرا سی دیر
 کاش اُنکو نیند اور نہ آئے ذرا سی دیر
 وہ آگ خاک ہر کہ جلائے ذرا سی دیر

کئے کوئی تو بیٹھ ہی جائے ذرا سی دیر
 ہنگامِ نزع اُٹھ کر بے بیٹھ بٹھ کر
 قاصد کو چیں ہی نہیں آتا علاج کیا
 کچھ بگیا ہر قصہ غم وہ سنا تو دُون
 کہتے ہی دل چستِ خانی اُٹھانہ تو

<p>پرزے ہمارے خطے کے اٹانے ذرا سی پر قاصد سے کہہ داور نہ جانے ذرا سی پر گزری تھی انکو آنکھ دکھانے ذرا سی پر کوئی اگر کسی کو ستائے ذرا سی پر فرقت کی رات نیند جو آئے ذرا سی پر باتوں میں کوئی اُسکو لگائے ذرا سی پر ٹہرے رہے نہ اپنے پر لے ذرا سی پر خجھرے کی ہر بیٹھے بٹھائے ذرا سی پر</p>	<p>آخر نہیں ہوا یہ تماشا بھی پسند پہر تا ہر میرے دل میں کوئی حرف نہ دیکھا تو فیصلہ تباہی است میں کچھ نہ تھا جوتی ہیں اتنی بات کی برسوں شکستیں میں کچھ تو خوابِ مرگ سے ہو جائی آشنا میں دیکھوں اُسے وہ نہ دیکھے مرطیف سب خاک ہی میں چھکولانیکو آئے تھے قاتل ہی تیر دست ہر بسمل ہی جان بلب</p>
---	---

سنئے تمام عمر جلایا ہے داغ کو

کیا لطف ہو جو وہ بھی جلائے ذرا سی پر

<p>اب جاتیں کہاں عرصہ شمسے نکلو کیا پاؤں نکالے دل مضطر سے نکلو وہ ڈانٹ گئی مجھ کو برابر سے نکلو بسمل میں دم آئے ترے خجھر سے نکلو اللہ کے گہر پہنچے ترے گہر سے نکلو اس دل میں پڑے سچ مقدر سے نکلو اُٹے ہی پلٹ جاتے ہیں وہ گہر سے نکلو</p>	<p>آئے ہیں تے کوچہ میں ہم گہر سے نکلو سو گہر وہ پہرا کرتے ہیں اس گہر سے نکلو میں دادِ محشر سے بہت داد طلب نہا دونا ہو تڑپنے کا تماشا جو شکر صد شکر کہ دنیا میں بھٹکتے نہ پر ہم آراں تو یہ ہر نہ ہے تجھے صفائی لیتے ہیں ستے میں جو آہٹ بھی سکی</p>
--	---

اٹکا ہر مراد م تری تلوار میں قاتل
 دنیا ہی میں نہیں اسے دوزخ و جنت
 گہرائے ہوئے طور میں ہر نقش قدم کے
 اللہ سے غیرت مری اللہ سے تہمت
 پہچان لیا سب نے یہ آنے میں نہیں ہے
 جسطرح بہری شیشہ سے مرجام میں ساقی
 مرنے کی فہمیت نہیں اے گردش ایام
 اُس گل کا پڑا جس شجر خشک پہ آیا
 ہوا آتش حسن اُس بت کا فر کی جہان سوز
 ایکاش وہیں ڈوب مریں شرم گئے سے
 محفل میں بٹھایا پہر انہیں کہیں کے دامن
 اُس شجر نگہ کو نہیں مٹرگان کا سہارا

جانیکا نہیں حلقہ جو ہر سے نکلا
 انسان ذرا سیر کرے گہر سے نکلا
 یہ کون کیا صبح ترے گہر سے نکلا
 آگے ہی با شوق میں مہر سے نکلا
 ہم چپ نہ کے محفل د لبر سے نکلا
 یوں اترے مرے حلق میں ساغر سے نکلا
 آسو ڈھن کیونکر ترے چکر سے نکلا
 شاخیں ہو میں سر سبز ترے سر سے نکلا
 یہ آگ غضب پہلی ہو تیرے سے نکلا
 جنت میں نہ ہم جائیں گے کوثر سے نکلا
 وہ چپ کے چلے تھے مرے سر سے نکلا
 لڑتے ہوئے دیکھا اُسے لشکر سے نکلا

دلی سے چلو داغ کرو سیر دکن کی
 گوہر کی ہوئی قدر سمندر سے نکل کر

طرہ ہر اپنی ایک جوانی نہ پڑا
 لکھا گذشتہ سن مری لوح مزایا
 طاری ہو جیسے سوگ کسی سوگوار

کہتے ہیں وہ یہ وصف گل نو بیچار
 قاتل نے میرے اپنی برائت کیو اسطے
 دل مر گیا ہر جب سے ہمارا یہ حال تر

اسکو سٹائے دیتی ہر بیدار آپ کی
 تڑپاؤں میں تاجِ حشر اگر اٹھائیں چلے
 پیغامبرِ رقیب بنے یہ خبر تیری
 تے میں کچھ پہلے بس بت کم سن کے رنگِ تنگ
 حسرت ہی اسمین بند تھا بھی اسمین بند
 ساقی کو صرفہ اور یہ ہر میکشون کو پیاس
 اتنے سے دل میں ایک زمانہ کی خوشن
 بے ڈوب گہرا ہوا ہر چھنا ہر بڑی طرح
 ہوتا ہر سب کا ایک اشارے میں فیصلہ
 تمکو تو آرزو کی خلش ہی نہیں ہوئی
 وہ رستہ رفتہ ہاتھ کے چالاک ہو گئے
 پیری میں دل ہر یاد جوانی سے داغ

اب کیجئے کرم ستم روزگار
 ٹوٹے ہوئے ہیں میرے دل بقیہ پر
 دنیا کے کام ہوتے ہیں سب اعتبار
 آتا ہر پیار اس دلِ ناکردہ کار پر
 مہرین لگی ہوئی ہیں دلِ داغدار
 پڑتے ہیں ہات جامِ مے خوشگوار
 بھولا ہوا ہوں زندگی مستعار پر
 اللہ رحم کر دلِ ناکردہ کار پر
 وہ چشم شوخ بند نہیں ہر ہزار پر
 کیا جانو کیا گزرتی ہر اُسیدہ وار
 رکھ رکھ کے ہات میرے دل بقیہ پر
 آئی ہوئی ہر اپنی حسرت ان ہی بہار

اُمید اُسکی ذات سے اے داغ چاہیے
 سب منحصر ہر رحمت پروردگار

نہیں پہنیکا مری جان یہ سودا
 دُور کی لیتے ہیں میرا دل شیدا
 پہنچون جنت میں سہاگ پہ سہاگ

جانچ لو ہاتھ میں پہلے دل شیدا لیکر
 ناز ہوتا ہر اُنہیں مال پر ایا لیکر
 مجھ گراں بارِ محبت کے بسین لاکھ ہزار

وقتِ اظہارِ محبت بہت اتراتی ہے
 آگیا حضرت ناصح سے براناک میں دم
 دل کا سودا جو کرے تم سے وہ سودا ہی کر
 خاک کر دے تپِ عنہم آگ لگا کر محبو
 جانکر نامہ محبُوب کیا استقبال
 رکھ دیا یا تہہ مرے منہ پہ بُبت کا فون
 تم سے کیا واسطہ کیوں مہر و وفا کی ہوتلا
 سنکے وہ حال مرا غیر سے فطانتے ہیں
 خنجرِ غنہ و تیغِ نگہہ و تیرا دا
 کیا لگانے میں وہ اس چیز کی قیمت دیکھیں
 آنکھہ کا ہر بیہ اشارا کہ پنچھڑیں دل کو
 دستِ مرگان نہ سنبھالے تو نہ سنبھلے گز
 زلف نے باندھ لیں مشکین تو دلِ مجرم کی
 گہر سے نکلو تو سہی آنکھہ سے دیکھو تو سہی
 میں وہ بیمار ہوں جی جاؤں اگر یہ سُن لوں
 ہر سیہ بختی بھجی ہو ہی بڑھتی دولت
 ایسے لینے سے تو ہر جان کا دینا اچھا

دل کے بُسے مری جانب سے تمنا لیکر
 روز آتے ہیں نئی طرح کا جہیز لیکر
 دام دیتے ہی نہیں مال پُر یا لیکر
 دوشِ نازک پہ چلے کیوں وہ جناز لیکر
 جب کسی شخص کا پرچہ کوئی آیا لیکر
 صبح اُٹھنے نہ دیا نام خدا کا لیکر
 دو گے کیا غم یہ کھر یہ حصہ ہمارا لیکر
 آئے ہیں آپ محبت کا سندیا لیکر
 آئین گے قتل کا سامان وہ کیا لیکر
 جائیں ہم آج وہاں دل کا مونا لیکر
 منہ سے کہتے ہیں کرے کوئی ایسے کیا لیکر
 چشمِ پارہی اُٹھتی ہے سہارا لیکر
 یہہ ہی احسان ہو گر چھوڑ دے بدلا لیکر
 اقرار آئے ہیں عاشق کا جناز لیکر
 قتل کو آئے ہیں تلوار سیجا لیکر
 تو روانہ ہوا ہے آخر شبِ یلد لیکر
 کیا بچے کر جیے احسان کیا لیکر

<p>دیکھتا ہر کہی منہ اور کہی سوئے فلک خط کے لیجانے سے ایمان نہیں جانیگا کیا تماشا ہر کہ جب غیر سے ہوتے ہیں خفا مہربانی سے تری وصل میں یہ دیکر کاہر گم ہوا ہر نہیں بلب اکبیں قاصد کا پتا اپنی آنکھوں سے تو دیکھی نہیں دل کی چوری</p>	<p>آئینہ ہاتھ میں وہ آئینہ سیما سیکر کوئی جاتا ہی نہیں بندہ خدا کا سیکر گالیاں دیتے ہیں وہ نام ہمارا سیکر نہ نخل جاے مرے دل کو تمنا سیکر اڑ گیا خط کے عوض کیا پر غنا سیکر کیوں گنہگار ہوں میں نام کیسا سیکر</p>
---	---

شرط انصاف ہر یہہ داغ کا دعویٰ ہر حجب
آدمی عشق کرے نام ہمارا سیکر

<p>یوں برس ٹپتے ہیں کیا ایسے فارادون پر منحصر ہر رحمت کی گنہگارون پر عطر افشان ترخی لہیں ہر جج خسارون پر سینکدے آتش رخسارے دل کی چوٹیں کوچہ یار سے برباد بھی ہو کر نہ گیا اشک خجلت کسی میکش کے جود فرخ میں گرین لیکے بوسے کسی ہر چم نے ڈالے ہیں نشان محب توڑ کے شیشہ نہ بہا مفت شراب اگ تلوؤں سے لگی بزم حد و میں یارب</p>	<p>رکھ دیا تو نے تو عشق کو تلوار پڑا مال کا مول ہر موقوف خریدارون پر یہی روغن تو ٹپکتا ہر ان گارون پر عشق کی مار پڑی ہر ترے بیمارون پر خاک اڑاڑ کے مری جھلکی دیوارون پر اوس پڑ جلتے دھکتے ہوئے انگارون پر کا کلیں چوٹی ہیں اسوٹے رخسارون پر ارے کجخت چہڑا کدے سے میخوارون پر فرش گل پر ہیں مرنے پاؤں کہ انگارون پر</p>
--	--

<p>آگئی نغمہ لیلیٰ کی مٹا اکا نون میں کیون ترپے نہ دیا اسکو وہ یہ کہتے ہیں کل تہیں داوڑ شرسے یہ کہنا ہوگا خوف زندان میں ہر نرم میں زباں کا حال عاشق آئے ہیں کہ دیوانوں کا شکریا حشر کے روز ہی ایک ایک کی بچان رہے ایسی کہیں رنسی عاشقی معشوقی</p>	<p>قیس کا بات پڑا جب کے جب تاروں پر خٹکل مجھے ہوا ہر مے غمخواروں پر زم کر جسم محبت کے گنہگاروں پر شکے بات دہرے بیٹھے ہیں بستان کیا چڑائی ہر ترے کوچہ کی دیواروں پر کچھ بنا دیجے نشان اپنے طلبگاروں پر جان جاتی ہر اجل کی ترے پیاروں پر</p>
---	--

داغ کا عتیق ہی دنیا سے نرالا دیکھا
دل جب آتا ہر تو آتا ہر دل آزاروں پر

<p>نرے لون رنگے میں تہوڑے تہوڑے ظلم سے بہک مے تب آج مدت میں بہت روئے بہت پر ہوئی ہر شمع محفل تو شریک گر یہ عاشق چھپا یا زلف نے چہرہ تو شوخی نے کیا خاک ترپنے میں مڑا آتا ہر اس محبت کے ہمکو ٹھکانا کیا ہر جب جوش محبت جوش پر</p>	<p>ستم کیجئے تو تم تم کر جفا کیجئے تو رہ جسکر وہ درد عشق سن سکر ہم اپنا درد کہہ کر بچے اور قفل مینا کہا تھا کس نے تو ہم کو نہاروں باز نکلا وصل کی شب چاند گہک اگر دل یاس سے بیٹھا ایسا رہنے کے جانب خضر کی بھی ناؤ دو بے ہمیں بہک</p>
--	---

یہ جانا تہا نہ آئیں گے تو کیوں جانے دیا انکو
یہی اور داغ پچا دا بچے آتا ہر نہ کر

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر
 دل لگانا تھا زمانے کی ہوا کو دیکھ کر
 کوچہ دشمن سے یہ آتی نہویا رب کج بین
 میں نے پوچھا تھا ملیو گے دن کو تم یار است کو
 ہم انہیں آنکھوں سے دیکھینگے ترا حسن حال
 گردِ دلِ مشتاق کو روکا بھی تو بے اختیار
 اتنو دیکھا تم نے اپنے داد خواہوں کا ہجوم
 بد گمان میری طرف سے ہیں مجھے ہی سوا
 گردش گرد و کا باعث اور کچھ کہتا نہیں
 حضرت زائد ہماری چہر کی عادت نہیں
 کوچہ جانا کچھ بدلے کوئے دشمن میں بجائے
 ہم ٹپے جس پر تیری میا ختہ وہ بات تھی
 غیر نے اکی سو فانی سب کی شامت آگئی
 زندگی سے تنگ تھا فرقت میں اللہ درے
 دلِ باہر شرم ہی شوخی بھی دل کس کس کو دلا
 پشت پر لگو گمان تھا جب ندی کی آرزو
 خوب تھی تہا طیر لیں عشق میں آوارگی

بندہ پر مہضفی کرنا خدا کو دیکھ کر
 آشنا کو دیکھ کر نا آشنا کو دیکھ کر
 جی اڑا جاتا ہے کچھ بادِ صبا کو دیکھ کر
 مسکرائے اپنی وہ زلفِ دونا کو دیکھ کر
 گریہ لکھیں رہیں اپنی خدا کو دیکھ کر
 دوڑتے ہیں ہاتھ اس بند قبا کو دیکھ کر
 اتنو انہیں کہل گئیں روزِ جزا کو دیکھ کر
 راہ چلتے ہیں تو میرے نقش پا کو دیکھ کر
 بہا لگتا ہے تیرا یہ تیری جفا کو دیکھ کر
 گدگدی ہوتی ہے دلیں پار سا کو دیکھ کر
 خاک ہونا ہے ہمیں لیکن ہوا کو دیکھ کر
 تو ہی عاشق ہو ہی جاتا اس ادا کو دیکھ کر
 آگ ہو جائے میں وہ اہل وفا کو دیکھ کر
 جانیں جان آگئی سیک قضا کو دیکھ کر
 اس ادا کو دیکھ کر یا اس ادا کو دیکھ کر
 پھر تو گھبرائے دل بے مدعا کو دیکھ کر
 پاؤں پہلے ہیں ہمارے رہتا ہے دیکھ کر

مختصر یہی ملا اتنا میرے خط کا جو آ اُسے حیرت سے کہا دیکھی جو لیلیٰ کی شہیجہ	کاٹ ڈالا اُس نے حرفِ مدعا کو دیکھ کر قیس دیا نہ ہوا تھا اس نلا کو دیکھ کر
--	--

غیر نے منہ دی لگائی اُس کے ہاتھ میں جو داغ
خون لکھو نہیں اُتر آیا حسا کو دیکھ کر

یہاں تک تو پہونچا گر بیان سے بڑھ کر خدا شکر نہیں کوئی مژگان سے بڑھ کر نکلنا نہیں پانوں وحشت زدوں کا عجب مرتبہ کا فہر عشق کا ہر نہ پوچھو اسے کون ہر کیا ستائیں عجب بے غش زندگی ہو رہی ہر ہو رہی اگر کچھ تو دو چار پل ہو وہ کہتے ہیں اپنے ہی تیر نظر کو ابھی ام دل اشتغالی تیری کیا ہے نہ لے ڈینگ کی دل خدنگ نگہ سے کرین غیر کی اور تعریف کیا ہم مری پیشوائی وہاں کون کرتا ہے اگر پیشتر اپنے وعدہ سے آؤ	کہاں جائیگا چاک دامان سے بڑھ کر کھٹکتی ہی یہ پہاںس پیکان سے بڑھ کر نہیں کوئی زندان یا بان سے بڑھ کر ملی دولت کھنڈ ایمان سے بڑھ کر مگر ایک دیکھا ہو شیطان سے بڑھ کر دیا یاس نے لطف ارمان سے بڑھ کر قیامت کا دن روز ہجران سے بڑھ کر چلا ہو کہاں میری مژگان سے بڑھ کر پریشان ہو زلف پریشان سے بڑھ کر نہیں بولتے ایسے مہمان سے بڑھ کر وہ ہر سنگ دل تیر دیاں سے بڑھ کر لیا موت نے کوئے جانان سے بڑھ کر یہ احسان ہو عہد و پیمان سے بڑھ کر
---	---

نہ انسان سے گھٹ کر نہ انسان۔

نہیں کوئی عاشق مسلمان سے۔

فرشتوں کو نسبت نہیں عشق میں کچھ

یہہ حوروں پہ مرتا ہے بے دیکھے بہالے

دیا مفت دل داغ نے اُس پر ہی کو

نہیں کوئی نادان انسان سے بڑا ہر

دل خوش نہ تو کسکا تماشا کہاں کی سیر
آئندہ ہم کرینگے تہا رہی خزان کی سیر
پہر پہر کے کر رہی ہو ابھی آسمان کی سیر
کیا کی جو کی بہار گل و گلستان کی سیر
دیکھتے تو کوئی آنکھ سے اس مہیاں کی سیر
جنت کی سیر سے ہو سوا اس مکان کی سیر
دیکھی تمام رات عجب پاسبان کی سیر
کچھ اور ہی ہر محفل پر مغان کی سیر
بازار جن میں ہر نئی ہر دکان کی سیر
وہ دیکھتے ہیں نالہ آتش نشان کی سیر
دریا پہ آپ کیجئے آب روان کی سیر
بڑا ہر نہیں بن میں سے کچھ سماں کی سیر

اپنی نظریں میں پیچ ہر سارے جہان کی سیر
اتک تو دیکھتے رہے جو بن بہار کا
باب قبول تک نہیں پہونچی ہماری آہ
سیر خزان ہی دیدہ عجب تگر کرے
دل میں کہی جگر میں کہی ہر نگاہ یار
دنیا کے دیکھنے کے لئے آنکھ چاہیے
پتا لہر گیا تو وہ لپکا اُسی طرف
کچھ جھومتے ہیں نشے میں کچھ ہیں گڑھے
کسپر جائے آنکھ خریدار کیا کرے
ہم جانتے تھے یہ کہ انہیں خوف آئیگا
کیون دیکھنے لگے مری چشم پر آب کو
کیون آدمی کو عالم بالا کی ہو ہوس

دلی میں پہول والوں کی ہر ایک سیر داغ

بلدے میں رہنے دیکھ لی سارے جہان کی سیر

<p>طعنہ زن کیونکر نہ ہو گلزار پر جب وہ آئے شوخی گفتار پر صبح کو وہ جاگ کر پرستو اٹھ نہیں سکتی حیا کے بوجھ سے کیسکو تھا محسوس خوف باز پرس رہو کتا ہر جب ہمیں دربان یار ہجر میں ہر سانس ہر اک تیغ تیز دوست لائے اُس گلی سے جھجکے ضبط سے اشکوں کے طاقت آگئی زلف عارض پر پنجہ زور وراثت جیتے جی کا یہ بھی اک آزار ہر مہر بانی اُس سے ہو سکتی نہیں چشم جانان سے الگ ہوا حی دیکھ پائے جنین مضمونِصال</p>	<p>چوٹ ہر اپنے دل افکار پر چل گئی چال اپنی ہی رفتار پر رہ گیا ہر آئینہ رخسار پر رحم آتا ہر نگاہ یار پر ما تہہ دوڑا دامنِ دلدار پر شعر کہلاتے ہیں ہم دیوار پر زندگی تلوار کی ہے دیوار پر جم گیا سایہ مرا دیوار پر پہر گیا پانی دلِ پیار پر جہانیاں پڑ جائیں گی رخسار پر صبر کرنا وعدہ دیدار پر مہر کر دی کیا دلِ دلدار پر یوں آج کے پڑتے نہیں پیار پر معرض ہیں وہ انہیں اشعار پر</p>
--	---

داغ کا کیون علم کیا کہتے ہیں مجھ

خوب تر سے میرے ماتم دار پر

رویف الزام منقوط

رحمۃ اللہ علیہم

یا واقعہ راخفی و علی سلطان الہند غیب نواز	یا خواجہ معین الدین چشتی سلطان الہند غیب نواز
دشمن ہیں لی آزار دہی سلطان الہند غیب نواز	اگاہ ہو میرا حال سے تم کم کر دھڑو جو شہنشاہ
ہو واد طلب کی وادہی سلطان الہند غیب نواز	فرماندہ ہیں بے میری تکلیف سہی کیسی کیسی
سب رہوں میرے بیچ دلی سلطان الہند غیب نواز	منہ عشق طرب پہ لیا و زرات کے غم نے گہیر لیا
عاشق تراد و نبی سلطان الہند غیب نواز	دل اور جگر خنجاہ عشق اکہیں جوئی ہی ہمایہ عشق
آیا ہوں پئے حاجت طلبی سلطان الہند غیب نواز	لائی ہے مجھے امید کرم اسر خاک کی اس کی قہر
کہتے ہیں ملک بھی تکرہ ہی سلطان الہند غیب نواز	کیا میری بان کیا میرا بیان میں چھپاں تیرا قربان

یہ داغ کہاں تک بیچ ہے تے نکہے تو کس کسے
تم آل نبی اولاد علی سلطان الہند غیب نواز

آزار کا آزار ہے انداز کا انداز	چھبہتا ہے مرے دلیں ترے ناز کا انداز
دیکھو تو ذرا عاشق جاسب از کا انداز	کیا جہوم کے مستانہ چلا جاں بے قفل
ہوٹنوں سے ٹپکتا ہے وہ اعجاز کا انداز	تم بات میں کرو دگے دل مردہ کو زندہ
انداز پہ اس دلبر طراز کا انداز	کیا جان کیسی ہے نظر بہر کے جو دیکھے
مٹا تھا بیت غیر کی آواز کا انداز	دروازے پر آہی گئے وہ میری صد
رفار میں ہے چشم فنون ساز کا انداز	نقش قدم یار بھی کرتا ہے مٹھ

خط پتیک کے سہما ہوا آتا ہے کبوتر دنیا میں کسے محرم اسرار بنائیں تم بزم میں یوں غیر کو سر پر نہ بٹھاؤ ہم کہتے نہ تھے جان پہ بنجائیگی آیدل یوں زیر زمین خاک میں اچھون کو لٹانا میں اس سے جھنجھٹاں کتنی تری طرز جفا سے	اگلا سا نہیں ہے پر پرواز کا انداز ہے ایک ہی عساز کا ہماز کا انداز محدود ہے ہر شخص کے اعزاز کا انداز دیکھ اور نگاہِ حسل انداز کا انداز ٹھہر فلک تفرقہ پر واز کا انداز رہتا ہے مرے طالع ناساز کا انداز
--	---

اے داغِ مقلد ہیں اسی طرز کے ہم بھی
ہر شعور میں ہو بلبل شیراز کا انداز

ر د ی ف س ی ن م ہ ل

عوض کرتے ہم جو ہوتے حضرت آدم کے پاس چارہ زخمِ محبت کیا کروں یہ فکر ہے نقدِ دل رکھ کر گرہ میں ہو گیا ہے والد کہتی ہے چشمِ سخن گو سحر پروازی کے تہا جان میں جان لگتی ہے آج انکو دیکھ کر تعزیت کو میری آئے تو گہرا جا میں گے ہم میں ابھی سبک آئے پی نلا کر چلے گئے	آدمی وہ ہے کہ دنیا میں نہ پیشکے غم کے پاس رکھ لیا تیزاب ہی حجاج نے مہم کے پاس اس سے پہلے کیا دہرات باگیسوئے خم کے پاس کیون یہ جاو تو نہیں تہا عیسیٰ تم کے پاس دوسرا اک اور یہی تم ہے ہمارے م کے پاس چاہیے بزمِ طرب ہی مجلسِ ماتم کے پاس جسکو لالچ ہو وہ اتنی جم کے بیٹھے جم کے پاس
---	--

بدگمانی بیٹھنے دیتی نہیں مہدم کے پاس کوئی لیجائے انہیں عیسیٰ مریم کے پاس اچکی انگلی میں ہے دوزخ خاتم کے پاس موت ہی قارون کی ہوتا اگر خاتم کے پاس رہ گیا آ کے دامن دیدہ پر خم کے پاس	جسے آیا ہے پیام شوق کا لیکر جو تیرے ہمارو نکا چوتھے آسمان پر دے مرغ بات آیا چور لیکر یہ رستم چلتا ہو دیکھ کر فیض کو گھٹتی ہے کیا طبع خیل ہات میں طاقت نہیں کیا کیجئے اخلاص عشق
---	--

کونسی خوبی ہے اُسمیں پوچھتا ہی ہے کوئی
داغ جیسا دل ہے تیرے پاس ہے عالم کے پاس

کیا جی لگے نہال گل و یا سمن کے پاس جتنا وطن سے دور ہوں اتنا وطن کے پاس شیرین کو لائے شوق سے خود کو کہن کے پاس انگشت حیف رہ گئی اگر دہن کے پاس میت خود اڑا کے جائیگی گور کو کفن کے پاس جب تیرے چمکے بتِ نادر کو گلن کے پاس جھل لگا ہوا ہے ہمارے چمن کے پاس احباب کچھ نشانِ بنادین وطن کے پاس وہ مال کو کہن کا رہا کو کہن کے پاس جا جا کے رہ گیا دہن اُسکے دہن کے پاس	برسون! ہون میں کسی نازک بن کے پاس دل ہے مرا ہر ایک رفیق کہن کے پاس کامل ہو عشق پاک تو پر دیر سار قیام وہ نازکی سے بچہ نہ افسوس کر سکے اگر کسی بیگی نہ بے پردہ اپنی لاش نظر و فتنے اُسے کام لیا صید گاہ میں ویران پڑا ہے دل جو کلیجہ ہے داغِ آ غربت سے ہم پرین تو کہیں پہر لپٹ سچا خسرو کے ہات عشق کی دولت نہ آسکی جتنو! عاشق بوسے کا اتنا ہی خوف تھا
--	---

نامح رہا ہے کیا بت پیمان شکن کے پاس
آئینے گر کبھی مرے بیت الحزن کے پاس
کیا یہ نہیں تھا زلف شکن و شکن کے پاس

ہوتی ہے اسکے منہ کی ہی ہر بات و شکن
بچکر چلے وہ سایہ دیوار سے ہی دور
نظارہ کہاں سے تیری طبیعت میں بل ٹرا

ہے لاکھ لاکھ شکر کہ اے داغ آجکل
آرام سے گزرتی ہے شاہد کن اگلے پاس

دونوں ہاتھ سے سلام آپ کو بس آجی بس
جانتے ہیں غلام آپ کو بس آجی بس
یاد بھی ہے وہ کلام آپ کو بس آجی بس
وہیں کرنا تھا قیام آپ کو بس آجی بس
غیر ہی رکھتے ہیں نام آپ کو بس آجی بس
کہیں جاتے سرشام آپ کو بس آجی بس
کون بھیجے یہ پیام آپ کو بس آجی بس
اور وعدے میں کلام آپ کو بس آجی بس
باد و ساغر و جام آپ کو بس آجی بس
یہ بھی آتا نہیں کام آپ کو بس آجی بس

آزمایا ہے دھام آپ کو بس آجی بس
آپ کی بندہ نوازی ہے جہان میں مشہور
منہ نہ کھلو ایسے میرا تو نہیں رہنے دیجے
کوچہ غیر ہی میں زور نزاکت بھی ہوا
کیا بڑے ڈھنگ ہیں کوئی نہیں اچھا کہتا
ہمنے کل دیکھ لیا دیکھ لیا دیکھ لیا
طالب وصل ہو کیون کوئی جو دشنام
حیلہ مہر و فا پر نہ مائل نہ درنگ
پیچھے خون جگر اپنا جانبِ زہاد
کیجیے بات لگا کر جو مرا کام تمام

یہ تو کہیے کہ نشان اسکا مٹایا کسے

یاد ہوا داغ کا نام آپ کو بس آجی بس

اتنا

رویف شین معجمہ

<p> سرو کو ہر تیرے سنگ در کی تلاش مجھ کو ہر اپنے نامہ بر کی تلاش نہ ملا ہم کو تو وہ ہر جانی جوش کہا تا ہر سینہ میں کیا کیا طالب وصل میں وہ در پی قتل نکلی پڑتی ہر کیون تری تلوار چار سو پہرتی ہر جو اس کی نگاہ چاہتی ہر نزاکت اپنی نمود میری ہمت کے پانوں توٹ گئے اہل دنیا کو ہو گی جنت میں منزل عشق در کنا رہی یا خدا حشر میں ہر کیا کام یہ خرابہ خراب کرتا ہر کن حجابوں میں اس کو پایا ہر روز کہتے ہوں اک سینا ہر </p>	<p> پانوں کو تیرے رہ گذر کی تلاش نامہ بر کو ہر اُنکے گہر کی تلاش گئی بیکار عہد ہر کی تلاش خون دل کو ہر چشم تر کی تلاش ہر برابر ادھر ادھر کی تلاش اسکو رہتی ہر کسکے سر کی تلاش ہر کسی دل کی یا جگر کی تلاش ہر اُسے ہی تری کمر کی تلاش اب کہاں ہر وہ پیشتر کی تلاش کبھی شب کی کبھی سحر کی تلاش چاہیے پہلے راہبہر کی تلاش لائی ہر ایک فتنہ گر کی تلاش نہ کرے کوئی سیم و زر کی تلاش کیون نہ وہاں سے بشر کی تلاش رہنمائی نہ ہے نامہ بر کی تلاش </p>
--	--

ڈھونڈ لیتی ہر لاکھ میں کیتا	کوئی دیکھے مری نظر کی تلاش
میرے حال زبون سے گہرا کر	چارہ گر کو ہر چارہ گر کی تلاش

حضرت داغ کا بیہوش سیر
اور چہرہ شمع سیمبر کی تلاش

ردیفِ صادمہملہ

کوئی اُنسے کرے ہزارِ خلاص	جانتے ہی نہیں وہ پیا راخلاص
ناگوار آپ کو ہر اُتنا ہی	جس قدر مجھ کو خوشگوارِ خلاص
کرتے ہیں وہ ہزار بارِ ستم	اور بھولے سے ایک بارِ خلاص
وہ جھڑکتے ہیں بار بارِ ہمیں	ہم جتانے ہیں بار بارِ خلاص
چھوڑتی ہی نہیں کسی صورت	دل سے رکھتی ہر زلفِ یارِ خلاص
تم وہی ہو جنہوں نے قتل کیا	نہ جتاؤ سرِ مزارِ خلاص
گو زبان سے کریں وہ رنجِ اطہار	ہر نگاہوں سے آشکارِ خلاص
اُنسے بیگانہ دار رہیں تھا	نہ ہوا ہم کو سازگارِ خلاص

داغِ ان دلبرانِ پرفس سے

نہ کرے کوئی زینہ راخلاص

وصلِ پامون کو نہیں نہ سے دو اپنا خلاص	یہہ مرے ساتھ نکالا ہر کہاں کا خلاص
---------------------------------------	------------------------------------

<p>واہ بس کیہ لیا ہمنے تمہارا اخلاص دھوم تہی جسکی وہ تمہا میرا تمہارا اخلاص جلکے وہ کہتے ہین کس کام کا ایسا اخلاص کہ نہو جائے کسی شخص سے اپنا اخلاص نہ گوارا انہین رنجش نہ گوارا اخلاص رنج سے رنج تو اخلاص سے ہوگا اخلاص اگلے وقتوں کا نہیں سنتے پُرانا اخلاص وصل سے اور بھی بڑھائیگا دوا اخلاص یہ جلتے ہین یونہیں مفت کا جھوٹا اخلاص نہ مری انکی کدورت نہ کسیکا اخلاص کہدیا تھا کہ بڑھاتے نہیں اتنا اخلاص رفتہ رفتہ یونہیں ہو جائیگا پورا اخلاص آپ ظاہر کا جاتے ہین یہ کیسا اخلاص</p>	<p>غیر سے ملے ہو چپ کر یہ کہلا ہی نہیں اب کدورت ہوئی مشہور خدا کی قدرت جب کہی دیکھتے ہین عاشق معشوق میں اس لئے سورہ اخلاص نہیں پڑھتے تیسری بات کیا ہو جو وہ منظور کریں پیارا اخلاص کی باتیں ہونہ ہر اسکا قصہ لیلیٰ و مجنون جو سنا یا تو کہا تم تو نادان ہو انکار کئے جاتے ہو واجب القتل ہین اغیار اگر غور کرو غیر منہ آتے ہین مجھ پر یہ خبر بھی ہو نہیں اب قیہوں کی شکایت ہو ہمارے گھر کل سے آج سے کل ہو گی محبت بڑھ کر مجھ سے ملنا ہو اگر ملے خلوص دل سے</p>
--	---

داغ سا مخلص نہ ملیگا تمکو

نقارہ

اُسکا اخلاص پہر اس درجہ کا ایسا اخلاص

رَدِیفِ صَدِ مَحَبَّہ

بیدا و دجور و لطف و ترجمہ سے کیا غرض کیون ہم شب فراق میں تارے گنا کرین کوئی مہسا کرے تو بلا سے مہسا کرے لیتے ہیں جان نثار کوئی منتِ مسیح جو خاکِ عاشقِ مہین ملتے ہیں خاکِ مین دل طرزِ انجمن ہی سے بیزار ہو گیا کیون بزمِ عیش چوڑے بزمِ عزائمِ آئین روزِ ازل سے پاک ہیں زندانِ بے یار شیدائیں کو عزت دنیا سے ننگ ہر	نکو غرض نہیں تو ہمیں تھے کیا غرض ہم کو شمارِ خستہ و انجم سے کیا غرض کیون دلِ جلائین برق تبسم سے کیا غرض جو ہوشیہ عشق اُسے قم سے کیا غرض اہلِ زمین کو چرخِ چہارم سے کیا غرض مطلبِ ہمیں شرب سے کیا خم سے کیا غرض اُن کو ہمارے پھولوں سے چہلم سے کیا غرض اُن کو وضو سے اور تیمم سے کیا غرض دیوانہ کو ملامتِ مردم سے کیا غرض
--	--

مُشوق سے اُمید کرم داغِ خیر ہر
اُس بندہ خدا کو ترجمہ سے کیا غرض

ردیف طاءِ مہملہ

آج ٹہرے مری تہا ری شرط شرط ہی اور پھر تہا ری شرط بے ستون کا ٹٹانہ کیون نہ را د اشکِ غنا نہ ہو فک کیا کیجے	وصل کی شرط ہی ہر پیاری شرط جیت لی تنہ میں نے ہا ری شرط کہ محبت کی تھی یہ بہاری شرط ہر محبت میں راز دارِ می شرط
--	---

دِگلی کیا کرین وہ دل زہا دل رباؤن کو ہر جہا لازم کیون نہ دشمن کو دشمنی ہو نہ رض اور سینے وہ مجھ سے کہتے ہیں ہو یہ عادت نہ باعثِ غفلت کام عتاق کا تمام کیا جوشِ رحمت کے واسطے زاہد غیر لاکھوں میں بے وفا نکلے	جس با پر ہوئی تھی ساری شرط دل نگاروں کو بیعت ساری شرط دوست کو جب ہو دوستاری شرط حشر کے دن ہر جان نزاری شرط ہر تغافل میں ہوشیاری شرط خوب پوری ہوئی تمہاری شرط ہر ذرا سی گناہکاری شرط آئیے آپکی ہماری شرط
---	--

بدگمانوں سے عشق کا دعوے

واہ اے داغِ خوب ہاری شرط

رہیفِ ناسی مجھ

ہر پہاں ہی اُس بت کا فکرتِ نحوٹِ کھنڈ کس طرح ہو بسیرِ یارب دیا عشقِ مین تیری تمکین کم نہ تھی کچھ مار کہنے کے لئے جنے دیکھا اُسکے عاشق کو کہا بے اختیار میں وہ عاصی ہوں اگر خشتِ گیا تو کیا عجیب	اکھنڈ اسی داورِ روزِ قیامت اکھنڈ ہر بلا پر ہر بلا آفت پر آفت اکھنڈ اور ہر اُسیر یہ شوخی یہ شرارت اکھنڈ تیرے بندہ پر اکھی یہ مصیبت اکھنڈ دیکھ کر مجھ کو کپارین اہل جنت اکھنڈ
---	---

<p>جگئے ہم جگئے اے داغِ فرقتِ الامان خاکِ مین گہرِ ملکِ دل مل گیا ہم مل گئے آئینہ جب دیکھتا ہوں ہجرِ مین کہتا ہوں عاشقِ مظلوم کے لاشہ کو بند کر دیکھنا آدمی کی تاب کیا جو دل سنبھالے تھوین ایک بجلی تھی او اُس شعلہ رو کی دیکھئے</p>	<p>اُف رے اُفنا تر آتشِ سویرِ محبتِ کھفیظ اور تجھ کو ہر وہی اب تک کدورتِ کھفیظ آدمی کی ایسی ہو جاتی ہر صورتِ کھفیظ تو ہر کتنا سنگدل اے بے صروتِ کھفیظ اس دے جانِ ستان پر ایسی رتِ کھفیظ ہو گئے اتنے مین کیسی دل کی حالتِ کھفیظ</p>
---	---

<p>دے شفا تو داغ کو یارِ تجھ مصطفیٰ الحذر یہہ درو و بیماری کی شدتِ کھفیظ</p>	<p>دے شفا تو داغ کو یارِ تجھ مصطفیٰ الحذر یہہ درو و بیماری کی شدتِ کھفیظ</p>
---	---

ردیف عین مہملہ

<p>ہین بہت سے عاشقِ دلگیر جمع اچھی صورت سے ہمیں بھی عشق ہے کوچہ قاتل مین آفت آگئی یا لگا دو آگ یا لکھد و جواب چومتے ہین تیرے دیوانہ کے پاؤں تھوڑی تھوڑی ہی ملے اُس کی خاک پہر کرے چورنگ وہ قاتل بچھے</p>	<p>تیرے ترکش مین مین کتنے تیر جمع کرتے ہین تصویر پر تصویر جمع جب ہوے دو چار ہی رہ گئے جمع ہو گیا ہر دستِ تحریر جمع جفت در مین حلقہ زنجیر جمع چٹکی چٹکی ہم کر مین اکیر جمع پہر ہوں سب اعضا تیر شمیر جمع</p>
--	--

<p>دیکھ کر صورت مرے صیاد کی بے مقدار خاک بھی بنتا نہیں خونِ دل کا چشم تر ٹھیکانہ لے تیری قسمت میں ستارے ہیں کہاں بدلی زاہد نے نئی پوشاک روز تیری محفل کوئی جادو گہر ہوئی حلق پر میرے چھری پہرتی نہیں کیا خلش کرتی من دل میں حسرتیں</p>	<p>ایکجا ہوتے نہیں تجھ پر جمع گر ہوں لاکھوں نسخہ اکسیر جمع اس سے ہونے کی نہیں توفیر جمع کوڑیاں کین تو نے چرخ پیر جمع کس قدر ہیں جاہ ترویر جمع ہیں ہزاروں صاحبِ تسخیر جمع کیجئے خاطر دم تکبیر جمع ہو گئے گویا ہزاروں تیر جمع</p>
---	--

کس طرح یکجا ہوں داغ اپنے عزیز
ہونے دیتی ہی نہیں تقدیر جمع

ر د ی ف ع ن ی ن م ع ج ہ

<p>دیکھ کر وہ رض نگین ہر یوں دل باغ باغ بن گیا خونِ کف پا سے گلستانِ خار را صوتِ غنچہ کہلی جاتی ہیں باچہیں کس قدر گلش فردوس میں حورین نظر آئی ہیں کیا کیا کہوں امینِ شین بن رنگین کی بہار</p>	<p>جیسے ہن نظارہ گل غنہ دل باغ باغ میں چلا صحرا میں گویا چند منزل باغ باغ کیا خوشی ہو کسکو مارا کیوں ہو قاتل باغ باغ ہات تلوار نکلتے کہا کر ہر جو بسمل باغ باغ زیب محفل تھا وہ گلرواہل محفل باغ باغ</p>
---	---

کوئٹہ طائر کی ہر صیاد کو ایسی تلاش جب کوئی طوفانِ دوستی کنارے لگی دیکھ کر آئینہ و دونوں ہو گئے برہم یہ کیا پہر نہ پائیگی قیامت تک یہ اپنا آشیان جو ہمارے حق میں کاٹے ہوئے صدفوس ہے	وٹھوٹا پہر تا پہر کیوں گلچیں کے شامل باغ باغ کستورل میں ہو سب اہل ساحل باغ باغ تم اربہ خوش ہو اُدھر مد مقابل باغ باغ غدیب اسطرح کیوں چنی ہر غفل باغ باغ تم پہر و گلگشت کرتے اُنکے شامل باغ باغ
--	--

اُسکی خوشبو جب کسی گل میں نہ پائی آپ نے
پہر حباب داغ کیا پہرے طے صل باغ باغ

رویف الفاء

کافرو زلفِ شرک ایک اسطرف ایک اسطرف ہنگامِ حلت و یکیتے دل کسطرف اپنا، بین آسمان جن کے روشن ستارے حسین دل کی جگر کی جاگیا افسردگی پر مردگی زلفونکی یہ سرگوشیاں دل پر بلا میں آئی غیر و کا جمع اور تم پر یو کا جگہٹ اور ہم دل ایک تنہا بیچ میں انگیں تھی شفاک و بین گیا ہوں و صل میں نہ اُحت ہو ہر پہلو،	پہر اُچھٹیم سحر فن ایک اسطرف ایک اسطرف بیشیم بن شیخ و برہن ایک اسطرف ایک اسطرف باز و پہ تیرے نور تن ایک اسطرف ایک اسطرف زخم کہن داغ کُتن ایک اسطرف ایک اسطرف غماز پر گرم سخن ایک اسطرف ایک اسطرف پہلو پہ پہلو انجمن ایک اسطرف ایک اسطرف شمشیر زنِ ناوک نکلن ایک اسطرف ایک اسطرف تکیے ہوئی وزیر کفن ایک اسطرف ایک اسطرف
--	---

<p>تو اور رہنے بائیں ہن لیلیٰ و شیرین بزم میں باز تو چپٹے ہی نہیں صحر کو کیونکر جاؤں میں دو نوں فشتے دوش پر کیا لکھ سکیں جا میری خسار تیرے سیگون پہ اُسے گلگونے کا رنگ</p>	<p>میں ان قریس کو کہیں ایک اس طرف ایک اس طرف لپٹے ہیں وہ اہل وطن ایک اس طرف ایک اس طرف آلودہ پنج و حین ایک اس طرف ایک اس طرف پہولا ہے کیا رنگین حین ایک اس طرف ایک اس طرف</p>
<p>اتر رہا ہے داغ کیا ہنگام گلگشتِ حین رنگین قبا گل سپہ بہن ایک اس طرف ایک اس طرف</p>	
<p>وہ کہتے ہیں لکی کہاں صاف صفا کدورت کا باعث تو کوئی پہلے مرے رازِ دل کی ہے آنکھوں کا رہے زیرِ عارض کہاں شبِ پہول رہے ابرِ مخیاں نہ پر حشر تک کوئی پارِ ساجب الجھتا ہے کچھ دکھاتے ہیں آئینہ خورشید کو محبت کے قصے ہیں الجھے ہوئے</p>	<p>بظاہر ہے انکا بیان صاف صفا بیان کیجیے مہربان صاف صفا کہیں کہہ نہ دے رازِ دل صاف صفا نظر آتے ہیں سب نشان صاف صفا دکھائی نہ دے آسمان صاف صفا سنا ہے پیرِ معان صاف صفا تیرے گال اے ولتان صاف صفا سندو بہت سے تم داستان صاف صفا</p>
<p>پسند آئے جھکو ہی اشعارِ داغ زبانِ پاک و شستہ بیان صاف صاف</p>	
<p>رویتِ قاف</p>	

حسن نے چمکائی ہے تقدیرِ عشق
 آپ نے دیکھی نہیں تاثیرِ عشق
 خستر تک تڑپے گا وہ نخبِ عشق
 کچھ گئی ہے سامنے تصویرِ عشق
 کرتی ہے کایا پلٹ کر سیرِ عشق
 دے سزا اُسکو یہ ہے تقصیرِ عشق
 چوکتا ہے کب نشانہ تیرِ عشق
 رات بھر کیا کیا رہی تقدیرِ عشق
 دی مجھے اک شخص نے تعبیرِ عشق
 اس کلیجے پر لگا ہے تیرِ عشق
 چلتی ہے رُک رُک کے کب شمعِ عشق
 ہم ابھی ہوں اور دامِ گلِ عشق
 ایسی کچھ بہاری نہیں زنجیرِ عشق
 دل میں رکھ لیتے ہیں ہم شمشیرِ عشق

ہے جمالِ یار سے تصویرِ عشق
 کہیں لائے عرش تک تسخیرِ عشق
 جس کے دل پر کار گر ہے تیرِ عشق
 تیرے عاشق کا سراپا دیکھ کر
 دل ضعیفوں کا جو ان کیونکر نہو
 عاشقوں کی کیا خطا انصاف کر
 عقل دیوانی ہے جو ہوسامنے
 جھوٹے دعوے اُنکے پہ اُسپر دلیل
 میں نے دیکھی تھی قیامتِ خواب میں
 واورِ روزِ قیامت دیکھ لے
 مار ہی ڈالا یہ جب بجلی گری
 انتہائے عاشقی میں ہے یہ شوق
 دل محسوس کر رہا ہے اسیر
 زخمِ جب بھرتا نظر آتا ہے کچھ

یہ بلا آئی جوئی مٹتی نہیں

داغ کیا ہو چارہ و تدبیرِ عشق

ہے وہ ہم وہ ہمارے ذوقِ شوق

مٹ گئے افسوس سارے ذوقِ شوق

<p>دل مرا ہمارا نہ ہا رسے ذوق شوق ہوتے ہیں پیار و کئے پیارے ذوق شوق اپنے اپنے گھر سہ ہا رسے ذوق شوق رنگ لائیں گے تمہارے ذوق شوق پہرتے ہیں اُنکو اُپہارے ذوق شوق کب ہوے اس سے کنارے ذوق شوق اسکے صدقے میں اُتارے ذوق شوق</p>	<p>عشق آخر کو مسلط ہو گیا دل لگی ہو یا ہنسی یا چہیڑ چھاٹ آس لٹٹی دل ہمارا مر گیا ابتداے سن میں ہے مشق جفا ہر گلی کو چے میں اب ہے تاک جہک عاشقوں کا دل سلامت چاہیے حسن پر قربان مشتاقوں کے دل</p>
---	--

داغ صاحب ہی ہمارے عاشق مزاج
ہو گیا اُنکو بھی ہا رسے ذوق شوق

رویف کاف

<p>وہ پہنچی بد گمان تک اُڑوان تک رہیگا دم کہا تک غم کہاں تک ہمیں جیسا ٹپڑا ہے امتحان تک نزاکت اُنکو لے آئی یہاں تک اشارہ و فہم کہا آخر کہاں تک ٹہر جئے جہان عمر روان تک</p>	<p>نہ آئی بات جو دل سے زبان تک یہ سب جھگڑے ہیں جان تا زبان تک تغافل مرزا لون سے کہاں تک چلے آئے وہ جھوٹے مین ہرا کے زبان سے تہا نہ ممکن شکوہ جو دل اسکی بزم سے کس طرح اکڑے</p>
---	--

ہمیں باخزان سے ہی ہے اک فنیض	کہ تنکے اڑ کے آئے آشیان تک
کنارہ کر گیا دامن ہی تیرا	نہ آیا میری چشم خوفشان تک
زمین ٹلجائے ٹلنے کے نہیں ہم	کہ اب تو آگئے اس آستان تک
دم رخصت ہوا اندیشہ غیر	گئے ہمراہ ہم انکے مکان تک
کہوں کیا طالع واژون کی تاثیر	گرا ہون میں پہنچ کر آسمان تک
منہ سے کی ہے ہماری ہی کہانی	کوئی پہنچا دے انکے تھخان تک
ترے تیر نگہ سے کوئی بچکر	آمان پاتا نہیں دارالامان تک

رہے کیا مصطفیٰ آباد میں داع
وہ سارے لطف تھے خلد آشیان تک

رہا جذب دل کا اثر دیر تک	ٹلے رہے وہ نظر دیر تک
مزمہ دے گیا ہونہ پیغام شوق	کہ ستارہ نامہ برویر تک
وہی وقت پیری ہی ہے داغ عشق	جلا یہ چرخ سحر دیر تک
ذرا سا جو الجھ پایہ تاری نگاہ	وہ باتے رہے وہ کمر دیر تک
یہاں و مبدم سو پیام وصال	سکوت انکو ہر بات پر دیر تک
بڑی دیر میں سوچ کر لب کہلے	رہے گی دعائے اثر دیر تک
کچھ ایسی رہی میری تغیر حال	وہ سوچا کئے دیکھ کر دیر تک
غشی کا ہی احسان مجھ پر ہوا	وہ زافور ہا زیر سر دیر تک

<p>کوہین ات کوں ہوئے بے حجاب اُدھر دیکھنا نامہ بر غور سے جیسا ہے چمکی تہین کب آنکھیں تری وہ سمجھے نہ سمجھے مراد عا نفس کی عجب سیر ہے بنفس ٹپکتا ہے دیوار و در سے ترے وہ دخت طلبا و میں جان لب خبر سنکے خوش خوش وہ آتے توہین ترے وعدے سے زندگی ٹکرتی محبت میں تکرار کا ہے مزا</p>	<p>اڑا آج نورِ شمع ویر تک وہ محفل میں دیکھیں جد ویر تک لڑتی ہے کسی سے نظر ویر تک ہلی آنکلی گردن مگر ویر تک کسے یوں مسافر سفر ویر تک کسینے ملی چشم تر ویر تک رہا حشر وقتِ سحر ویر تک نہ رنکلی مری جان اگر ویر تک جیسے ہم اس اُمید پر ویر تک لکھے ہوں جو باہم دگر ویر تک</p>
<p>نئی چاہ پستی ہے اے داغ کب اڑے گی ابھی یہ خبر دیر تک</p>	
<p>رویفِ لام</p>	
<p>بیقراری ہوئی آخر سبب چارہ دل تیر کے بدلے لگا دے کوئی پرچی ظالم کو تو شوق سے بہاری نہیں یہاں ہے عہد</p>	<p>بنگیا ہولِ دل انجام کو گہوارہ دل روزن سینہ سے کرنا ہو جو فطارتِ دل ساتھ مکتوب کے تو باندھ لے پشاورِ دل</p>

یہی پیار تو کرتی ہیں مرا چارہ دل
 چھوٹا ہے جو مرے سینے میں فوارہ دل
 قلب تارا نہوا کو کب سیارہ دل
 شورِ محشر سے ہم آہنگ ہے نقارہ دل
 طاق ہے اور بھی ہر کام میں ہر کارہ دل
 کہ مصور سے اُترتا نہیں انکارہ دل
 چلتے پرتے ہی وہ کر لیتے ہیں نظارہ دل

یہی اچھا ہے کہ آنکھیں ہیں تہا ری پیا
 خونِ مرگان سے نکلتا ہے ہزار کی طرح
 جھکی تقدیر میں گردش ہے نہیں انکو قرار
 پڑتی ہے ضربِ محبت تو نکلتی ہے فغان
 یہ زمانے کی خبر ٹھیک ہمیں دیتا ہے
 دلِ پیاب کی تصویر انہیں کیا بھیجی
 کوئی جانے کہ خریدار نہیں چاہ نہیں

لعل و یاقوت کی اسے داغ جب ہے فرمائش
 ہیچہ دانکے لئے تختِ جگر پارہ دل

وہ ہی نزدیک ہے کچھ دور نہیں آج سے کل
 کاشِ خستہ ہو مر جی جن آج سے کل
 کہ سوا ہو مجھے ملنے کا یقین آج سے کل
 اُنکے نزدیک تو کچھ بات نہیں آج سے کل
 ہمیں کہتے ہیں کہ اچھے تھے ہمیں آج سے کل
 کیا بد بجا لگا وہ پردہ نشین آج سے کل
 آجکا دن ہے بُرا جاؤ کہیں آج سے کل
 بیل کے پہنچے گی یہ تا عین آج سے کل

وصل کی ٹہیری جو آیا جہن آج سے کل
 ایک دن اور یہی مہمان کی خاطر کروں
 کیجئے وعدہ خلافی بھی تو اس پہلو سے
 ہلکوا ایک ایک گزرتی ہے قیامت کی گہری
 دمدم ہمنے زمانے کا تنزل دیکھا
 خود نمائی کے لئے وعدہ و سہرا کیسا
 آج جاوے گی یہاں سے تو اٹھاو گے قلع
 اتوان آہ کو وے کون سہارا یارب

صبر کر اسے دل مضطرب نہ ہونے کے	کل سے آنکی ہوئی ہوگی یونہیں آج سے کل
آج ہی وہ جو نہ آئے تو یہ جانا ہمنے	تیری بڑی دل اندوہ گرین آج سے کل
زندگی بہر توقیاست کی اٹھائی تکلیف	بارے آئی ہے مجھے زیر زمین آج سے کل

خبر و یون کو نہیں کچھ غم فرا ہے داغ
ہونگے معذور زیادہ یہ حسین آج سے کل

فرہ دی گیا ہے شباب اول اول	ملے خبر و انتخاب اول اول
وہ کب لطف کرتے ہیں بے آزمائے	کرم آخر آحسہ عتاب اول اول
خدا شرم رکھے تری انتہا تک	کہ ڈالی ہے منہ پر نقاب اول اول
انہیں سے پہر آخر کو کھل کیلئے ہیں	وہ کرتے ہیں جسے حجاب اول اول
اکہی رہے بالکین انکاف ایم	سنہبالی ہے تیغ خوش آب اول اول
خدا سے دعا ہے کہ مظلوم تیرے	ہیگت جائیں روز حساب اول اول
نبا ہے چلو فتنہ محشر کو بھی	ہوا ہے ابھی ہمرکاب اول اول

قطر

وہ پیغامبر کی مدارات چپ	وہ رسم سوال و جواب اول اول
وہ جلسے وہ احباب زندان مشرب	مشوق و مشرب شراب اول اول
وہ سیرِ حسن وہ تماشاے	نہ شبِ مہتاب اول اول
وہ کلیونین انکو چپ چپ کے	پکچہ کچھ حجاب اول اول

وہ ہر کام کرنا شتاب اول اول	وہ ہر بات کا شوق بے سوچے سمجھے
وہ کچھ شوق کا اضطراب اول اول	وہ پہلے پہل اول لگانا کسی سے
خواباتوں میں خراباہ اول اول	جوانی کی لہر و نمین کیا کیا رہتے ہم
بہت ہمنے لوٹے ثواب اول اول	کوئی دن رہے پاسا ہم بھی زاہد
نظر سے نہ سر کی کتاب اول اول	رہا درس تدریس کا شوق ہم کو
رہے ہم شیخت مآب اول اول	کبھی ہم سے ہوتا تھا ترک اولی
رہے رشک فرا سیاہ اول اول	بنے رستم و سام و گیو و نریمان
سوار و نمین تھے لاجواب اول اول	رہے زیران اسپ چالاک اکثر
ہر اک فن سے تھے کامیاب اول اول	پہلکینی بکبستی کی تھی مشق کیا کیا

ہوئی داغ اب انکی تعبیر الٹی

نظر آئے جو ہم کو خواب اول اول

غزل

بوجائے خواب کاش پیہنرات کا خیال	رہتا ہے روز اسکی ملاقات کا خیال
نہی گیا ہے پیر خرابا ست کا خیال	ٹیٹے میں غافہ میں جب دو گہڑی بھی تھ
اس میں ضرور چاہیے اُس رات کا خیال	کیونکر نہ یاد آئے شب تجسہ روز
بتا ہے بزم یار میں ہر بات کا خیال	کہ کھانا ہو تو عیش سے گزرے
ونکو اس سے بڑے ہے سب کا خیال	ماہ میام بھی اسی موسم

کرتا ہوں اُنکے لطف و غمیاں کا خیال	رنجش بھی ہو تو دل کی تسلی کیواسطے
کب بخت آگیا نہ مدارات کا خیال	ایدل عدو کی بزم میں کیوں لیگیا مجھے
جاتا ہر دور قبلہ حاجات کا خیال	باتیں سنو تو حضرت صوفی عیش کی

اے دردِ آغ جو کہا ہر اُسے کر دکھائی گئے
انسان کیا وہ جب کو نہ ہو بات کا خیال

ردِ قسیم

مری طرف سے ہی پہنچے سلام نامِ بنام	دیا رقیبوں کو تِنے پیام نامِ بنام
کہ اب وہ لکھتے ہیں دفترِ دام نامِ بنام	مری شکایتِ تحریر و جہرِ شک ہوئی
سپر و ہو جو کوئی انتظام نامِ بنام	سلیقہ دیکھئے اُسوقت دوست دشمن کا
ملا ہر ایک کو ہر ایک کام نامِ بنام	اگر ٹرتی ہر جہلی تو ابر و تاہے
کہ رقعے بٹٹنے کا ہوا ہتمام نامِ بنام	یہہ کسکے قتل کی شادی منائی جاتی ہو
تمہارے چاہنے والے تمام نامِ بنام	ستم رسید و نہیں لکھے گھر میں روزِ آزل
جدا جدا ہوا دوائے خرام نامِ بنام	تمہاری چال کو طاؤس کبک کیا پہنچین
وہ کوستے ہیں اُنہیں صبح و شام نامِ بنام	بچاے جان خدا اہل مہر و الفت کی
پکارے جائیں گے روزِ قیام نامِ بنام	خدا کرے مرے آگے نہ آئے نامِ ریب
جو حکم ہو تو بتا دے غلام نامِ بنام	کیا ہو آپکو جس جس نے بے وفا مشہور

گئے ہیں داغ وہاں چپکے دیکھئے کیا ہو

گئے گھر ہیں جہاں خاص و عام نام بنام

کیا برون کی جان کو روتے ہیں ہم
خجیر سفاک کو دہوتے ہیں ہم
جاگتے ہیں کچھ تو کچھ سوتے ہیں ہم
وہ ہی پہل پاتے ہیں جو بوتے ہیں ہم
ہات اپنی جان سے دہوتے ہیں ہم
حضرت آہم ہی کے پوتے ہیں ہم
عشق میں پتھر نہیں ڈھوتے ہیں ہم
اب تو جادو تا نکر سوتے ہیں ہم

رشتہ سے خیر و نکتے ہی جوتے ہیں ہم
گر یہ کچھ بچا دم سہل نہیں
بیخودانہ اپنی ہشیاری رہی
حاصل اعمال میں غلہ و ستہ
ہات منہ انکا ڈھلا یا غیر نے
اپنے گھر رہنے دے کیونکر جروش
جان کنی اپنا ہر کام امر کوہ کن
دیکھ لینگے فتنہ محشر کو یہی

داغ ہر کدو میسر در عشق

ریخ ہوتا ہر تو خوش ہوتے ہیں ہم

کسی کے دل کی حقیقت کیسے کیا معلوم
مگر نوشتہ قیمت کیسے کیا معلوم
حیا میں ہر جو شہادت کیسے کیا معلوم
کسی جوئی ہر قیامت کیسے کیا معلوم
کہاں ہر دوزخ و جنت کیسے کیا معلوم

ابھی ہمارے محبت کیسے کیا معلوم
یقین تو یہ ہر وہ خط کا جواب لکھیں گے
بظاہر انکو حیا دار لوگ سمجھے ہیں
قدم قدم پہ تبارے ہمارے دل کی طرح
یہ ریخ و عیش ہوئے ہر دھول میں ہو

<p>جسخت بات سنے ول تو ٹوٹ جانا ہر کیا کریں وہ سنانے کو پیار کی باتیں خدا کرے نہ پہننے دامِ عشق میں کوئی ابھی تو فتنے ہی برپائے ہیں عالم میں</p>	<p>اس آئینہ کی نزاکت کیسے کیا معلوم انہیں ہر مجاہد سے عداوت کیسے کیا معلوم اٹھائی ہر جو مصیبت کیسے کیا معلوم اٹھائیں گے وہ قیامت کیسے کیا معلوم</p>
<p>جناب داغ کے مشرب کو ہمسے تو چھو چھپے ہوئے ہیں یہ حضرت کیسے کیا معلوم</p>	
<p>ر د ی ف ن و ن</p>	<p>x</p>
<p>آپ جنکو ہدفِ تیرِ نظر کرتے ہیں اور کیا داغ کے اشعار اثر کرتے ہیں غیر کے سامنے یوں ہوتے ہیں شکوے مجھے دیکھ کر دور سے دربان نے مجھے لکھارا تہک گھر نامہ اعمال کو لکھتے لکھتے ابھی غیرتِ اشار و نمین ہوئی ہیں باتیں درو دیوار سے بھی شک مجھے آتا ہر اُسنے پوچھے جو کوئی خاک میں ملے کہاں ایک تونشہ مرُ سپنِ شیلی آنکھیں</p>	<p>رات دن ہا جگر ہا جگر کرتے ہیں گدگد مچل میں جینوں کے مگر کرتے ہیں دیکھتے ہیں وہ اُدھر بات اُدھر کرتے ہیں نہ کہا یہ کہ ٹھہر جاؤ خبر کرتے ہیں کیا فرشتوں کا بُرا حال بشر کرتے ہیں دیکھتے دیکھتے آپ آنکھوں میں گہر کرتے ہیں غور سے جب کسی جانب وہ نظر کرتے ہیں وہ اشارِ اطراف راہ گذر کرتے ہیں ہوش اُڑتے ہیں جدھر کو وہ نظر کرتے ہیں</p>

<p>عشق میں صبر و تحمل ہی کیا کرتے ہم غیر کے قل پہ پانڈین یہ بہانہ ہے فقط</p>	<p>یہ ہی کنجت کسی وقت ضرر کرتے ہیں کینچ کر اور بھی پتلی وہ لکڑی تین</p>
<p>حضرت داغ کو دلی کی ہوا خوب لگی رات دن عیش ہر جگہوں میں بسر کرتے ہیں</p>	
<p>عذر آنے میں بھی ہر اور بھلاتے ہی نہیں منتظر ہیں دمِ خصمت کہ یہ ہرجا تو جائیں سڑاٹھاؤ تو سہی انگبہ ملاؤ تو سہی کیا کہا پھر تو کہو ہم نہیں سنتے تیری خوب پردہ ہر کھلم سے لگے بیٹھے ہیں مجھے لاغر تری انگلیوں میں کھنکھتے تو ہے دیکھتے ہی مجھے غفل میں یہ ہر ارشاد ہوا ہو چکا قطع تعلق تو جائیں کیوں ہوں</p>	<p>باعث ترک ملاقات بتاتے ہی نہیں پہر یہ احسان کہ ہم پورے جاتے ہی نہیں نشہ مری بھی نہیں نیند کی مانتے ہی نہیں نہیں سنتے تو ہم ایسے کو سنا تے ہی نہیں صاف چیتے ہی نہیں سنا آتے ہی نہیں تجسس نازک مری نظر میں سماتے ہی نہیں کون بیٹھا ہر اسے لوگ اٹھاتے ہی نہیں خجک مطلب نہیں رہتا وہ ستاتے ہی نہیں</p>
<p>زیستے تنگ ہوا داغ جان پیاری بھی نہیں جان سے جاتے ہی نہیں</p>	
<p>چوٹ کہا نا دلِ حنین نہ کہیں کیا ملے گا کوئی حسین نہ کہیں ہر کہ درت بہری ہوئی آہیں</p>	<p>دور در ہجائیگا کہیں نہ کہیں بھی بھل جائیگا کہیں نہ کہیں اسلمان پر بھی ہوز میں نہ کہیں</p>

حال پہلو بچا کے لکھا ہے
 یہ تو کہئے کہ رات کی باتیں
 جنکو حورین بیان کرتے ہیں
 مجھ کو گریان اُٹھا نہ محفل سے
 کیون کہیں تجھ سے آرزوین ہم
 لا اُسے جذب شوق تہم تہم کر
 نہ کرو امتحان مہر و وفا
 موت اُسی آستان پہ آجائے
 آپ کی گفتگو کا کیا کہنا
 غیر دیتا ہر کیون مجھے ساغر
 ہجر میں ہر خیال اسکا ہی
 قتل جسکا تمہیں ہر مد نظر
 وہ رکاوٹ اسے ہی سمجھیں گے
 دم بخشش بھی یوں ترے شہتہ
 رشک یہ بھی ہر صبر پر میرے
 تیرے عاشق ہیں کافرو دیندا

ٹارٹ جائے وہ کتہ چپن نہ کہیں
 آپ نے غیر سے کہیں نہ کہیں
 خلد میں ہوں یہی حسین نہ کہیں
 بیٹھ جائے ابھی زمین کہیں
 فائدہ کیا کہیں کہیں نہ کہیں
 گر پڑے شوخ نازنین کہیں
 آئے اس جھوٹ پر یقین کہیں
 صرف سجدہ ہو پہر جبین کہیں
 چار باتیں ہی دلشین نہ کہیں
 سانپ ہو زیر آستین کہیں
 کسمسا جائے ہمنشین نہ کہیں
 وہ گہنگار ہوں ہمیں کہیں
 دم رُکے وقت داپسین نہ کہیں
 نکلے بیاختہ نہیں نہ کہیں
 غیر کہہ بیٹھیں آفرین نہ کہیں
 ایک ہو جائے کفر و دین کہیں

داغِ پرتاک جہانک کرتے ہیں

اَب گہرے اب پہننے کہیں نہ کہیں

اور فلک موزِ دِعتاب ہوں میں	وصل سے خاک کامیاب ہوں میں
تم میں یہہ وصف ہر کہ ہو بیلغ	مجہ میں یہہ عیب بے حجاب ہوں میں
دیکھے خط کون انتظار کرے	اپنے قاصد کے ہر کام ہوں میں
جب ملا رہتا تو یہہ حبانہ	رہرو راہِ ناصواب ہوں میں
کیون کسی زلف کی بلال میں پہنوں	کیون گرفتارِ پیچ و تاب ہوں میں
کیون کسی چشمِ مست کو دیکھوں	مفت آلودہ شراب ہوں میں

داغ کیا خوفِ صرصرِ عصیان

خاک پائے اَبو تراب ہوں میں

میں نے چاہا جو تہیں اسکا گہنگار تو ہوں	مگر اتنا ہی سمجھ لو کہ وفادار تو ہوں
عمر ہر آپ نے مجھ کو کہی اچھا نہ کہا	خیر اچھا نہ سہی آپ کا بیمار تو ہوں
یا خدا پر ششِ اعمال کا دیا ہوں جو آ	بات کا ہوش کسے ہر ابھی ہشیار تو ہوں
میر و معشوق سے انکار نہیں اعز زاہد	عاشق زار تو ہوں رندِ قلع خوار تو ہوں
گو خیرے پاس نہیں غیرِ متاعِ کاسد	میں تماشا فی انداز خریدار تو ہوں
ابھی کیا جانے کوئی مجھ کو تمہارا شیدا	کوئی دن اور بھی رُوسا سرِ بازار تو ہوں
گو مری وضع نہیں یہ کہ ملوں غیر سے	تابعِ حکم جفا کار و ستمگار تو ہوں
کیا گذر جائے تجھے راتِ یونہیں بے کشتک	بزمِ میہِ گلِ نہی میں نہی خار تو ہوں

تابِ نظارہ انوارِ تحسلی نہ بھی میری ہمت ہو کہ میں طالبِ یدار تو ہوں

داع۔ مرنے نہیں دیتا مجھے رشکِ انجیا

ورنہ مرا خونِ ابھی جان سے بیزار تو ہوں

جسے کچھ نہیں سکتا وہ دُعا کرتے ہیں
 بہت اُس طرح کے ہنگامے ہوا کرتے ہیں
 نہ خطا ہوتے ہیں ایسے نہ خطا کرتے ہیں
 ہم جدا کرتے ہیں شکوے وہ جدا کرتے ہیں
 مُنہبہ سے اتنا ہی بکلتا ہوا دُعا کرتے ہیں
 نہ کیا تم نے کلا اسکا کلا کرتے ہیں
 کون ہو کس سے ملاقات ہی کیا کرتے ہیں
 گہری بین بیٹھے ہوئے حکم کیا کرتے ہیں
 وہ طرفداری ارباب و فاکر کرتے ہیں
 یہ خطاوار تو بندے کی خطا کرتے ہیں
 ہم تو اچھوٹ کے لئے روز دُعا کرتے ہیں
 آپ ہی خاک اڑاتے ہیں یہ کیا کرتے ہیں
 انہیں ہاتھوں سے وہ انگشت نکالتے ہیں
 وہ تو ہر بات میں اپنا ہی کہا کرتے ہیں

ہم تو فریاد و فغان آہ و بکا کرتے ہیں
 خوفِ محشر سے وہ کب ترک جفا کرتے ہیں
 خوب خوشباش گذرا ہل صفا کرتے ہیں
 ایک انداز سخن طرزِ شکایت ٹھہری
 پوچھتا ہوں جو مزاج اپنا کوئی فرقت میں
 کچھ تعلق تو رہے شکوہ سچا ہی سہی
 یا ابھی مرے دربان سے وہ پوچھ کر
 بات سے قتل وہ پانوں سے پامال کریں
 ہم حسینوں کی جو تعریف کریں کیا ضد ہے
 پرستش اور محشر سے ڈرین کیوں شقت
 تنکو بیارِ محبت سے ہی عارا آتی ہے
 اپنے کو چے میں نیچے مری مٹی برباد
 دستِ مٹکان کا اشارہ ہو کہ رُسوا کیجے
 ہی ضد ہو کہ ہم قتل کریں گے تجھ کو

<p>انگو پروا نہیں کیوں دل کے خرید نہیں آپ کے عشق میں جو جھک نہ کرنا تھا کیا صبر کرنے کا ہمارے جی جی ہر انداز پسح کہا تذکرہ غیر سے کیا حاصل ہر جان بلب جان کے مجھ کو یہ پیام آیا ہر</p>	<p>مفت کے قصہ ہی وہ مول لیا کرتے ہیں دیکھئے آپ مرے واسطے کیا کرتے ہیں آپ جس طرحے پیمان وفا کرتے ہیں اک تماشے کے لئے چھڑ دیا کرتے ہیں لو مبارک ہو کہ اب عہد وفا کرتے ہیں</p>
--	---

داغ کا رشک سنا غیر سے اُس نے تو کہا
انکلی نقد یر میں جلتا ہر جہلا کرتے ہیں

<p>ہم دل کی بات داوڑ محشر سے کیا کہیں آشوب حشر اُس بُت خود مر سے کیا کہیں گو اپنی ضد کے ایک ہو تم مان جاو گے بنتی نہیں ہر بات مصیبت کے بغیر ہو میکہ وہ میں قفل مینا کی بیہوش سمجھ ہو تم کہ غیر کے شکوے میں ایک دلبر اشارہ فہم ہر دشمن گناہ باز لب لکھ اُٹھ اُٹھ کے آتی ہیں حشر میں تم اور کان رکھ کے سنو بات غیر کی دل کا فسانہ کس سے کہیں اور شریق</p>	<p>یہہ راز کہہ کے اُس بت کافر سے کیا کہیں محشر کا حال فتنہ محشر سے کیا کہیں یہہ ماننا نہیں دل مضطر سے کیا کہیں کہتے ہیں بہر کہ داوڑ محشر سے کیا کہیں ساقی کے توڑ جوڑ کو ساغر سے کیا کہیں یہہ داستان کم نہیں دفتر سے کیا کہیں ہم چپکے چپکے ہی دل مضطر سے کیا کہیں چلتی نہیں زبان ترے کڑ سے کیا کہیں مجبور ہو گئے ہیں مقدر سے کیا کہیں دیوار و در سے چرخ سے اختر سے کیا کہیں</p>
---	--

کوئی کرے سوال تو کچھ دیجیے جواب	بت بنگئے جب آپ تو پتھر سے کیا کہیں
سنتا ہے وقتِ فرح یہ کہ اپنی کسی	قاتل سے کہہ ہی سکتے ہیں خیر سے کیا کہیں
یہہ ہم کو ناگوار ہے وہاں کو ناگوار	دلبر سے کیا سنیں دل مضطر سے کیا کہیں
کہتے ہیں وہ کہو تو سہی دل کا حال کچھ	حیران ہم کہڑے ہیں گہڑی پتھر سے کیا کہیں
دل میں ہمارے آپ کی جو چہ گئی ہے بت	پیکان سے بڑے تیز بے نشتر سے کیا کہیں
نادان رہتا رہتا رہ شوق ہو گیا	منزل میں جو بلا ہے وہ رہبر سے کیا کہیں
ہوئی صفا سے دل تو بنا تا نہ آئینہ	جو ہر اس آئینے کے سکندر سے کیا کہیں

بے وجہ ان بتوں کی خموشی نہیں ہے داغ
کیا جانے کل یہہ داؤدِ محشر سے کیا کہیں

مجھے دل کی ایذا سے رنج نہیں	پرائی مصیبت سے فرصت نہیں
بہت دور ایسی قیامت نہیں	مگر انکو وعدے کی عادت نہیں
غم دو جہان ہی ہے کافی مجھے	مگر آدمی کو قناعت نہیں
نظر کہا نے جاتی ہے عشاق کی	حسینوں کو دنیا میں راحت نہیں
بڑی کشمکش میں ہے عہد وفا	کہہی ہے کہہی انکی نیت نہیں
اٹھا کر مری نعش اُسے کہا	کوئی اس سے بڑے مصیبت نہیں
پہاں منصفی حشر پر منحصر	وہاں فیصلے کی ضرورت نہیں
ہجرت میں دل سنگ سخت	کچھ اپنے کے چننے لفت نہیں

<p>یہ دل ہے یہ حسرت بہاراں ہے مزا ج آپکا ہے مزاج آج کل تری آرزو جگو ہے انکو ہے بظاہر اُٹھانا مجھے بزم سے ہوا تو بے سے میں جان لب قیامت ہو یا دل ہو یا موت ہو دلیا نامہ بر نے یہ اگر جواب زمین میں گرا شرم عسیاں سے میں</p>	<p>میری جان حاضر من محبت نہیں پرائی طبیعت طبیعت نہیں خدا کی قسم ہمکو حسرت نہیں اشارے سے کہنا اجازت نہیں صداوت ہے یہ ترک عادت نہیں کوئی انہیں رکنے کی آفت نہیں انہیں بات کرنے کی فرصت نہیں نجانو کہ عشرت میں تربت نہیں</p>	
	قطع	
<p>انہیں تجھ سے نفرت ہے الفت نہیں وہاں خود نمائی سے فرصت نہیں یہ اقرار ہے کوئی منت نہیں محبت ہے کوئی کراست نہیں کہ یہ آفتاب قیامت نہیں یہ رونما ہے باران رحمت نہیں یہ ہین زہر کے گھونٹ شرم نہیں حقیقت میں کچھ ہی حقیقت نہیں</p>	<p>کہا دل سے سینے اسے یاد رکھ وہاں بے نیازی ہے ہر شان میں وہ کیوں وعدہ وصل پورا کریں وہ کیوں جذب دل سے ہوں اندیشہ مند وہ کیوں سوزِ داغ جگر سے ڈریں وہ کیوں چشم پر خون کی دیکھیں بہار وہ کیوں شکے پی جائیں غیروں کی بات وہ کیوں عشق ظاہر کیا و ر کریں</p>	

عدو کے مرض کی یہ شدت نہیں یہ کیا بار ناز و نزاکت نہیں کہ اس شے کی آنکھ ضرورت نہیں شکایت ہے یہ کچھ حکایت نہیں کہ عاشق مزاجوں کی عزت نہیں	سپر رحم کہان وہ یہ ساریں رت اٹھا کر گاہ وہ کیوں مول لین جس دل کیا غرض وہ کیوں شکوہ رنجِ فرقت سنیں وہ کیوں مکر نہ دین جڑ کیا ن گالیان	
ریح علیہ السلام جسٹین	ویا دل نے مایوس ہو کر جواب نہیں داغ اب کوئی حسرت نہیں	صلی علیہ السلام وہ بارک وسلم
آفتابِ زمین معین الدینؒ بے گمان بالیقین معین الدینؒ حائے سلمین معین الدینؒ تویرا دلشیں معین الدینؒ کوئی میرا نہیں معین الدینؒ اور یہہ آستین معین الدینؒ میں جہان ہوں دہیں معین الدینؒ	مظہر نور دین معین الدینؒ خواجہ خواجگان ہندستان سروِ انبیاء رسول اللہ میں ترے آستان کا خاک نشین المد والمد کہ تیرے ہوا فرِ سرِ دوس پر ہوا پکات وہ جہان ہے وہیں ہے دل میرا	
	داغ تیرا ہی دم بہرے جائے تا دم واپسین معین الدینؒ	
کہا نئے نئے مہربان نہیں سنیں	جو کدلی ہو تو ہوا بات کا یقین یقین	

تیری گلی کے مقابل جو لائیں حُبّت کو
 علاج اور نہین کوئی خوش نصیبی کا
 ہمارے دل پُخت کا نقش کندہ ہے
 ہمارے سامنے یہ کئیے کی صورت ہے
 وہ کیوں بلائیں مجھے اپنی بزمِ عشرت میں
 صفائے دل ہو تو ہو سچا رکھیں تفریر
 دُرِ صنم سے گیا مُنہ اٹھائے کبے کو
 پڑا ہے تفرقہ کیا دل میں اور دہریں
 نشانہ دل کو بناتے ہی لی جگر کی خبر

مکان مکاٹے کرے روکشی مکین سے میاں
 نصیب ہو تو ملونِ بخیر حُبّتیں جلیب
 ملا سکے نہ سلیمان ہی اس نگین سے نگین
 کہ جسطرح سے کرے لاگ ہر حُسنِ حُسن
 غرض کسے جو کوئی ہفت ہو خیرین سے خیرین
 یہ باتیں آپ کی ہمنے چناں جنین سے جنین
 اڑا کے لگتی حُثّ سے مجھے کہیں سے کہیں
 ہزاروں کوس ہو کر بہت قریں سے قریں
 نگینہ کے تیر کو چلنا پڑا نہین سے نہین

غزل میں داغ کی مضمون میں خاکساری کے
 نہیں ہے پست ان اشعار کی زمین سے زمین

اڑانی خاک تیری جستجو میں ہر کہیں برسوں
 نہ آیا ہے نائے اُنکے دھڑکے کا ہتھین برسوں
 برا ہو جذبہ دل کا اُسے کیوں کہیں چلا لایا تھا
 کسی کو چہرین جب ہم اچھی صوّت دیکھ لیتے ہیں
 نہ آنکھوں کا اجارہ ہے نہ دل کا زور ہے اپنے
 ہوا ہے جان کا خواہاں کوئی اب نہ نہیں سکتی

پہری ہے آسمانِ بکمرے سپرِ نہین برسوں
 یونہیں ہے آجکل سپوں گرتے نہیں برسوں
 کہ آنکھوں سے دبائے ہمنے پائے نازنین برسوں
 لگی تہی ہے اپنے دم قدم سے وہ میں برسوں
 وہ خود مختارین ٹہیرین کہیں ہم ہر کہیں برسوں
 رہے تیری امانت کے آہی ہم میں برسوں

<p>مثال چکی ساتھ قسمت کے جین برسون لب شمر ہے ہی نکلی صد آفرین برسون کہ میری بگانی نے اُسے کہا دین برسون رہی ہر دست چشت میں ہمارے تین برسون یہی ہے میری سرور گز اسی نگے یہیں برسون اسی حسرت میں سو گیا جسے عطر نازنین برسون کہ آنکھوں میں پہری ہے آگ چکی زمین برسون رہا ہر ہول دل میں مبتلا وہ ہمیشہ برسون کہ درت بیٹھ کر دل سے نکلی ہی نہیں برسون زمین پر پڑا رہا گویا بار بار زمین برسون</p>	<p>✓ کس خیمہ شید و کس پاؤں پر گہا تھا سرکار تو بہ شمشیر قاتل اس خوشی سے جان دی نہیں تھا تو ہی تھا وہ یوں آغوش شمر میں جنوں کو ہی تو دیا مان نہیں دیکھا کیا تمہے یہیں نہا یہیں بہنا یہیں نہا یہیں نہا کسی نازک بدن کی ایک دن خوشبو جو سو گئی تھی مرے آنسو مگر کیوں نکلیں دیدہ تر سے تر پتے جسے دیکھا اس دل میں اب کو دم صفائی اسکو کہتے ہیں اسی پر ناز ہے تنکو بچے رکھا ہوا یا سازندہ درگاہ کی فرقت نے</p>
--	--

خاک کی شان اب تم داغ کی صورت سے جلتے ہو
 وہی دلسوز ہے جو رہ چکا ہے دل نشین برسون

<p>خوف ہر مانع اظہار کہوں یا نہ کہوں آسمان کو یہی ستم گار کہوں یا نہ کہوں سیکڑوں منکے ہی دو چار کہوں یا نہ کہوں باعث رنجش و تکرار کہوں یا نہ کہوں جو ہے کہنا مجھے سو بار کہوں یا نہ کہوں</p>	<p>حال دل تجھے دل آزار کہوں یا نہ کہوں نام ظالم کا جب آتا ہے بگڑ جاتے ہو آخر انسان ہوں میں صبر و تحمل کب تک بات کیوں کہتے ہو نہ پیر مرے مطلب کیا ہے ترسنا یا نہ سنو اس سے تو کچھ مجھ نہیں</p>
--	---

مجھ سے قاصد نے کہا جسکے زبانی پیغام
کہہ چکے غیر تو افسانے سب اپنے اپنے
فکر و سوچ ہر تسویش ہر کیا کیا کچھ نہ
آپ کا حال جو غیروں نے کہا ہر جہہ سے
نہیں چہتی نہیں چہتی نہیں چہتی الفت

یہی کہنا تو ہر دشوار کہوں یا نکہوں
مجھ کو کیا حکم ہر سرکار کہوں یا نکہوں
دل سے ہی عشق کے اسرار کہوں یا نکہوں
ہیں مرے کان گہہکار کہوں یا نکہوں
سب کہے دیتے ہیں آثار کہوں یا نکہوں

داع ہر نام مرا برق طبیعت میری

اگر اس طرح کے اشعار کہوں یا نکہوں

مقتضا وقت کا پابند ہر حالت میں ہوں
ایک میں ل کے ہونے سے ہزاراقت میں
ہوش جب آیا تو یہ جانوقیامت آگئی
کیون ہو جاتا ہر دل پرانہ تبون کا خیمہ
جلوہ دیدار کو ہر خود نمائی سے غرض
پند گو تیری سنوں کیا اس ہجوم شوق میں
ہیں مائے نین ہزاروں چاہنے والے مرے
خار دامنگیر ہیں اہل وطن سے ہی ہوا
وجہ سکین ہو گیا فرقت میں آخر صراط
چارہ گراں زندگی سے موت بہتر ہو مجھے

میں میں پستی میں ہوں قوس آسمان فتن میں ہوں
غم میں ہوں باتم میں ہوں حیرت میں ہوں حسرت میں ہوں
زندگی میری جہی تک ہر کہیں غفلت میں ہوں
میں تو یا اللہ تیرے قبضہ قدرت میں ہوں
اد میں کجخت بیخود شوق کی حالت میں ہوں
چٹیرنا یہ مذکرہ اسوقت جب فرصت میں ہوں
آکا بندہ ہوں جب تک آپکی خدمت میں ہوں
میں غیر زائل محنت ادنیٰ محبت میں ہوں
اب ترپنے کی نہی طاعت بڑی احت میں ہوں
اب اگر اچھا ہی ہوں میں بڑی ت میں ہوں

شاہ میرا قدر دان احباب میرے مہربان
میں دکھ میں جسے ہوں دردِ داغ اک جنت ہیں

اُنکے پیچھے پڑیں بلائیں کیوں
اُسکی جھوٹی مجھے پلائیں کیوں
ہم بڑا کر تجھے گھٹائیں کیوں
پہر کیکو وہ آزمائیں کیوں
میرے مرنے کا غم وہ کہائیں کیوں
دیکھے اچھی بُری ہوائیں کیوں
اگ پانی میں ہم لگائیں کیوں
بر چہیاں بنگین ادا ئیں کیوں
آپ ایسوں کو منہ لگائیں کیوں

زلزلین رخسار پر نہ آئیں کیوں
غیر باتوں میں زہر اُگلتا ہر
اپنی عادت نہیں یہاں غمِ عشق
بدگمان ہوں جب امتحان کے بعد
جھوٹی قسمیں بہت ہیں کہانیکو
مست و پیچہ رہے زمانے میں
مے اگر تیرے تو امر ساقی
جب تڑپتا ہوں کوئی کہتے ہیں
آج غیروں کے شکوے ہوتے ہیں

جان پر کیا بنی کہو تو سہی
داع پر دور وہیں صدائیں کیوں

کچھ اشارے سر دیوار ہوا کرتے ہیں
دیکھ کر جنس خریدار ہوا کرتے ہیں
کہیں معشوق گرفتار ہوا کرتے ہیں
روز و دو چار کے اظہار ہوا کرتے ہیں

دور ہی دور سے اقرار ہوا کرتے ہیں
نہیں گھر ہم تو فقط نام ہی اُسکا سکر
دو دو دل سلسلہ عشق بنا بھی تو کیا
آپ کی بڑم محبت کی عدالت ہمیری

وہ نمانین گے مری میں یہ نہ مانو نکاحی بادہ کش معصیت شب سے بری خوب سچ کوئی سنتا بھی ہو یہ نہ نصیحت ناصح بوسہ دیر بھیجئے لعل نکین کا بھگو مین برا اور طبیعت مری اچھی کیا خوب بہانے ہی نظر آتے ہیں تری کنہوں سے چشم بیمار کے دیکھے سے ہوئی صیحت تیغ بیماری ہو وہ نازک مری عمر دراز	حسب عادت یونہیں انکار ہوا کرتے ہیں کچھ یونہیں صبح کو ہشیار ہوا کرتے ہیں آپ کیوں کیسے گنگار ہوا کرتے ہیں جان نثار ایسے منکھوار ہوا کرتے ہیں منتخب کیوں مرے اشعار ہو کرتے ہیں لڑنے مرنے کو جو تیار ہوا کرتے ہیں جو ہیں اچھے وہی بیمار ہوا کرتے ہیں مشورے قتل کے برابر ہوا کرتے ہیں
--	---

داغ نے خطِ غلامی جو دیا نہ مایا
ایسے ہی لوگ وفادار ہوا کرتے ہیں

دیکھیں تو کیسے فتنہ ہیں نیچی نگاہ میں دیکھو پڑا ہو دل گم گشتہ راہ میں امید وار رحمت باری ہوں اسقدر کس فتنہ گر کی چال نے پیاب کر دیا وہ شوق وصل و رنگ شکستہ ہی مٹ گیا یوسف غلام بنکے بکے جائے ننگ ہر تقدیر کو جب آگ لگا تا ہر سوز عشق	آئینہ رکھ دے کاش کوئی آنکلی راہ میں میری نگاہ میں نہ تہااری نگاہ میں ہوتا ہوں میں شریک پرانے گناہ میں نقش قدم ہی دھڑکتے پھرتے ہیں راہ میں عاشق کو دل لگی کا مزا کیا نباہ میں سارے ہی قافلہ کو ڈبونا تھا چاہ میں ہوئی ہر روشنی مرے بختِ سیاہ میں
--	---

<p>کھٹے پچھائے آپ نے دشمن کی راہ میں دیکھو تمہاری آنکھیں پہ میری نگاہ میں جراتِ جواب کی نہیں رہتی گواہ میں آنا ہو جسکو آئے ہماری پسند میں اک پانوں بتکہہ میں تو اک خانقاہ میں اب گفتگو رہی مری انکی نباہ میں تم خود ہی بیٹھ جاؤ دلِ دادخواہ میں کیا آگیا ہر فرق ہماری نگاہ میں ہلچل پڑی ہوئی ہر عجب خانقاہ میں اک بوند بھی لبو کی نہیں قتل گاہ میں</p>	<p>پہنچے جو کاٹ کر کسی لاغر کے ہات پانوں ہوتی ہر دیکھنے کے لئے آنکھ میں نگاہ کرتے ہیں یوں بگڑ کے مرے بابِ سوال محشر میں کس طرف سے پہ آنے لگی صدا دل ہی کہیں جسے تو ہمارا قدم جسے جو بیچ پڑ گئے تھے وہ سارے گل گئے ہنگامِ شکوہ خوف بٹھانے سے فائدہ ہم دوسرے کو دیکھ نہیں سکتے انکے پاس بجلی گری کہ آہ پڑی بادِ خوار کی کیا سب کا خون گردن قاتل ہی پڑا</p>
--	--

کیون داغ دہلوی کی زبان مستند ہو
پیدا کیا خدا نے اُسے تختِ نگاہ میں

<p>فتنہِ حشر کے آثار ہوئے ہیں گدہ میں دیکھئے قابلِ انکار ہوئے ہیں گدہ میں کبھی پہلے ہی یہ کزار ہوئے ہیں گدہ میں ان کو اہو نیکے ہی اظہار ہوئے ہیں گدہ میں نیکلوں چاند سے رخسار ہوئے ہیں گدہ میں</p>	<p>خوابِ راحت سے وہ بیدار ہوئے ہیں گدہ میں ہم سے جب وعدہ کیا تھا وہ بہت کم ہے اب ہر عقمِ مرضِ عشق و محبت کی دوا شاہدِ حال ترے دیدہ و دل ہیں سیر بوسہِ غیر نے کیا داغ لگائے دیکھو</p>
--	--

متفق کا فرونیدار ہوئے ہیں کہ نہیں
جمع دس میں خریدار ہوئے ہیں کہ نہیں
بیسے کچھ اور بھی اقرار ہوئے ہیں کہ نہیں
کچھ رہا اگلے گرفتار ہوئے ہیں کہ نہیں
ایسے میخوار گنہگار ہوئے ہیں کہ نہیں
وہ بھی ہیشیار خبردار ہوئے ہیں کہ نہیں
آپ ہی اپنے خریدار ہوئے ہیں کہ نہیں

تیرے جلوہ نے دورنگی سے کیا ہی کرکٹ
گہرے نکلیں کبھی پوچھ نہ لین وہ جتک
وعدہ مہر و وفا یہ تو ہر معمولی بات
اب جو تو مجھ کو پہنسا تاہر بتا اصریت
بادۂ عشق میں شرار جو ہیں اصر و اعط
آہ لب پر مرے آئی تو قیامت آئی
میر کی نکہوں سے ذرا جائیخے اپنی قیمت

داغ اس فکریں دن رات گھلا جاتا ہے
مجھ سے راضی مرے سرکار ہوئے ہیں کہ نہیں

لوٹ کر راحت و آرام لئے جاتے ہیں
نا توانی سے بڑے کام لئے جاتے ہیں
کسکا تابوت سرشام لئے جاتے ہیں
دل میں کیا کیا دم الزام لئے جاتے ہیں
سیکڑوں مفت کے انعام لئے جاتے ہیں
پہر وہی آپ برا نام لئے جاتے ہیں
دل سے آنکھوں کے بہت کام لئے جاتے ہیں
ایسے مہمان سے بھی م لئے جاتے ہیں

چہین کو دل بہت خود کام لئے جاتے ہیں
نظر آتا ہوں نہ اُس نرم سے اُٹھ سکتا ہوں
مر گیا کون شب وصل کی اُمید میں آج
گرچہ دیتے ہیں زبان سے وہ شکایت کا جوا
نامہ پر ایک ہی سچا نہیں دیکھا ہمنے
شکوہ مہر و وفا کس نے کہا کس سے سنا
جب قصور میں کوئی پردہ نشین ہوتا ہر
عشق کرتا ہر مئے ل کی صفائی کیا کیا

ہر کہیں مال کہیں دام لئے جاتے ہیں
اپنا ہم آپ ہی پیغام لئے جاتے ہیں
خود وہ الزام پر الزام لئے جاتے ہیں
کہ چپائے ہوئے وہ جام لئے جاتے ہیں

مولِ جنت کا ہوا نقد عبادت زاہد
دل نے جو ہم سے کہا ہر وہ ادا کرنا ہر
کیا نہ ہر کہ شکایت میں مزا آتا ہے
میکشو حضرت زاہد کی تلاشی لینا

پہلے تو ایسے وقت دار کو آزاد کیا
مولِ آب داغ کے ہمنام لئے جاتے ہیں

وہ تو دم دیکے جان لیتے ہیں
مولِ خیر مکان لیتے ہیں
جاننے والے جان لیتے ہیں
نامہ برسے زبان لیتے ہیں
ساتواں آسمان لیتے ہیں
نوک کی فوجوان لیتے ہیں
کس محبت سے جان لیتے ہیں
مگر مرے مہربان لیتے ہیں
اسمیں تیری زبان لیتے ہیں
دور سے پاسبان لیتے ہیں
ٹھیکیاں ناتوان لیتے ہیں

صاف کب امتحان لیتے ہیں
یوں ہر منظور خانہ ویرانی
تم تغافل کرو رقیبوں سے
پہرہ آنا اگر کوئی بھیجے
اب بھی گر پڑ کے ضعف سے نالے
تیرے خنجر سے ہی تو ام قاتل
اپنے بسمل کا سر ہر زانو پر
یہ سہا ہر مرے لئے تلوار
یہ نہ کہہ ہم سے تیرے مہینہ خاک
کون جاتا ہر اس گلی میں جسے
منزل شوق طر نہیں ہوتی

دل میں جو کچھ وہ ٹھہان لیتے ہیں
 بیچ میں مجھ کو سان لیتے ہیں
 دوست کی دوست مان لیتے ہیں
 آئے امتحان لیتے ہیں

گر گزرتے ہیں ہو بُری کہ بھلی
 وہ جھگڑاتے ہیں جب رتیوں سے
 ضد ہر اک بات میں نہیں اچھی
 سعد ہو کے یہ کہو تو بھی

داغ بھی عجیب سحریان
 بات جلی وہ مان لیتے ہیں

مجھ بیگناہ پر یہ ستم جسکی حد نہیں
 بنجاؤ تم گواہ تو اسکی سند نہیں
 اللہ کی مدد سے زیادہ مدد نہیں
 تو اس صنگدہ میں صنم ہر صمد نہیں
 گردش زدوں کو لذتِ عمر آید نہیں
 یہ حرف ہمزہ وہ ہر کہ جکا عدد نہیں
 وہ بانگین وہ چال وہ بوٹا سا قد نہیں
 عشرت لرے خلد ہر کُنچ لک نہیں
 شیطان روسیاہ ہی تو لاؤ لک نہیں
 کوئی بھی ایسی روح کے قابلِ حیدر نہیں
 افسوس ایسی فوج کو ملتی رَسد نہیں

نادان ہو دوست کچھ خبر نیک و بد نہیں
 یہ کیا کہا کہ غیر کو تجھ سے حد نہیں
 بند کیو آسرا، فقط اسکی ذات کا
 تجھ سا ہی بلکہ تجھ جیسا اچھا ملے گا او
 ہم کو ملے تو لطف رہے ایجا ب خضر
 ہم کس شمار میں رہے ہو کر خمیدہ شہ
 کیا دیکھ کر نہاں ہوں شمشاد و سرو کو
 بچ کے میری قبر سے چلتا ہوں کیوں عدد
 کیا فرض ہے کہ ہو نبی آدم ہی میں رقیب
 وہ دل کہاں کہ تیری محبت ہو دشمن
 خون جگر کہاں صفتِ مرگان کے وسط

ہمکو کسی سے کینہ و بغض و خمد نہیں
وہ بحرِ پیرِ ہر خاک اگر جزوِ مد نہیں

دشمن کو چار چاند لگے ہیں تو کیا کریں
کیونکر رہے ہمیشہ طبیعت کا ایک طال

وہ امتحان کریں تو سہی سوزِ عشق کا
ایرِ داغ داغ دل سے یادہ شنیدن

جانے والی چسپنا کا غم کیا کریں
ایسے اچھے کا وہ ماتم کیا کریں
اس بنا پر فکرِ عالم کیا کریں
انتم رفتہ اس سے بھی کم کیا کریں
دم نکلتا ہو تو ہمدم کیا کریں
ایسے نامحسوس کو محسوس کیا کریں
دیکھئے وہ کیا کریں ہم کیا کریں
فیصلہ دو نون یہہ باہم کیا کریں
پھر فرشتے حرمِ آدم کیا کریں
اور یہی برہم کو برہم کیا کریں
اب کے دلی میں محسوس کیا کریں

دل گیا تم نے لیا ہم کیا کریں
مرکزِ حبر میں پائی شفا
اپنے ہی غم سے نہیں ملتی نجات
ایک ساغر پر ہے اپنی زندگی
کرچکے سب اپنی اپنی حکمتیں
دل نے سیکھا رشیوہ بیگانگی
مگر کہ ہر آج حسن و عشق کا
آئینہ ہر اور وہ ہیں دیکھئے
آدمی ہونا بہت دشوار ہے
تند خو ہے کب سے وہ دلکی بات
حیدر آباد اور لنگر یاد ہے

کہتے ہیں اہل سفارش مجھ سے داغ
تیری قسمت ہر بُری ہم کیا کریں

تماشا سائے دیر و حرم دیکھتے ہیں
 ہماری طرف اب وہ کم دیکھتے ہیں
 زمانے کے کیا کیا ستم دیکھتے ہیں
 پہرے بتکدے سے قوام اہل کعبہ
 ہمیں چشم بنیاد کہا تھی ہر سب کچھ
 نہ ایمائے خواہش نہ اطہار مطلب
 کبھی توڑتے ہیں وہ خنجر کو اپنے
 غنیمت ہر چشم قافل بھی اُنکی
 غرض کیا کہ سمجھیں مرے خط کا مضمون
 سلامت رہے دل بُرا ہم کہ اچھا
 رہا کون محفل میں اب آنے والا
 اُدھر شرم حایل اُدھر خوف مانع
 اُمتیں کیوں نہ ہو دلِ ربابی سے نصرت
 جوابِ خطِ شوق لکھا ہر مشکل
 نگہبان سے ہی کیا ہوئی بدگمانی

تجھے ہر بہانے سے ہم دیکھتے ہیں
 وہ نظیرِ نہیں خُبو ہم دیکھتے ہیں
 ہمیں جانتے ہیں جو ہم دیکھتے ہیں
 پہرا کر تمہارے قدم دیکھتے ہیں
 وہ اندھے ہیں جو جامِ حم دیکھتے ہیں
 مرے مُنہ کو اہل کرم دیکھتے ہیں
 کبھی نبضِ لبِ ل میں دم دیکھتے ہیں
 بہت دیکھتے ہیں جو کم دیکھتے ہیں
 وہ عنوان و طرزِ رقم دیکھتے ہیں
 ہزار و ن میں یہ ایک دم دیکھتے ہیں
 وہ چار و ن طرف و مبدم دیکھتے ہیں
 نہ وہ دیکھتے ہیں نہ ہم دیکھتے ہیں
 کہ بردل میں وہ غمِ آلم دیکھتے ہیں
 وہ گہڑیوں سگافِ قلم دیکھتے ہیں
 اب اُسکو ترے ساتھ کم دیکھتے ہیں

ہمیں داغ کیا کم ہر بہ سرفرازی

کہ شاہِ دکن کے قدم دیکھتے ہیں

دل مفت لوئی گز نہ دوئی یہ کہے میں یوں کہوں
وصف لب علیی کروں تعمیر سحر آگین سنوں
انعام چا خط رسان تو میں سناؤں گا لیا
دشمن کے طعن جب سنوں کیونکر نہ میں نہ شام و
ناصح سے وقت گفتگو کیا کیا ہوئی ہر دو بد
جو یہ کہے اچھا ہر تو اس کہوں جہوٹا ہر تو
دیکھا جو انداز صبا لائی خبر دل نے کہا
کرتا ہر واعظ جو محی کہتا ہوں میں جو شبے
کہتا ہر ناصح کرد و اچھوٹیش میں ہر مزا
کیا دیکھے ہو وقت پر قاصد چلا ہر سوچ کر

اسکے سوا یہی سچ لوں یہ کہے میں یوں کہوں
ہو فرق اعجاز و فسوں یہ کہے میں یوں کہوں
اُسکو طمع محبو جنوں یہ کہے میں یوں کہوں
بھائیگا دریلے خون یہ کہے میں یوں کہوں
بہتر یہ یہ بدتر یہ یوں یہ کہے میں یوں کہوں
کیونکر نہ ہو حالت زبوں یہ کہے میں یوں کہوں
میں منکر فال و شگون یہ کہے میں یوں کہوں
کیونکر نہ ہو حجت فروں یہ کہے میں یوں کہوں
کسطح دلو ہو سکوں یہ کہے میں یوں کہوں
وہ یہ کہے میں یوں کہوں یہ کہے میں یوں کہوں

وہ چاہتا ہر فصل ہو میں چاہتا ہوں وصل ہو
ای داغ گرفت میں یوں یہ کہے میں یوں کہوں

ہزار بچ و مصیبت کے دن گزارے ہیں
خدا کی شان کریمی کا پوچھنا کیا ہر
ازل سے سوختہ قسمت سے ترے شوق
کلہ کیا جو قیہوں کا اُن سے نہ لایا
برائے جان حسینوں کو مانا ای واعظ
کبھی جو اگر قیمت تو وارے نیارے ہیں
غضب تو یہ ہر گنگار ہم تہارے ہیں
ستارے اُنکے نصیبوں کیا شترارے ہیں
تہارے دست ہی سب عی ہمارے ہیں
خدا گواہ یہ بندے خدا کے پیارے ہیں

<p>ہمیں ہر خوب خبر جنگیہ ہر اشارے ہیں نہ تم ہمارے جواب سے نہ ہم تمہارے ہیں برے ہیں ماہین پہلے جیسے ہیں تمہارے ہیں بہت دُعا نے پکارا ہر ہاتھ مارے ہیں رفیق دل کے سہاگے سب سہارے ہیں کہ مٹنے ایک زمانہ کے مال مارے ہیں ڈرین گے موت سے کیا دل جو کرارے ہیں فلک پہ دو ہی توجھ کے ہوئے ستارے ہیں</p>	<p>تمہاری چشمِ فسون سانس سے نہیں شکوہ بگڑا گئی ہر طبیعت بدل چکا ہر مزاج وفا کرو کہ جفا اختیار ہے تمکو کہلے نہ بابا جابت تو کیا کرے کوئی بہٹکتی پہرتی ہیں آپن تباہ ہیں نالے ہمارے دل کو اگر لوٹ لو تو ہم جانیں تری ادا جو تھا ہو تو کچھ نہیں پروا زمین پر شکمہ وہ ہیں حسین لاکھوں</p>
--	---

وہ سُندھو ہو تو ہو داغ کچھ نہیں پروا
مزاج بگڑے ہوئے سیکڑوں سنوارے ہیں

<p>کوئی دنِ امنِ شامِ ہون کوئی دنِ امنِ شامِ ہون ہزاروں جان کی ایک جان کہوں لگا اک دل ہون جگر ہی لڑتا ہو اس تمنائیں کہ میں دل ہون وہ جس منزل میں ہیں میں اس کے چند منزل ہون وہ کہتا ہو کہ کیونکر آپ اپنے سے مقابل ہون پکارا تھا میرے پہلو میں حاضر ہوں میں دل ہون اسے یہی عار آتی ہو کہ کیوں ہوں میں شام ہون</p>	<p>یہ لطف زہد و رندی ہو کہ ہر فرقہ میں داخل ہوں وہ میں اس شہم ہستی میں بغیر اہلِ محفل ہوں مزا ہے تجھ میں کیا اے سوزِ الفت و اہِ قایل ہوں ضعیفی پر جنابِ خضر کی کیا رحم آتا ہو برابر کا نہ ہو کوئی تو لطفِ خود نمائی کیا چھپایا تھا بہت کجبت کو درِ دیدِ نظروں ترے لب پر زبانِ تیری میرا نام کیوں</p>
--	--

<p> ٹہرنے کیلئے حسرت چھیننے کے لئے دل ہوں کہیں گناہیں اپنی بان سے میں ہا میل ہوں مصیبت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی کہ بیدل ہوں جگا دے لیکے چٹکی دروڑل جوت غافل ہوں جو مرنیکے نہیں قابل تو کیا جینے کے قابل ہوں کہیں میں آج یا ہوں کہیں میں گنا ساحل ہوں نہ جنت میرے قابل ہے نہ جنت کے قابل ہوں جنوں کو یہی یہ سودا ہو کہ پابند سلاسل ہوں مجھے کیا فائدہ کیوں جیتے جی جنت میں داخل ہوں وہاں اثبات پر اثبات ہیں دل میں قایل ہوں </p>	<p> شکون تیرے میرے بقراری اس سے ہی بتر نگاہ شوق نے کی عرض حاجت وہ ہی ڈر کر زمانہ کیا ستا یگانہ فلک آزار کیا دیگا بچے ساری بلائیں حجر کی شب دیکھنی ہوگی نکرا میرے چارہ گرا حق کا صفر نہ ہر دینے کہیں میری دانی ہے کہیں افتادگی میری وہاں عزت ادا ایسے آدمی کی کیا بسر ہوگی کرے تو پابجولان اپنے ہاتھوں سے خود کھو تر کو چا کر فردوس ہے تجھ کو مبارک ہو محبت اور پھر میری محبت چھپ سکے کیونکر </p>
<p> خدا کی مہر ہر شاہ دکن کی قدر دانی ہے کہیں آرام سے خوشحال ہوں میرے داغ خوشدل </p>	
<p> نظر اکھنویں میں مہنیں بان ہوں سنہیں دل ہوں کہاں پٹھوں کہاں اٹھوں ابھی کسکے شان کہیں میں ہادی منزل کہیں گم کردہ ہوں مخاطب مخاطب ہوں بل سے قابل ہوں عجب مجھ کو سب لکھتے عجب ہشیام غافل ہوں </p>	<p> جہان ہوں جگہ ہوں ہم اصحاب کا مل ہوں کہشتا ہوں ہر اک کو کیا شریک بل محفل ہوں جسے میں اہ پر لاؤں مجھے وہ راہ پر لائے جو تو بحر خود نما تو میں ہی ہوں آئینہ عرفان پیسے کی کہہ ہا ہوں سچی سچی چو دی میں ہی </p>

مُحبت کی نشانی دفترِ عالم میں ہر جگہ سے
 خدا نے خیر کر لی بجلی دیربان سے غمت
 ذرا سے ضبطِ غم پر یہ شکایت ہو لگتی ہے
 نہ روکے سے رُسکے وہ چلتے چلتے کہ گھر بھی
 کبھی جینے کی تدبیریں کبھی نیکے سامان ہیں
 کیا اقرارِ جسمِ عشق لکے شاد کرنے کو
 کہاں کی داد خواہی خوشتر جہ یہ کہا سنے
 اسیکو اتحادِ عاشق و معشوق کہتے ہیں
 زمین کے سمان تک جاہن جانے والے
 بنا جاتا ہر خشیر ہی تو مقتل کیا تماشا ہے
 چراتا ہوں نگاہِ یاس و حسرت ورنہ افسرِ قاتل

نہ کوئی مدد یار ہوں نہ کوئی حرفِ باطل ہوں
 یہی کہنا پڑا کچھ مانگنے آیا ہوں سایل ہوں
 مجھے جس طرح چاہے رکھہ تر قیدی تر اول ہوں
 ٹھہراؤں جو ٹھہرانے سے کیا میں پکا دل ہوں
 کبھی اپنا مسیحا ہوں کبھی میں اپنا قاتل ہوں
 اب آفت آگئی اپنی زبان سے کیا قاتل ہوں
 تر راجی چاہتا ہوں گنہگاروں میں اخل ہوں
 پکارا ٹھہتا ہوں خود مجنون کہ میں لبلائے محل ہوں
 مجھے دیکھو کہ میں اپنے کئے سے آپ غافل ہوں
 ہر اک کو آرزو ہر حرکت تہ انداز قاتل ہوں
 تجھے ہی اک اشارے میں لٹا دوں میں وہ سہل ہوں

خدا جانے فاک کو داغِ نجسے کیوں جدا دیتے

کسی فن میں لائق ہوں فائق ہوں نہ کامل ہوں

ہم کو جنت ملی جہنم میں
 اور رکھا ہی کیا ہر آبِ ہم میں
 غرق ہے آفتابِ شبنم میں
 آپ پہرے ہیں چشمِ عالم میں

جل کے ٹہندے ہوئے ترے غم میں
 کچھ تر عاشق کچھ تری حسرت
 عرقِ آلودہ رخِ تراشبِ وصل
 کیا اسی ناز کی پہ دعویٰ ہر

سید ہے سادے تہے آگھر دم میں
 قیقے اُڑ رہے ہیں ماتم میں
 ڈوب مرنا تھا چاہِ زمزم میں
 موت آتی نہیں جہنم میں
 یہ تو کسے گا اس سے بھی کم میں
 یہ بھی ہو جمع زلفِ برہم میں
 پڑ گیا بالِ چشمِ پُر خم میں
 کون سی بات بڑھ گئی ہم میں

چل گئی چالِ آپ کی ہم پر
 ہو گیا عید اُن کو میرا سوگ
 رُوسیا ہی گھر نہ اعر زاهد
 بزمِ دشمن میں کس طرح مَر تا
 دل کی قیمت بہت ہر نیم نگاہ
 دل کو آشفستگی نے کیوں گہرا
 جیسے دیکھی ہر ہمنے تیری ہلک
 اب عنایت ہر کیوں خدا کے لئے

داغ کو وہ جلا کے کہتے ہیں
 ہمنے روشن کیا ہے عالم میں

بات کرنی ہر قیامت میں کروں تو کیا کروں
 آہی جاتی ہر طبیعت میں کروں تو کیا کروں
 نو گرفتار محبت میں کروں تو کیا کروں ✓
 اب خدا سے عرض حاجت میں کروں تو کیا کروں
 ترکِ عادت ہر عداوت میں کروں تو کیا کروں
 تو بتا امِ شامِ غربت میں کروں تو کیا کروں
 دوست و حاضرینِ محبت میں کروں تو کیا کروں

شکر بھی پڑھیں شکایت میں کروں تو کیا کروں
 کر دیا مجبور اس عاشقِ مزاحی نے مجھے
 جتنی باتیں کام کی تھیں کر گئے سب اہلِ عشق
 التجائیں جبقدر تھیں اُس بُتِ کافر سے کین
 انگو عادت چور کی ہر وہ کرین تو کیا کرین
 پا یہ نہ دشت ویران و در منزلِ راحت
 دل تو ہر آنکلی نظر میں کیا ہمانہ چل سکے

<p>بے مروت سے مروت میں کروں تو کیا کروں شکوہ آزارِ قسمت میں کروں تو کیا کروں تیری تسکینِ طبیعت میں کروں تو کیا کروں دیکھ لوں جب اچھی رست میں کروں تو کیا کروں جالے مسجد میں عبادت میں کروں تو کیا کروں ایسے بھرم کی شفاعت میں کروں تو کیا کروں اور اچھڑت سلامت میں کروں تو کیا کروں</p>	<p>میرے لاشہ پر کہا کیا بیوفائیہ شخص تھا یہ کسی نے سچ کہا ہر بندگی بچا رگی مجھ سے فرماتے ہیں وہ یہ تو خدا کا کام ہر ہوش ہی جائے رہیں تو آدمی کیا کر سکے دل سے وہ کافرِ صنم نکلے تو سب کچھ قبول دل نے کی ہر جو خطا اپنے کئے کو پائیگا ضبطِ غم ہی ناصحِ مشفق کیسا دوچاروں</p>
---	---

کردیا شاہِ دکن نے داغِ مستغنی بچے

آرزوئے جاہ و دولت میں کروں تو کیا کروں

<p>کوئی جانے کہ وفا کرتے ہیں آپ کیا کہتے ہیں کیا کرتے ہیں ہنسنی والوں سے ہنسا کرتے ہیں کام ہاتھوں میں بنا کرتے ہیں آپ بیٹھے ہوئے کیا کرتے ہیں دل جو آتا ہے تو کیا کرتے ہیں ہر آدا میں وہ آدا کرتے ہیں ہم اخیرِ آج دعا کرتے ہیں</p>	<p>اس آدا سے وہ جفا کرتے ہیں یوں وفا عہد وفا کرتے ہیں ہم کو چھیڑو گے تو پتیاؤ گے تمامہ برتجہ کو سلیمت ہی نہیں چلے عاشق کا جنازہ اٹھا یہ بتاتا نہیں کوئی مجھ کو حسن کا حق نہیں رہتا باقی تیرا آخر بدل کا فر ہے</p>
---	--

<p>اُسے فتنے ہی جیا کرتے ہیں یہ ہنسی مجھ سے ہنسا کرتے ہیں اس میں محبوب رہا کرتے ہیں حشر سے پہلے گلا کرتے ہیں کیا وہ شوخی سے جیا کرتے ہیں آپ کس منہ سے گلا کرتے ہیں نہیں معلوم یہ کیا کرتے ہیں</p>	<p>کس قدر میں تری آنکھیں بسیا ک رُو تے ہیں غیر کار و ناپہر و ن اس لئے دل کو لگا رکھا ہر تم ملو گے نہ وہاں بھی ہم سے جہانک کر روزنِ در سے مجھ کو اُسے احسان جتا کر یہ کہا روز لیتے ہیں سیالِ دلِ دلبر</p>
---	--

داغ تو دیکھ تو کیا ہوتا ہر
جب پر صبر کیا کرتے ہیں

<p>دم بہر کے بعد اور خط آیا جواب میں انکے گنہ ہی ڈال دو میرے حساب میں وہ کاش دیکھتے نہ مجھے اضطراب میں کیا زہر کھل گیا ہر اکہی شراب میں کر تا ہوں میں حجاب کی باتیں حجاب میں تکرار ہونے جاے سوال و جواب میں اپنے دہو میں مگر گھر عہد شباب میں یہ بات یہی ہے لیکن کے قابل کتاب میں</p>	<p>انکو کہاں ہر صبر و تحمل عتاب میں کیون مکر اس قدر ہر قیاس کے باطن میں دیکھا دل اُنکا غیر نے سینے پر رکھ کے ہات صوفی کو اجتاب ہو واعظ کو احترا یارب نہ پوچھ عرصہ محشر میں ازل عاشق تو کب دین کے فشتوں سے بعد گ دل کے مفت مول لیا پہر ہزار بار اُسے بغیر خط کے پڑھے لکھ دیا جواب</p>
--	---

<p>ترہر ہوئے مین کیسے ہر سہ مین کس قدر آؤ نہ اتنی دیر ہمیں تم کرین کلام مین دیکھتا ہوں دیکھتے ہی وصل بحر ہی پوچھے تو کوئی حضرت و اعطاسے اتنی بات انگہ اپنی بند ہوتے ہی پردہ سے اٹھ گئے تم مجھ پر جور کر کے پشیمان ہی نہیں</p>	<p>لگتی لگاتی بات جو کہدی عتاب مین روزہ جزا ابھی ہر توقف حساب مین تعبیر محکو خواب کی ملتی ہر خواب مین ایسے ہی تھے جناب ہی عہد شباب مین دیکھا تھا ہمنے خاک جہان خراب مین مین تم سے دل لگا کے ٹرا کس خدات مین</p>
--	--

کچھ ہوش ہو تو داغ کو سمجھائیں نیک بند
 ڈوبا ہوا ہے نشہ جام شراب مین

<p>یا تو ایسی مہربانی مجھ پر یا کچھ ہی نہیں بعد شوحی کے تری طرز حیا کچھ ہی نہیں دیکھ کر تصویر یوسف کہدا کچھ ہی نہیں پوچھنے والوں نے میرا ناک مین دم کر دیا گر نہ عمر جوان و شاہد و سامان عیش انکو خط لکھا ہر سو پہلو پا کر خوف سے سیکڑوں دین چڑکیاں محکو نہاروں گالیاں جسکے حال دل میرا کہتے ہیں کا نون پتا اس ستم چر سبر کرنا یہ ہمارا کام ہی</p>	<p>ابتدا ہی ابتدا ہی انتہا کچھ ہی نہیں وہاں دوائے دل باتی پہدا کچھ ہی نہیں آپ ہی سب کچھ ہین گویا دوسرا کچھ ہی نہیں جس نے پوچھا حال کچھ کہنا پڑا کچھ ہی نہیں بے مزہ ہر زندگی اسکا مزہ کچھ ہی نہیں ہر عبارت ہی عبارت مدعا کچھ ہی نہیں اوپر ہر کہتے ہین مین نے تو کہا کچھ ہی نہیں ہاں اس انداز سے گویا سنا کچھ ہی نہیں آپ کے نزدیک تسلیم و رضا کچھ ہی نہیں</p>
--	---

<p>جسے یہ مانا اگر ہر ہی تو کیا کچھ ہی نہیں یہ نہ سمجھو پرشش روزِ خرا کچھ ہی نہیں آشنا کچھ ہی نہیں نا آشنا کچھ ہی نہیں دیکھتا سب کچھ ہوں لیکن جتنا کچھ ہی نہیں خاک کا پھڑ میرے بعد فنا کچھ ہی نہیں</p>	<p>جب ہو قدر و فنا اپنی وفا ہر بے نشان تم اگر بیدار ہو تو خدا ہے دادگر آگے اُس بگناہ کے پیچ میں سب کوئی ہو بیخودی ہر وصل میں یا چاہائی ہر تیری حیا اپنے دم کو آدمی ہر دم غفیت جان لے</p>
--	--

تو نے قدام ازل غیروں کو کیا کیا کچھ دیا
داغ ہر محسوس کے نام کا کچھ ہی نہیں

<p>زندگی کا نہیں سامان سرِ مودل میں ایک تیرے ہی نہ رہنے سے رہا کیا کچھ یہی دھڑکا ہر کہ خالی نہ رہے وصل کی شب اشک پیتا ہوں اگر ضبطِ محبت کے لئے سانپ سا لوٹ رہا ہر شب ہجران کیا کیا ساتھ ہر سانس کے آجاتی ہر پہلوں کی ضعف اس درجہ بڑھا ہر کہ ابھی تو یہ اب کہاں ہیں کہاں صبر کہاں تاب تو ان تیر کی طرح چلتی ہیں نگاہیں لہر پہلوئے غیر میں بیٹھے وہ نظر آتے ہیں</p>	<p>مژدہ یار نے کیا پیر دی جہاڑ و دل میں کوئی حسرت نہ رہی جسے رہا تو دل میں دل ہر پہلو میں تو ہر آپکا پہلو دل میں ریزے الماس کے بنجے تھے ہیں آنسو دل میں لہریں لیتا ہر خیالِ خم گیسو دل میں بس گئی ہر گل عارض کی خوشبو دل میں درد وہی اب تو بدلتا نہیں پہلو دل میں کر گئی گھر پہ تری گرس جادو دل میں تیغ کی طرح اتر جاتے ہیں ابرو دل میں سوچتا ہوں جو کہی وصل کا پہلو دل میں</p>
--	--

<p>کیا کہوں گدھے میں نرات مجھے سولی پر روح قالب میں ہر یاغیچہ میں بوہر نیہاں نوک پیکان جو ادھر اہر لبِ سو فارادہر اب وہ آتے ہیں نکلنے کے لئے ہوتیگا خلش و حسرت و بیتابی و آزار و الم</p>	<p>جب سہا یا ہر کسی کا قدر کج و دل میں بند شیشے میں پری ہر کہ پر پروں میں تیر سناک ہوا خوب تراز و دل میں آرزو بیٹھ رہی چھپکے کہاں تو دل میں سبکے سب ایک طرف سب سے سوا تو دل میں</p>
--	---

شیوہ راستی ایسا ہر دکن میں اے داغ
بل نہیں رکھتے مسلمان سے ہند و دل میں

<p>کسی کا جگہ نہ محتاج رکھ زمانے میں اس انفعال سے گہر چوڑا پڑا جھک جو ہوا جازت صیاد و طاقت پروا رقیب ہی تو اسے کان بکھ کے سنتے ہیں نہ باز آ دل مضطر سوال سے پیہم سے لڑیں وہ میری عوض تجھے رحم کہا کہا ملا نہ خرمن ہستی سے کچھ سوائے اجل ہمارے دل پہ لگا ہین تو وہ خدنگ نگاہ سزِ نیاز کے جھکتے ہی آنکھ سے دیکھا نرکے مجھے تھیں آہنی میں اے صبیحہ</p>	<p>کمی ہر کونسی یارب ترے خزانے میں وہ آج آئینکے میرے غریب خانے میں قص کو لیکے چلا جاؤں آشیانے میں عجب طرح کا مزا ہر مرے فدا نے میں وہ سو پختہ ہیں ابھی دیر ہر بہانے میں اگر ہوں لیلی و شیرن تیرے زمانے میں بہرا ہر زہر مگر اسکے دانے میں یہ تیرا ڈوب کے رہ جائیگا نشانے میں بہرا ہر جلوہ عجب تیرے آستانے میں بجائے خار ہے گل میرے آشیانے میں</p>
---	--

<p>مرے کیل بنے ہیں جو حضرت ناصح پڑھیں گے حضرت زاہد وہاں ہی جا کے نماز</p>	<p>یہ فکر ہی نہیں کیا دو گنا بھٹانے میں بنسکی چوٹی سی مسجد شراب خانے میں</p>
<p>مآل کار خدا جانے داع کیا ہوگا خدا سے کام پڑا آخری زمانے میں</p>	
<p>مے لینے والے مے لے رہے ہیں کھجے میں وہ چٹکیاں لے رہے ہیں بُرائی میں ہی سب سے اچھے رہے ہیں ہمیشہ کہیں دوزخ دُور رہے ہیں جہاں سالہا سال جلسے رہے ہیں مہینوں وہاں اسکے چرچے رہے ہیں کہ نقش قدم تک تڑپتے رہے ہیں اکیلے مہینگے اکیلے رہے ہیں جو آگے چلے ہیں وہ پیچھے رہے ہیں یہاں مرنے والے ہی اچھے رہے ہیں کہیں میری سکر وہ چپکے رہے ہیں نہیں لیتے ہم اور وہ دے رہے ہیں وہ کبخت برسوں تڑپتے رہے ہیں</p>	<p>وہ دشنام لاکھوں مجھے دے رہے ہیں تسلی مے دل کو کیا دے رہے ہیں عجب خوبیاں خبر دیوں میں دیکھیں رتیبوں کی ہر چاندنی چار دن کی وہاں خاک اڑتی ہر اب والے حشر مڑے گیا ہر فسانہ ہمارا جد ہر سے وہ گدے قیامت بپا ہی اچھے جائیں گے ہجر میں ہم ت میں اچھا نہیں دوڑ چلا سیہون سے ملنا ہر درِ محبت میں روزِ محشر ہی انکار ہوگا محبت نئی ہر کہ اب دل کو واپس میں اُسے لکھا ہر حرفِ تسلی</p>

خدا زندہ رکھے مرے وستون کو
بہت چل بسے اور تھوڑے سبب میں

گنہ داغ کے ساتھ ہر وحشت
آفتِ آب تو دعوے ہی دعوے رہے ہیں

کس قیامت کے یہ نامے رے نام آتے ہیں
بجلیاں کو نڈتی میں جب لبِ بام آتے ہیں
دوست ہوتے ہیں جو وقت کا تم آتے ہیں
اسمیں چار بہت سخت مقام آتے ہیں
اب وہاں سے جو محبت کے پیام آتے ہیں
دلِ ناکام کو اپنے ہی کام آتے ہیں
عاشق آتے ہیں تمہارے کہ غلام آتے ہیں
انکے خطا میں مجھے غیر و نیکے سلام آتے ہیں
کہ مجھ نیند کے جھوٹے سرِ شام آتے ہیں
آنے والے تری فرقت میں ملام آتے ہیں

خط میں کہے ہوئے بخش کے کلام آتے ہیں
تابِ نظارہ کسے دیکھے جو آنکے جلوے
ٹوہنی حشر میں تجھ سے جو نہ یہ کہو اُدُن
رہِ وراہِ محبت کا خدا حافظ ہے
وہ ڈرا ہوں کہ سمجھتا ہوں یہ دھوکا تو ہوں
صبر کرتا ہوں کہہ ہی اور تڑپتا ہوں کہہ ہی
نہ کسی شخص کی عزت نہ کسی کی قوتیر
رسم تحریر بھی مٹ جائے ہی مطلب ہے
وصل کی رات گزر جائے نہ بے لطفی میں
گر یہ ہوا لہ ہو حسرت ہو کہ آمانِصال

داغ کی طرح گل ہو تے ہیں صد تہِ قربان
بہرِ گلگشت چہن میں جو غلط کام آتے ہیں

لگا دتی اور قسمت نے گلی میں
رہی جاتی ہر حسرت جی کی ہی میں

ہوا رشکِ عدو بھی عاشقی میں
کروں کیا چاروں کی زندگی میں

بتوں سے اب معافی چاہتا ہوں
 نہ اتر اے دلِ نادان شبِ وصل
 مری جانب سے اس قاصد یہ کہنا
 غضب وہ ہر ادا پر اُسکا کہنا
 اکیلے بیٹھ کر کیا سوچتے ہو
 تبہیں کہل جائے گی دل کی تمنا
 وہ لیکر کیا کریں عشاق کے دل
 عدو سے ملے پہر ایسی ڈبٹائی
 دیا دل ہم نے اُنکو یہ سمجھ کر
 نہوارحت نصیب اہلِ زمین کو
 وہ بگڑے ذکر دشمن پر شبِ وصل
 تجھی پر جان دیتا کیوں زمانہ
 نہ دیکھ سائیہ دیوار تک ہی
 دلِ ویران کے ظاہر پر نہ جاؤ
 ترا آرزو نہ ہونا ہی ادا ہے
 سری سے نقشہ اچھا حور سے آنکھ
 اُنکی ظاہر ہو نہ اُلفت

خدا سے کچھ کہا تھا بخود می سین
 کوئی عنصم ہو ہی جاتا ہر خوشی میں
 تجھے میں دیکھ لیتا زندگی میں
 پہلا یہ بات دیکھی ہر کسی میں
 یہ تنہائی ہر داخل بکسی میں
 ابھی ہر بند خوشبراس گلے میں
 کسی میں داغ ہر کانٹا کسی میں
 ذرا شرمے ہوتے اپنے جی میں
 کہ اپنی جان بچتی ہر اسی میں
 ہمیشہ ہر فلک اس پیروی میں
 غضب کا بیج پہلا ہر خوشی میں
 اگر یہ بات ہوتی ہر کسی میں
 بہت چکر لگائے اُس گلے میں
 نہونے پر ہی سب کچھ ہر اسی میں
 مگر وہ دل لگی میں یا ہنسی میں
 تری صورت نہیں ملتی کسی میں
 وہی ہر جو سمجھ لیا اپنے جی میں

تہین کیا چہرہ کر خوش ہوں وہ امر داغ
کہ تم تو رُوے دیتے ہو ہنسی میں

اثر ہر خار حسرت کے بیان میں
نراکت سے نہ آئے جو گمان میں
پئے تھے اشک جو عشق نہاں میں
کھلے گربال و پرابکے توصیف
ہوئی جاتی ہر عالم کی صفائی
نہیں مرنیکا اپنے غم یہ غم
یہ ممکن تھا کہ رسوائی ہوتی
مقتدر نے دکھایا میں نے دیکھا
ادھر وحشت ادھر ہر خوف صیاد
یہ کیکر وہ مرے دل میں نہ پھیرے
غنیمت ہر جو وہ کرتے نہیں بات
خدا کے آگے سچ کہنا پڑیگا
سنا دے قصہ خوان اُنکو مراحاں
ہوا بگڑی ہوئی ہر کچھ چمن کی
نہیں ہے انتہا اہل وفا کی

کہ اسکے حرف چہتے ہیں زبان میں
کوئی کیا لائے اُسکو امتحان میں
وہ چالے بنکے چوٹے ہیں زبان میں
قفس رکھا ہوا ہر آشیان میں
رہو تم امتحان ہی امتحان میں
کہ پہر آنا نہوگا اس جہان میں
سمائی بھی ہو تیرے راز دان میں
نہ تھا جو کچھ مرے وہم دگمان میں
کبھی تہہ کبھی میں کاروان میں
ہمیں ہوتی ہر وحشت اس مکان میں
ہماری موت ہر اُنکی زبان میں
زبان میری لگا لینا زبان میں
لگا دے یہ بھی ٹکڑا داستان میں
چلو امر مہنغیر و آشیان میں
بہت دشوار یاں ہیں امتحان میں

<p>کیا ہے عاشقوں نے اُسکو بدنام جو کچھ کہتے ہو منہ سے کر دکھاؤ چلے آتے ہیں وہ قتل سے ناخوش نمودِ جن کو ہے عشق درکار مرے دل کو مرے نالوں کو روکے چل اے شوقِ ستم اُس سرزمین پر کہا دل تھا مگر اُس سنگدل نے</p>	<p>برائی کو نسی ہے آسمان میں دہرا کیا ہے فقط خالی بیان میں بُرا نکلا ہے کوئی امتحان میں بہت ہوتے ہیں یوسف کاروان میں اگر طاقت ہو تیرے پاس بان میں جو ہو کچھ ملتی جلتی آسمان میں اثر ہو درد مندوں کی فغان میں</p>
--	--

کہا سب نے کلام داغِ سنکر
عنایت ہے یہ دم ہندوستان میں

<p>دم نہیں دل نہیں دماغ نہیں گرفتار نہیں ہر انسان کو ایسے دیرانی میں وہ کیوں گم گین بات کرنی تو بار ہے تم کو تہی زمانے میں روشنی جکی مست کر دے نگاہ سے ساقی فصل گل چش پر ہر ایکے برس کھوج ملتا ہے ہر مسافر کا</p>	<p>کوئی دیکھ تو ابہ داغ نہیں کہیں حاصل اسے فراغ نہیں خانہ دل ہو خانہ باغ نہیں بات سننے کا ہی دماغ نہیں ہاے اُس گہر میں اب چراغ نہیں حاجتِ سانعوں یاغ نہیں دل افسردہ باغ باغ نہیں عمر رفتہ کا کچھ باغ نہیں</p>
--	--

داغ کو کیون مٹائے دیتے ہو
دل سے ہو دور یہ وہ داغ نہیں

<p>غینہ آئے جو کسی رات یہم ممکن ہی نہیں دم شماری دل چھوڑ بڑی ہوتی ہے قابل دید بزمیابی دل کا مضمون کس بہر سے یہ دکھاؤں نگہ یار کو دل ہر لڑکپن کا زمانہ وہ ادا کیا جانیں مانگتا ہوں جو دعا وصل کی اونکے آگے غیر اسبب ہر سائے سے ہی اُسکے بچنا کون گرداب محبت سے نکالے مجھ کو آپ کے دل کی خبر کیون نہ میرے دل کو آپ ہی حضرتِ ناصح کوئی تدبیر کریں</p>	<p>مجھ پہ گزرے نہ قیامت وہ کوئی دن نہیں جان کی خیر اسی میں ہر کہ تو گن ہی نہیں حرف کوئی مرے مکتوب میں ساکن ہی نہیں چور کا سا گرجاں میں کوئی ضامن ہی نہیں ابھی موسم ہی نہیں بن ہی نہیں سن نہیں چپکے چپکے وہ کہے جاتے ہیں ممکن ہی نہیں آدمیت ہو اگر اُس میں تو وہ جن ہی نہیں اکٹنا کوئی مددگار و معاون ہی نہیں کیا زمانے میں کوئی صاحبِ باطن ہی نہیں آپ سا کوئی ہر مشفق و محسن ہی نہیں</p>
--	--

کس کو امی داغ سنائیں غزل اپنی کہہ کر
میر و مرزا ہی نہیں غالب و مومن ہی نہیں

<p>خدا سے گفتگو ہر اور میں ہوں ادھر ہر محفل میں ہیں پروانہ و شمع شب وصلِ عدو ہر اور تو ہے</p>	<p>کل ای بے ہر تو ہر اور میں ہوں ادھر وہ شمع و ہر اور میں ہوں دل پُر آرزو ہر اور میں ہوں</p>
---	--

<p>اب اسکی جستجو ہو اور میں ہوں مرے دل کا لہو ہو اور میں ہوں صدائے بے گلو ہو اور میں ہوں بہارِ رنگ و بو ہو اور میں ہوں سمجھ لو پہر عدو ہو اور میں ہوں کہ اب تیرا لہو ہو اور میں ہوں یونہی سی آرزو ہو اور میں ہوں خیال چار سو ہو اور میں ہوں</p>	<p>نکالوں چنانکر ساری خدائی مے و ساغر کہاں روزِ جدائی تن بے سر سے ہر قاتل کی تعریف ہمیشہ تازہ گلرو دیکھتا ہوں نکالی چھڑگر مجھے سرِ بزم نہ چھوڑو نگاہِ دلِ خون گشتہ تجھ کو نہ آئے اور کوئی دم تو پہر کیا کہیں جنتی نہیں اپنی طبیعت</p>
<p>ملین لے کل کہ وہ سمجھینگے مجھے کہا ہر داغ تو ہو اور میں ہوں</p>	
<p>جس کو تم دے نہیں اسے ہم دیتے ہیں مانگنے والے کو آزار بھی کم دیتے ہیں سو بتاتے ہیں اگر ایک درم دیتے ہیں میں نے کمبخت یہہ جانا مجھے دم دیتے ہیں کہ دعائیں مجھے سب اہل عدم دیتے ہیں نامہ برہم تجھے قرطاس و قلم دیتے ہیں دیکھ یوں جلتے ہیں اسطر حسن دم دیتے ہیں</p>	<p>صبح تک دل کو دالے شب غم دیتے ہیں حبِ خواہش وہ کہاں رنج و الم دیتے ہیں خاک دیتے ہیں جو یوں اہل کرم دیتے ہیں وعدہ کر نیکو وہ تیار ہے سچے دل سے کس نے خوشبو سے بسایا ہر کفن کو میرے وہ جوارِ شاہِ دگرین یاد رہے یا نہ رہے مجھے وہ کہتے ہیں پروا کو دیکھا تو نے</p>

<p>خاکسارانِ محبت کا یہی تو ہے علاج سادگی ہے کہ شرارت ہے جو ہر بات پہ وہ عہد دیتے ہو کہ پہرہ بوسہ نہ لینا دیکھو طعنہ الفتِ دشمن پہ کہا ظالم نے مدعا بہہ ہو ٹپتا ہی سسکتا ہی ہے دلشکر اُن سے زیادہ کوئی لکھیگا جواب تو دفا کرتی جو اس عسر روان کیا ہوتا زاہدون کو برکت کا ہے مہینا رمضان ابر نیساں کے ہر اک قطرے پہ یہ کہتی ہے صدف</p>	<p>گہول کر انگو تر انقشِ قدم دیتے ہیں میرے دشمن کو مرے سر کی قسم دیتے ہیں دینے والے ہی کہیں لے کے قسم دیتے ہیں ایک سے لیتے ہیں دل ایک کو ہم دیتے ہیں گہول کر آبِ بقا میں مجھے سم دیتے ہیں کس لئے ہات میں دشمن کے قلم دیتے ہیں بیو فانی پہ تری سیکڑوں دم دیتے ہیں فاتے کرتے ہیں مگر کب یہہ بہم دیتے ہیں واہ دل گہول کے یوں بل کر دم دیتے ہیں</p>
---	---

ریخ دینے کا بحث داغ ہے شکوہ اُن سے
جسکو دیتا ہے خدا اُسکو صنم دیتے ہیں

<p>کیون چراتے ہو دیکھ کر اکہنیں ضعف سے کچھ لفظ نہیں آتا چشمِ زر گس کو دیکھ لیں پھر ہم ہر دوا انکی آتشِ رخسار کوئی آسان ہے ترادید آ جلوۂ یار کی نہ تاب ہوئی</p>	<p>۱ کر چکین میرے دل میں گہرا کہیں کر رہی ہیں ڈگر ڈگر آنکھیں تم دکھا دو جو اک نظر آنکھیں سیکھتے ہیں اُس اک پر آنکھیں ۲ پہلے بنوائے تو بت کر آنکھیں ۳ ٹوٹ آئیں ہیں کس قدر آنکھیں</p>
--	---

۴	دل کو تو گھونٹ گھونٹ کر رکھا	ماتنی ہی نہیں مگر آنکھیں
۵	نہ گئی تاک جہانک کی عادت	لئے پرتی ہن در بدر آنکھیں
۶	کیا یہ جادو بہرا نہ تھا کاجل	سرخ کر لین جو پونچھ کر آنکھیں
۷	ناوک و نیشتر ترخی پلکین	سحر پرداز و فتہ گراںکھیں
۸	یہہ نرالاہر شرم کا انداز	بات کرتے ہو ڈھانک کر آنکھیں
۹	خاک پر کیوں ہو نقش پائیرا	ہم بچپائین زمین پر آنکھیں
۱۰	نوحہ گر کون ہر معتد پر	روئے والون میں ہن گراںکھیں
۱۱	یہی رونا ہر گرشبِ عنم کا	پھوٹ جائیں گی تاسحر آنکھیں
۱۲	حال دل دیکھنا نہیں آتا	دن کی بنوائیں چارہ گراںکھیں

داغ آنکھیں نکالتے ہیں وہ
آنکو دید و نکال کر آنکھیں

۱۱

۷

سب لوگ جد ہر وہ ہیں دہر دیکھ رہے ہیں	گہم دیکھنے والون کی نظر دیکھ رہے ہیں
یتور ترے امی رشکِ قمر دیکھ رہے ہیں	ہم شام سے آثارِ سحر دیکھ رہے ہیں
میر دل گم گشتہ جو ڈھونڈا نہیں ملتا	وہ اپنا دہن اپنی کمر دیکھ رہے ہیں
کوئی تو نخل آئیگا سر بازِ محبت	دل دیکھ رہے ہیں وہ جگر دیکھ رہے ہیں
ہر مجمعِ اغیار کہ ہنگامہِ محشر	کیا سیر مرے دیدہ تر دیکھ رہے ہیں
اباے نگہ شوق نہ بجائے تمنا	اسوقت ادھر سے وہ ادھر دیکھ رہے ہیں

ہم کوئی دن اسکو بھی مگر دیکھ رہے ہیں کیون سب طرف راہ گزر دیکھ رہے ہیں حیرت وہ سب اہل نظر دیکھ رہے ہیں ہم اے فلک شعبہ گرد دیکھ رہے ہیں اس نہر میں کتنا ہوا اثر دیکھ رہے ہیں کچھ غور سے قاتل کا ہنر دیکھ رہے ہیں آئندہ ہو کیا نفع و ضرر دیکھ رہے ہیں اب اکہنہ سے وہ آٹھ پہر دیکھ رہے ہیں اقتد دکھاتا ہر بشر دیکھ رہے ہیں اخبار کا پرچہ ہر خبر دیکھ رہے ہیں ہنس ہنس کے مرنے زخم جگر دیکھ رہے ہیں	سچند کہ ہر روز کی رنجش ہو قیامت آمد ہو کیسکی کہ گیا کوئی اوہر سے گزار تجلی نے ترے جلوے میں کیوں کی نیزگ ہر ایک ایک ترا دید کے قابل کب تک ہر تہا را سخنِ تلخ گو ارا کچھ دیکھ رہے ہیں دلِ لبیل کا ترپنا اتک تو جو قسمت نے دکھایا وہی دکھا پہلے تو سنا کرتے تھے عاشق کی مصیبت کیون کفر ہو دیدارِ صنم حضرتِ واعظ خط غیر کا پڑھتے تھے جو ٹوکا تو وہ بولے پڑ پڑ کے وہ دم کرتے ہیں کچھ بات پرانے
---	---

میں داغ ہوں مریا ہوں اوہر دیکھئے مجھکو
مٹھ پھیر کے یہ آپ کد ہر دیکھ رہے ہیں

ہم جہاں سونہرا ہم ہی ہیں تم ہی ہو بقرار ہم ہی ہیں عیش کے خواستگار ہم ہی ہیں جمہ تن انتظار ہم ہی ہیں	اُنکے اک جان نثار ہم ہی ہیں تم ہی بچپن ہم ہی ہیں بے چین اے فلک کہہ تو کیا ارادہ ہے کہنچ لایگا جذبہ دل اُنکو
--	--

<p>کیسے بے اختیار ہم ہی ہیں ایک ہی بادہ خوار ہم ہی ہیں واہ کیا ہوشیار ہم ہی ہیں عاشقِ روئے یار ہم ہی ہیں کیسے پرہیزگار ہم ہی ہیں اپنے مطلب کے یار ہم ہی ہیں دلبروں کے شکار ہم ہی ہیں لاؤ باروں کے یار ہم ہی ہیں ہر طرح ہوشیار ہم ہی ہیں آج زیرِ مزار ہم ہی ہیں اُسکے جلسے کے یار ہم ہی ہیں</p>	<p>بزمِ دشمن میں لے چلا ہر دل شہرِ خالی کئے دکانِ کبھی شرم سمجھے ترے تغافل کو ہاتھ ہم سے ملاؤ اے مونس خواہشِ بادہ طہور نہیں تم اگر اپنی گون کے ہو حقوق جس نے چاہا پھنسا لیا ہم کو آئی میخانے سے یہ کسکی صدا لے ہی تو لیگی دل نگاہِ تری ادھر آکر بھی فاتحہ پڑھ لو غیر کا حال پوچھیے تم سے</p>
<p>کو نساؤں پر حسین داغ نہیں عشق میں یادگار ہم ہی ہیں</p>	
<p>اس دل کو کیا کروں یہ بہلتا کہیں نہیں ہم کو تمہاری بات کا مطلق یقین نہیں گر ہر تو بس یہیں ہر نہیں تو کہیں نہیں ہمکے جہاں یہ دل وہ کوئی سر زمین نہیں</p>	<p>یہ تو نہیں کہ تمسا جہاں میں حسین نہیں ہاں ہاں کہو زبان سے یا تم نہیں نہیں دل کے سوا نہ کبھی میں ہر وہ نہ دیر میں چکر ہے رات دن مجھے ماندا آسمان</p>

یا سنگ آستان ہی نہیں یا جبین نہیں
 وہ دل نہیں وہ لاگ نہیں وہ ہمیں نہیں
 کیا آسمان والو نہیں اہل زمین نہیں
 کیا میرے دلمیں وہ نگہہ شگیں نہیں
 دم دے رہا ہوں میں دم واپس نہیں
 گردن ہلا کے وہ کہنا نہیں نہیں
 آتا ہے پہر خیال کہ ایسا کہیں نہیں
 یہ بات ہمیشہ کی تو کچھ دل نشین نہیں
 جا پونچے ایک دم میں یہ خلد بریں نہیں
 ہر موج بحر میں وہ چین جبین نہیں
 یارب ستم رسید و نکی پرش کہیں نہیں
 یہ ہی آخر وقت کہیں ہر کہیں نہیں
 یہ پردہ اکنبہ کا ہر مری آستین نہیں
 جو کچھ سنی میں ہم نے وہ تم سے کہیں نہیں
 خلوت میں اس طرح ہر کہ خلوت گزین نہیں

اُس پرچہ سا ہو تو پہر کہی کیوں ٹپے
 تم مہربان ہو کہ نہ ہو اس سے بحث کیا
 دنیا کا حال حضرت عیسیٰؑ سے پوچھئے
 کس طرح بے حجاب ہو کیونکر ہو بد لحاظ
 یہ کیا کہا معاف کرو تم کہا سنا
 کیون ذکر یوفا کی دشمن پہ یاد ہے
 کہتا ہوں دل سے اور جس میں ڈھونڈیے کوئی
 مذہب میں اپنے ترک ملاقات کفر ہے
 واعظ تجھے دکھائیں گے ہم کو یہ بھی
 کیا لطف دے رہی ہیں داسین عتاب کی
 معشوق بنکے چھوٹ گئے سب ستم شعا
 افسوس ہو کہ درد ہی اب چھوڑتا ہر ساتھ
 احباب چشم تر سے اٹھاتے ہیں بات کیوں
 باتیں تمہاری اور تمہاری شکایتیں
 خلوت میں یوں ہر وہ کہ تلاشی چشمِ شوق

کہتے ہیں لوگ داغ سے وہ بدگمان ہیں

ایسا تمہاری ذات سے اُس کو یقین نہیں

وہ نہایت ہمیں مغرور نظر آتے ہیں
 زانہ شک کی ہی رال ٹپک پڑتی ہے
 اشک پر خون کا جھوپکا ہی گار بتا ہے
 یاد آتے ہیں وہ دندانِ مسی آلود
 ہم نشین اُنکے منانے کے لئے بیچتے
 سرد مہری سے تری سرد ہوئے ہیں دست
 چاند سورج کو فلک اپنے لئے رہنے دے
 چشمِ مستانِ فحِ خوار میں شب کو ختر
 وصفِ خوبانِ جہان پر یہ کہا اُس نے
 اُن فلک اُنکے علاوہ ہی حسین ہیں کہ نہیں
 خانہِ غیر میں بے پردہ ہو وہ ماہِ جمال
 نہیں خجنانہ عالم میں کوئی یہ ہشیار
 سخت جان ہو دلِ لبِ لعل تو کرے کیا قاتل
 شکر کرتا ہوں اُنہیں دیکھ کے دشمن ہو کر
 اجر ملتا ہے اُٹھاتے ہیں جو بارِ غم عشق

پاس بیٹھیں مگر دور نظر آتے ہیں
 تروتازہ اگر انکوں نظر آتے ہیں
 دل کے اندر کئی ناسور نظر آتے ہیں
 جب ستارے شبِ دیخور نظر آتے ہیں
 وہ سوا مجھ سے ہی مجبور نظر آتے ہیں
 دل جو پر سوز ہے کافور نظر آتے ہیں
 ہم کو کیا کیا رخ پر نور نظر آتے ہیں
 چرخِ پہنچِ حبلور نظر آتے ہیں
 آپ کی آنکھ میں سب حور نظر آتے ہیں
 جو زمانے میں ہیں مشہور نظر آتے ہیں
 کہ ستارے مجھے بے نور نظر آتے ہیں
 ہم کو محسوس ہی محسوس نظر آتے ہیں
 وارِ شبیہ ہوئے بہرِ نور نظر آتے ہیں
 مجھ کو دنیا میں جو مسرور نظر آتے ہیں
 ہم کو عاشقِ ترے سرور نظر آتے ہیں

مر کے بھی داغِ محبت کے نشان کچھ نہ ٹپے

داغ کے دل میں بدستور نظر آتے ہیں

<p> روز کہتے ہیں آپ آج نہیں اس تلون کا کچھ علاج نہیں پہرہ پہ کیا ہر اگر مزاج نہیں گواہی تمکو احتیاج نہیں ہمو ملتا تر مزاج نہیں اس میحا کا کچھ علاج نہیں اب کسی شو کی احتیاج نہیں درہم داغ کا رواج نہیں بندگی کی کچھ احتیاج نہیں اسطر حکامرا مزاج نہیں گرچہ ظامیر میں تحت و تاج نہیں اسکے قابل ہی ہر مزاج نہیں کہ ترپ کیسی اختلاج نہیں خوب رو کیا جو خوش مزاج نہیں اس جگہ کیا تو نکاراج نہیں </p>	<p> اس نہیں کا کوئی علاج نہیں کل جو تھا آج وہ مزاج نہیں آئینہ دیکھتے ہی اترائے لے کے دل رکھ لو کام آئیگا ہو سکیں ہم مزاج دان کیونکر چپ لگی لعل جانفزا کو ترے دل بے مدعا خدائے دیا کہوٹے دامون یہ تھا بھی کیا ہیرا بے نیازی کی شان کہتی ہے دل لگی کیجئے رقیبوں سے عشق ہے پادشاہ عالمگیر در و فرقت کی گو دوا ہر وصال یاس لئے کیا بچھا دیا دل کو ہم تو سیرت پسند عاشق ہیں حور سے پوچھا ہوں جنت میں </p>
--	--

صبر ہی دل کو داغ دے لگے
 ابھی کچھ اس کی احتیاج نہیں

خدا کے واسطے پر لوگ جان دیتے ہیں
 وہ جان لینے کو آئیں تو جان دیتے ہیں
 فرشتے اسکے عوض آسمان دیتے ہیں
 ٹھہر ٹھہر کے بہت امتحان دیتے ہیں
 وہ اپنے ہاتھ سے کیوں چل پان دیتے ہیں
 کہ آپ اور گلہ کا نشان دیتے ہیں
 گرہ سے اپنی ہی میہمان دیتے ہیں
 دعائیں محکو ترسے پاس بان دیتے ہیں
 وہ مفت خیر کا محکو مکان دیتے ہیں
 دو ہائیانی ہی سب نو جوان دیتے ہیں
 کوئی یہ جانے کہ دونوں جہان دیتے ہیں
 وہاں مکان کے بدلے مکان دیتے ہیں
 وہ ہم کہ روز نیا امتحان دیتے ہیں
 تمہارے شہد میں ہم اپنی زبان دیتے ہیں
 جو محکو ایک مر۔۔۔ مہربان دیتے ہیں

یہ بہت جو دیتے ہیں جھوٹی زبان دیتے ہیں
 ہم امتحان کے ساتھ امتحان دیتے ہیں
 زمین کو چہ جانان کا رتبہ ایسا ہے
 نکان پہنچنے نہ قاتل کے دست نازک کو
 حد کی بزم ہو کچھ انکی انجمن تو نہیں
 یہ نامہ ہرنے کہا مجھے کیا وہ دل میں نہیں
 خیال عارض لب سے بڑا ہر دل میں لہو
 مرے فسانے کو سن سن کے نیند اڑتی ہر
 خیال شک۔۔۔ سے مر جائے مدعا یہ ہے
 تری نگاہ نے تیری ادا نے مارا ہے
 کیا ہو سے کا وعدہ گرے وہ احسان
 ملیگا تار کو دنیا کو کیا بجز جنت
 وہ تم کہ روز نئی بد گمانیاں ہیں تمہیں
 سنا ہر بات ہی کرنی تمہیں نہیں آتی
 وہ بیخ بندے کو اپنے خدا نہیں دیتا

کہے جو داغ کہ ہم جان نثار ہیں سب جھوٹ
 یہ لوگ مفت کہیں اپنی جان دیتے ہیں

شکار تیر جفا اور کون ہر میں ہوں
 تباہ میرے سوا اور کون ہر میں ہوں
 قسطل تیغ ادا اور کون ہر میں ہوں
 یہاں تو بار خدا اور کون ہر میں ہوں
 جہان میں دوست تیرا اور کون ہر میں ہوں
 حریف باد صبا اور کون ہر میں ہوں
 شمول اہل عزا اور کون ہر میں ہوں
 براہوں یا ہوں بہلا اور کون ہر میں ہوں
 تو سنکے بولے بُرا اور کون ہر میں ہوں
 بقا کے غم میں فدا اور کون ہر میں ہوں
 تمہارے دل سے جدا اور کون ہر میں ہوں
 تر از فوق بتا اور کون ہر میں ہوں
 اس اپنے دم سے خفا اور کون ہر میں ہوں
 شریک اہل وفا اور کون ہر میں ہوں
 ایں کچن میں نیا اور کون ہر میں ہوں

اسیر دام بلا اور کون ہر میں ہوں
 تری آواہ فدا اور کون ہر میں ہوں
 شہید زہر حیا اور کون ہر میں ہوں
 کہان سے آئی شب غم صدا قسلی کی
 مجھے تو بچ ندے تو کہ اے دل نادان
 بند ہی ہے شرط اسی سے رہ مجتہدین
 شریک روح بھی میری ہر میرے ماتم میں
 تمہارا عاشق شیدا ہوں خیر جیسا ہوں
 دعا جو میں نے یہ مانگی خدا برون سے چکا
 مٹے ہو و نکا ہمیشہ نشان رہتا ہے
 عدو کا عشق حسین کا رشک خوے ستم
 خیال یار یہ کہتا ہر مجھے خلوت میں
 اس آرزو نے کیا اپنی جان سے بیزا
 ستم شریکِ فلک اور کون ہر تم ہو
 حجاب مجھ سے حیا مجھ سے عار ہر مجھے

وہ داغ جنکو گل باغِ عشق کہتے ہن

۹

بہار رنگ وفا اور کون ہر میں ہوں

ردیفِ واو

وا غلط بڑا مزا ہو اگر یوں عذاب ہو
 معشوق کا تو جرم ہو عاشق خراب ہو
 تو مجھ پہ شیفہ ہو مجھے اجنباب ہو
 دنیا میں کیا دہرا ہر قیامت میں لطف ہو
 ساتی ہمارے جام میں کیوں بال ٹر گیا
 نکلے جد ہر سے وہ یہی چرچا ہوا کیا
 دوبار تو نے ذکر کیا رشکِ حور کا
 دنیا سے رو سیاہ چلا ہوں پس فنا
 مجبور کی دعا کو شبِ قدر چاہیے
 بولین سوالِ وصل پہ وہ انکو کیا غرض
 ایسا لگا ہوا ہو مئے ناب کا مزا
 جلتا نہیں رقیب تعجب کی بات ہو
 یارب شمارِ حُرم سے بس منفعل نہ کر
 یہ مدعا ہو کہہ نہ سکوں حرفِ مدعا
 عاشق کی ایک حال میں گذرے تو لطف کیا

دوزخ میں پائون ہاتھ میں جامِ شراب ہو
 کوئی کرے گناہ کسی پر عذاب ہو
 یہاں انقلاب ہو تو بڑا انقلاب ہو
 میرا جواب ہو نہ تمہارا جواب ہو
 ایسا نہ کہ غیر کی جھوٹی شراب ہو
 اس طرح کا جمال ہو ایسا شباب ہو
 ناصح خدا کرے تجھے دفا ثواب ہو
 منہ پر مرے کفن سے جدا اگ نقاب ہو
 یوسف کے دیکھنے کو زلیخا کا خواب ہو
 خاموش ہیں کہ کوئی کہے لا جواب ہو
 پانی ہی میں پیوں تو مرا منہ خراب ہو
 بجلی نہیں زمین پہ نہیں آفتاب ہو
 تنخواہ تو نہیں ہر کہ جسکا حساب ہو
 کیونکر نہ عرض حال سے پہلے عتاب ہو
 دل کو کہی سکون ہو کہی اضطراب ہو

میرے ہر نصیب جو مجھ پر عتاب ہو

میں بوالہوس نہیں جو سزاوارِ لطف ہوں

درپردہ تم جلا و حلاؤں نہ میں چہ خوش

میرا ہی نام داغ ہو کر تم حجاب ہو

ہر دکھ لیا اُسے ادھر دیکھئے کیا ہو

اب فکرِ ہر پہ آہٹہ ہر دیکھئے کیا ہو

اس جنگ کا انجام مگر دیکھئے کیا ہو

کس طرح ہوتی ہر بر دیکھئے کیا ہو

دوسری ہوئی جاتی ہر کمر دیکھئے کیا ہو

اندیشہ ہر عجب بارِ گرد دیکھئے کیا ہو

انکو مرے کہنے کا اثر دیکھئے کیا ہو

ہر آج کسے کل کی خبر دیکھئے کیا ہو

اللہ کو معتبول مگر دیکھئے کیا ہو

سوچا نہیں کچھ نفع و ضرر دیکھئے کیا ہو

جائیں جو سرِ راہِ گذر دیکھئے کیا ہو

دل اٹکا دیکھئے کیا ہو

بن بن کے پکڑتا ہر پہ دیکھئے کیا ہو

ہر ناک میں دزدیدہ نظر دیکھئے کیا ہو

ہر بچا ہی خطِ شوق اُسے دل نے نما

لڑنے تو لگین اُسکی نگاہوں سے گاہیں

دل جیسے لگا یا ہر کہیں جی نہیں لگتا

جب چھٹی ہو با دِ صبا زلفِ دوتا کو

اُسکے تو بمشکل دل مضطرب کو سنبھالا

جھکے کی باتیں ہیں ہر سینے کہیں ہیں

اندیشہ فرامینِ عبت جانِ گھلا میں

زاہد کو بڑا ناز ہر میکش کو بڑا عجز

پی ہنسنے سے ہوشِ رُبا اور بہت پی

وہ بیٹھے بٹھائے تو اُٹھاتے ہیں قیامت

میں وصل میں بیتاب ہوں آخرِ شب سے

پہریاسِ مٹاتی ہر برے دل کی تمنا

داغ انہیں ہی تو ہر دشمن ہی کا دھڑکا

ہر دونوں طرف ایک ہی ڈر دیکھئے کیا ہو

کیونِ عدہ وصال سئل بدگمان نہو
دل بدگمان ہر اور سوا بدگمان نہو
مَرتا ہر تجھ پر ایک زمانہ شباب میں
گھلتی ہر جان ایک ہی دشمن کی فکر میں
سارا جہان جان کو کہتا ہر بیوفا
اندازِ جان وہی نہیں آتا ابھی مجھے
پوچھیں وہ جب خوشی سے قیامت کی بات ہے
یار پس قبا ہی سے شرم کیسی
حور و نکے بات پڑ گھرِ جنت میں ہم غریب
تڑپاؤ گے جگر کو کہ دل کو لٹاؤ گے
رہتی ہر اُس سے ہی درِ جہانِ دلگلی
مجھ کو ملا یہ شکوہ دشنام پر جواب
یار بناوے تو اسی صورت کا اور کچھ
آفت کی تاک جہانک قیامت کی شوخیان
کیا کر سکے وہ غیر کی تجھ سے شکایتیں
واغلا بجا ہر کہئے جو دیرانہ کو بہشت

یہ شرط ہر نئی کہ خدا ورمیان نہو
دیکھے خطا اُس کو جسکے دہن ہوزبان نہو
اچھا تو ہر کہ یہ سر کوئی نوجوان نہو
یارب شریکِ حالِ عدو آسمان نہو
مجھ کو یہ نہ کر ہر تمہیں جانِ جہان نہو
مٹی مری حشر اب دم امتحان نہو
رہیل ہی حال اور مجھی سے بیان نہو
یہ مُشتِ خاک گردِ رہ کاروان نہو
کیا آدمی کا بس ہر جو اپنا مکان نہو
منطور کیا ہر دردِ کہاں ہو کہاں نہو
سپرِ ہوڑینِ سنگِ در سے اگر یاسان نہو
آپ اُس سے عشق کیجئے جسکی زبان نہو
اِس آسمان سے تنگ ہیں یہ آسمان نہو
پہر چاہتے ہو ہم سے کوئی بدگمان نہو
جس ناتوان سے اپنی حقیقت بیان نہو
جنت اُس کا نام ہر آدمِ جہان نہو

جھوٹا ہوا جو وعدہ ترا اسکا غم نہیں	ڈر ہو کہ لب سے غیر کے جھوٹی زبان ہو
اب اس گاہِ شرم میں وہ شوخیان کہاں	وہ تیغ کیا چلی گئی جو برسوں روان ہو
تقدیر پہیر لائی تڑپے در سے رات کو	دُہو کا بجھے ہوا کہ پُر ایا مکان ہو

اگر داغِ عیش میں ہوں دلِ شاد و شاد
انسان وہ ہو جسکو غم دو جہاں ہو

میرے پہلو سے وہ اٹھے غیر کی تعظیم کو	بندگی کو بندگی تسلیم ہو تسلیم کو
اگر تپِ سوزِ محبت تیسری آمد دیکھ کر	رونگٹے اٹھتے ہیں میرے جسم پر تسلیم کو
ہر قبیلے دوست بزرگِ الفت فرزند سے	ورنہ کیا دُوبہر تہہ اسمعیل ابراہیم کو
آج جھبہ سے حضرتِ ناصح یہ چل کر کہہ گئے	آسمان سے اب فرشتے آئینگے تعظیم کو
مجھ سے تو آسمان کی کلب سب بچھتی ہر پیاں	بجھ گیا دل دیکھتے ہی کو شروتِ نسیم کو
ہر بڑی دولت جو ہاتھ آجائے کوئی جو بڑ	اگر مہوس ٹھونڈتا ہو کیا طلا و سیم کو
آسمان دیا ہر مجھ کو رنجِ غیر و نکو خوشی	واہ کیا کہنا ہو کیا کہتے ہیں اس تقسیم کو
اپنے دل کا حال ہر دم بہرین کچھ	اگ لکھائے الہی اس اُمید و سیم کو

جب ہیں اے دردِ دشت ہو تو سائیش کہاں
جائے ہندوستان سے کوئی افسانہ کو

ہمارے دلین بے کھٹکے محبت اپنی ہے دُ	امانت دار کا گہرا امانت اپنی ہے دُ
جو ہیں متناقض اُنکے دلینِ حسرت اپنی ہے دُ	کوئی دن اور بھی پڑے میں صبرت اپنی ہے دُ

نہیں ہر شہا ا تک بہت غم کہا کے آیا ہوں
 غضب کی بات ہی یہ شورہ دیتے ہیں وہ مجھ کو
 کیسکو چاہ کر پتھاؤ گے وہ مجھ سے کہتے ہیں
 ڈرایا ہر منایا ہر یہ کیکر وصل میں اُسے
 شکایت نامہ آیا ہر جواب خط میں اے ہم
 لڑینگے فتنہ مختصر سے یہ فتنے لگا ہوں گے
 ہمیں دیر سے محروم رکھ کر ہر نظر دل پر
 محبت اور پھر کسکی محبت بار نادان ہیں
 مرے ناصح جو تنگ آئے تو یوں کہنے لگے ہاں
 اگر حضرت اہل ہر ہر جانی تو کیا غم ہر
 دعائیں مانگتا ہوں میں جناب کبریا میں
 بظاہر مہربانی ہر تو دل میں بدگمانی ہے
 نہ کہہرا جائے رہ کر ایک مہمان خانہ دین
 نہ توڑو آئینہ کو رشک سے آئینہ رو ہو کر

کہو گا اہل حُب سے یہ نعمت اپنی رہنے دو
 رقیبوں سے ہی تم صاحبِ امت اپنی رہنے دو
 تم اپنے ہی لئے جھوٹی محبت اپنی رہنے دو
 بگڑ جائیں گے ہم بس بس شکایت اپنی رہنے دو
 یہ ہر قسمت کا لکھا خیر قسمت اپنی رہنے دو
 ابھی تم اپنے قبضہ میں قیامت اپنی رہنے دو
 پیرایا مال تا کو اور دولت اپنی رہنے دو
 کہا کیوں مجھ سے قابو میں طبیعت اپنی رہنے دو
 نہیں سنا کوئی بار نصیحت اپنی رہنے دو
 جھکتی تم ہی اوان ٹول نیت اپنی رہنے دو
 نہ چھڑو یہ نہیں موقع شرارت اپنی رہنے دو
 سلام ایسی غمایت کو غمایت اپنی رہنے دو
 کچھ الفت میری رہنے دو کچھ الفت اپنی رہنے دو
 اسی میں ملتی جلتی کچھ شبابہت اپنی رہنے دو

وہاں ہر بے نیازی داغ اس کی غرض اُسکو

یہ طاعت اپنی رکھو یہ طور و عبادت اپنی رہنے دو

مگر یہ یہ دعا دیا ہوں تو ہوا و وسعہ

نہ دنیا سے ملے راحت نہ تجھے عینِ اصلا

ترے دیدار کو یہی مجمع محشر ہی زیبا ہو
 انہیں یہ سچو ہر مرنے والا کوئی پیدا ہو
 جو وحدت میں کوئی اس تہہ کی ہو تو زیبا ہو
 یہ فرمایا انہوں نے دیکھ کر تصویر یوسفؑ کی
 خمارے سے یون قت سحر بگڑا مزاج بنا
 کلبے سے لگا لیتا ہوں برگ لالہ و گل کو
 تری لافیں ہی ہیں مٹاؤ نگہیں ہی سکاڑی ہیں
 اگر غافل نہ ہوتے ہم تو کب کے مر چکے ہوتے
 جہنم ہو کہ جنت کیا اندھیرے میں نظر آئے
 ہوئی یہ انتظار یار میں ہر اشک کی صورت
 نہ عاشق ہو یک کا کوئی ذیابین وہ کہیں
 نگاہ پاک سے دیکھے جال پاک مجبوی
 لٹنگی آپ حوروں سے ملنے کا پغیر نہ

کہ جیسے دیکھنے والے ہوں ذیابین تماشا ہو
 مگر بہتر سے بہتر ہو مگر اچھے سے اچھا ہو
 تمہیں تم ہو تو بہتر ہو تمہیں ہم ہوں تو اچھا ہو
 اسے تو مول دے جو کوئی انگہوں کا اندھا ہو
 کتنی رات بہر جیسے پریشان خواب دیکھا ہو
 عجب کیا ہر اگر یہ بھی کیسے دل کا ٹکڑا ہو
 تماشا دیکھنے کا ہر جو میرے دل جگر ہو
 کسے یہ بدل کیا تھا کسے معلوم کل کیا ہو
 شریہ سنگ مرقد کا چراغ راغ حبیبی ہو
 جوتہم جائے تو پتھر ہو جو بہ جائے تو دیا ہو
 ہمارا چاہنے والا یہی پیدا ہو جو پیدا ہو
 اگر دامان یوسفؑ پر وہ چشم زلیخا ہو
 مجھے ڈر ہے کہ جنت میں کوئی فتنہ نہ پرپا ہو

ابھی نفرت ہی تھو داغ سے وہ دن بھی آئیں
 خدا چاہے تو اس کمبخت کو دل سے تمہیں چاہو

یہ تو سب کچھ ہو مگر خواہش تقدیر ہی ہو
 دعویٰ باز ہی ہو شوخی نصیر ہی ہو

عشق تاثیر کرے اور وہ تسخیر ہی ہو
 کاش تجھے ہی مقابل تری تصویر ہی ہو

کیون خفا کا پھوسے یہ مری زنجیر ہی ہو
 خاک میں ہم تو ملا دیں گے اگر کر یہی ہو
 سامنے آ رہی ہوں اکیلی تصور یہی ہو
 بانکی صورت یہی کھینچے ہاں میں شمشیر ہی ہو
 اکہکشان نکتے لئے تیغ بھی زنجیر ہی ہو
 جسکو تدبیر بناتے ہیں وہ تدبیر ہی ہو
 میری تعلیم ہی دے مجھے بغلیں یہی ہو
 انہیں بوڑھوں میں شمار فلک یہی ہو
 تم جو چپ چپ بے خطر ہو لگسیر ہی ہو
 خواب جس طرح کا ہو ویسی ہی تعبیر ہی ہو
 ہیں جہان اور وہاں عاشق و لگیر ہی ہو
 اسکی آنکھوں کی طرح سرمہ تسخیر ہی ہو

جسما زون نے بنایا نکاسیت ہوا
 طمع ز رہی سے انسان کی مٹی ہر خراب
 جب قابل ہی نہیں کسکو تباؤں اچھا
 پہلے یہ شرط مصور سے وہ کر لیتے ہیں
 مارے باند ہے ہی چھوڑ گیا فلک پہ چال
 کوئی نادان ہوا یار و نکلے کہے میں آؤں
 کاش وہ محصل اغیار میں اے جذبہ دل
 جو نکتے ہیں کوئی کام نہیں کر سکتے
 لڑ پڑے شیر سے کیا خیر ہو کیا ہر ناج
 وصل کا خواب سناتے ہیں تمہیں یہ ہیں لو
 تیری زہم طرب و عیش کو لگتی ہر نظر
 گو ہر شوخی وہ اثر دیدہ نرگس میں کہاں

تم نمکھوار ہوئے شاہ دکن کے اے **داع**

اب خدا چاہے تو منصب ہی ہو جاگیر ہی ہو

مری طرف ہی تو سرکار دیکھتے جاؤ
 کہ جی نہ چاہے تو ناچار دیکھتے جاؤ
 کہہلا ہوا ہر پہ گزار دیکھتے جاؤ

تم آئینہ ہی نہ ہر بار دیکھتے جاؤ
 نہ جاؤ حالِ دل زار دیکھتے جاؤ
 بہارِ عمر میں باغِ جہان کی سیر کرو

یہی تو حقیقتِ نگر کا سر ہے
اٹھتا تو آنکھ نہ شرمائے یہ تو محفلِ ہر
نہیں ہر جنسِ وفا کی تمہیں جو قدر ہو
تمہیں غرض جو کرو جسم پائیا لوں پر
قسم ہی کہائی تھی قرآن ہی اٹھایا تھا
یہ شامت آئی کہ اسکی گلی میں دل لے گیا
ہوا ہو کیا ابھی ہنگامہ اور کچھ ہوگا
شبِ وصالِ عدو کی یہی نشانی ہو
متھاری آنکھ مرے دل سے بے سبب جو
ادھر کو آ ہی گئی اب تو حضرتِ زاہد
رقیبِ بر سرِ رخاش ہنسے ہوتا ہو
نہیں میں جرمِ محبت میں سب کے سب م
دیکھا ہی ہو تماشا فلک کی نیرنگی
بنا دیا مری چاہت نے غیرتِ یوسف
نہ جاؤ بند کئے آنکھ رہو انِ علم
سنی سنائی پہ ہر گز کہی عملِ نکر

تزعج کا فرو دیندار دیکھتے جاؤ
غضب سے جانبِ اغیار دیکھتے جاؤ
ہینگے کیتے خریدار دیکھتے جاؤ
تم اپنی شوخی رفتار دیکھتے جاؤ
پہر آج ہو وہی انکار دیکھتے جاؤ
کہلا ہو روزن دیوار دیکھتے جاؤ
فغان میں حشر کے آثار دیکھتے جاؤ
نشانِ بوسہ رخسار دیکھتے جاؤ
ہوئی ہر لٹنے کو تیار دیکھتے جاؤ
یہیں ہر خانہ خُشّار دیکھتے جاؤ
بڑے گی مفت میں تکرار دیکھتے جاؤ
خطا معاف خطا دار دیکھتے جاؤ
نیا ہو شعبہ ہر بار دیکھتے جاؤ
تم اپنی گرمی بازار دیکھتے جاؤ
ادھر اُدھر بھی خبر دار دیکھتے جاؤ
ہمارے حال کے اخبار دیکھتے جاؤ

کوئی نہ کوئی ہر اک شعر میں ہر بات ضرور

خواب داغ کے اشعار دیکھتے جاؤ

ردیف ہائے ہوز

کیون کرتے ہو دنیا ہر کہ بات سے توبہ
 کیون نہ کروں شور مناجات سے توبہ
 زاہد نے چھپا یا ہر اُسے گوشہ دل میں
 یہ فصل اگر ہوگی تو ہر روز پیٹینگے
 کیون نہ کہو ادھر آئے کہ اے حضرت اہل
 تعریف ضم بات ہر پتھر نہیں زاہد
 بیعت ہی جو کرتا ہر توبہ دست سپو
 اللہ دکھائے نہ مجھے روز و شب ہجر
 خود ہم نہ ملینگے نہ کہیں جائینگے مہمان
 کافر تری تقریر تو اچھی ہر کہین کیا
 وہ آئی گھٹا جہوم کے لپچا نے لگا دل
 پہللاتے ہیں کیون آپ مجھے حضرت ناصح
 آفت ہر قیامت ہر یہ پاداش غضب ہے
 دنیا میں کوئی بات ہی اچھی نہیں زاہد
 سب نہیں دربار ہر یہ پیر مغان کا

منظور تو ہر میری ملاقات سے توبہ
 آغاز ہو جب چار گھڑی رات سے توبہ
 بہاگی تہی کسی زند خرابات سے توبہ
 ہم نے سے کرین توبہ کہ برسات سے توبہ
 بچتی ہی نہیں قبلہ حاجات سے توبہ
 کیا ٹوٹ گئی حرف محکایات سے توبہ
 چکراتی ہر کیا زند خرابات سے توبہ
 اُس میں سے حذر کیجئے اُس رات سے توبہ
 کی آپ نے واللہ نئی گہات سے توبہ
 کرتے ہیں مسلمان بُری بات سے توبہ
 واعظ کو بلاؤ کہ چلی بات سے توبہ
 مینیت سے کرو گناہ مدارات سے توبہ
 توبہ عمل بد کی مکافات سے توبہ
 اس بات سے توبہ کہی اُس بات سے توبہ
 دروازے کے لئے لمبی اوقات سے توبہ

مقبول ہوئی اسکی غنایات سے توبہ

امید ہر مجھکو یہ نہ اُسکے دم مرگ

یہ داغ قح خوار کے کیا جی میں سمائی

سننے میں کہتے بیٹھے ہیں وہ رات سے توبہ

کوئی اگر خراب ہو کیا اس سے فائدہ

نقصان بے حساب ہو کیا اس سے فائدہ

مانا تم انتخاب ہو کیا اس سے فائدہ

دونا جو اضطراب ہو کیا اس سے فائدہ

کھڑے جو یوں نقاب ہو کیا اس سے فائدہ

کیون شکوہ حجاب ہو کیا اس سے فائدہ

بدنام کیون شراب ہو کیا اس سے فائدہ

مٹی مری خراب ہو کیا اس سے فائدہ

جب صاف ہی جواب ہو کیا اس سے فائدہ

کیون بر سرِ غلاب ہو کیا اس سے فائدہ

حاصل ہی کچھ نیچہ ہی کچھ دل جو دین پہن

یکتا اگر ہوے تو خدا بن نہ جاؤ گے

کیا لطف وصل ہو جو دوبار اہو

چہر یوں سے کم نہیں ہیں نگاہوں کی تیر

گردِ لے تو آنکہ ملانے کا لطف ہے

چلتا ہر کون کون چلے بزم و عطا سے

کیون خاکسار بنکے رہوں کوئے یارین

حرفِ حوال کہہ کے تقاضا نہ چاہیئے

ایسونسے وہ نگاہ ملاتے نہیں کہہی

گرداغ آفتاب ہو کیا اس سے فائدہ

کتنے لگے پڑے ہیں یہاں ایک دم کے تباہ

اگر کاش آرزو بھی نکلیجائے دم کے تباہ

کیا جانے کیا کر گیا یہ اہل عدم کے ساتھ

دل کی ہر پرورشِ خلش و درد و غم کے تباہ

چلتا ہر ساتھ ایک مسافر کے دوسرا

مردے سے ہے فیض کے مجھکو تو خوف ہے

عادت ہی ہر دروغ کی خوفِ خدا ہو کر
 لکھتا ہوا چلا ہوں خطِ شوقِ راہِ مین
 اسکو یہ آرزو ہر ہر حال دیکھ لو
 ہر آسمان کو ابر گہر بار سے حد
 کیا جو رکازہ ہر اگر آسمان ہو
 دونوں کا نام عشق میں مشہور ہو گیا
 سید ہی طرح کہی نہیں ہتی تہا زنی لطف
 اکبار جان لی جو سبکی تو کیا مزہ
 افسوس اس زمانے میں وہ چیز ہی نہیں

وہ کانپ کانپ جاتے ہیں جوتی قسم کے تہا
 چلتے ہیں سیرے پانوں برابر قلم کے ساتھ
 لب پر مرے دل نے لگا شمعِ غم کے ساتھ
 نہ ہتی نہیں بخیل کی اہل کرم کے ساتھ
 جو بات کہی ہو وہ اسکی ہر دم کے ساتھ
 میرا وفا کے ساتھ تہا رستم کے ساتھ
 کرتی ہو ناگین یہ بیٹے سچ و ختم کے ساتھ
 کچھ کچھ کرم ہی کیجئے ہر ستم کے ساتھ
 دل کو ملا کے دیکھتے ہم جامِ جم کے ساتھ

اہلِ دل نہ دیکھیں مجھے چشمِ کم سے داغ
 دولت لگی پڑی ہر مرے دم قدم کے ساتھ

بجلی تھی یا چہلا وہ مگر تہا تو کچھ نہ کچھ
 آجہاں جواب یہہ لایا تو کچھ نہ کچھ
 چٹ پٹا سر میں اسے تماشہ تو کچھ نہ کچھ
 انہیں باتوں کا ہونا مجھے کچھ نہ کچھ
 اور اب اسکے سوا آپ ہی تھا کچھ نہ کچھ
 ڈوبنے والے کو مجھے لکھا تو کچھ نہ کچھ

مانند طور بام پہ دیکھا تو کچھ نہ کچھ
 قاصد کی چال اور ہر تیور کچھ اور میں
 گو محفلِ رقیب میں جانا نہ چاہیئے
 ہر چند اضطراب میں ہمنے کہا ہر حال
 گو عرضِ مدعا پہ مجھے گالیان ملین
 اچھا بُرا جواب ملے جائے نامہ

اندیشہ منداپ کو پایا تو کچھ نہ کچھ
ہوتی ہر اسکی بات میں ایذا تو کچھ نہ کچھ
بارے انہیں ہوتی مری پروا تو کچھ نہ کچھ
ہم ہی جتاے جائینگے دعا تو کچھ نہ کچھ

کچھ وہم ہو کہ فکر ہو دلین شب وصال
کیون تیر وہ لگا ہے جو لے دلین چٹان
ہر سنگام استخوان ستم یاد تو کیا
گو داور قیامت سے صاف چھوڑ دے

عشرت ہو خلق ہو یہ قیمت کی بات ہے
پہل عاشقی کا داغ

اس واسطے چھوڑ دو عالم سے واسطہ
ڈالے خدا نہ عیسیٰ مریم سے واسطہ
جب آپری ہن کیا ہمیں آدم سے واسطہ
کچھ تم سے واسطہ ہو نہ کچھ ہم سے واسطہ
جنت سے واسطہ نہ جہنم سے واسطہ
غم کو غرض ہی دل سے اسے غم سے واسطہ
پیدا کیا یہہ کوشش پیہم سے واسطہ
اسکو پڑا ہر دیدہ پر غم سے واسطہ
کوئی تو نہر جناب مکر م سے واسطہ

دنیا سے کیا غرض جو رہے ہم سے واسطہ
تیرے میٹھ غم کی دعا ہر یہہ دم دم
ر شک پری انہیں جو کہا یہہ ملا جواب
جب غیر غیر ہو تو اسے کیون ہوا لگ دانٹ
سخن و شکر کے طالب کو کیا غرض
ایسا ہر مریب نوا سے واسطہ
آخر بغیر تر ہوئے واسطہ نہ بچ سکا
کیون نہ ہوئے واسطہ نہ بچ سکا

بادشاہ دکن درالقبالہ شادمان ہے
غم سے تھکے ہر فقط اس م سے واسطہ

روایت الیاء

<p>نوا و اور بات سنو وہ نہیں سہی نازک کلائی دکھتی ہر تو آستین سہی دل میں اگر نہیں ہر محبت نہیں سہی کوئی اگر نہیں ہر تو یہ کہتیر سہی باور سہی یقین سہی و نشین سہی زیر فلک نہیں ہر تو زیر زمین سہی بہتر حجاب درست صحیح آفرین سہی ہر نقش پاسے عار تو نقش حبس سہی</p>	<p>نفرت ہر حرفِ جہل سے اچا نہیں سہی چھوڑو نگاہیں نہ بات چلے آساتہ تھا ظاہر تو اخلاط کی باتیں ہوا کرین مشق جفا کے واسطے کسکی تلاش ہر اقرار کر کے گہور تے ہو کیون مری خاطر آرام کچھ کہیں نہ کہیں مل ہی جائیگا بیدا کر کے چاہتے ہو پھر جفا کی دُ سجدے ہی کرتے جائینگے ہم تیری پاؤں</p>
--	--

بے دلی ہی داغ گزرنی محال ہر
 وہ دل نہیں سہی وہ تمنا نہیں سہی

<p>نہیں معلوم کہ انجام کو ہونا کیا ہر چٹ پٹا حسن نمکدار سونا کیا ہر انہیں باتوں کا ہونا مجھے رونا کیا ہر اور آپ اسکے سوا آپ سے ہونا کیا ہر ڈوبنے والے کو دشوار ڈوبنا کیا ہر</p>	<p>ایک طوفان ہر غم عشق میں جونا کیا ہر دیکھ کر سانولی صورت تری سیف بھی کہے چار باتیں ہی کہی آپ نے گہل گلے پہنچا کاوش و کینہ و بیرحمی و آزار دی آشنا بھر محبت سے نکالیں نہ مجھے</p>
---	--

<p>کاش مجھے ترسایہ دیوانہ لحد تنگ میں کروٹ بھی نہ لینے پائے تیغ کھینچے ہوئے وہ ترک پہر سپر عصب مریع دل میں عبت تخم محبت بویا ابر رحمت ہر اودہر ویدہ پر نم ہر اودہر تمپہ مرجائینگے اس اس یہ ہم جیتے ہیں چھپی رنگ پہ اس نگ میں بجلی کی چمک</p>	<p>اُوڑ ہنا کیا ہر نقیر کھا بھوننا کیا ہر پانوں پیلا کے نہ سوائے تو وہ سونا کیا ہر ہم ترسی دیتے ہیں بس آپ سے ہونا کیا ہر جس سے حاصل نہو اس تخم کا ہونا کیا ہر مشکل اس نامہ اعمال کا دھونا کیا ہر زندگوار شہر ہر توحبان کا ہونا کیا ہر دن ہر ترے رنگ سے سونا کیا ہر</p>
--	--

اسکی ٹھوکر سے بھی کجخت : جاگنا افسوس
 موت ہر داغ سیست کا سونا کیا ہر

<p>آرزو ہے وفا کرے کوئی گر مرض ہو دوا کرے کوئی کستے ہیں جلے ہوئے کیا کیا اُن سے سب اپنی اپنی کہتے ہیں چاہے آپ کو تو نفرت ہے اُس گلے کو گلا نہیں کہتے بہر ملی داد و بخشش فرقت کی ہر پامور صورت تصویر</p>	<p>جی نہ پاسبانہ تو کیا کرے کوئی مرسلے واسلے کا کیا کرے کوئی اپنے ہی حق میں دعا کرے کوئی مسیہ نامہ ابدا کرے کوئی مجھ کو چاہے خدا کرے کوئی کوئی مرے کا کیا کرے کوئی اور دل کا کہہ کرے کوئی تم سے پہر بات کیا کرے کوئی</p>
--	---

کہتے ہیں ہم نہیں خدا کے کرم	کیون ہماری خطا کرے کوئی
جس میں لاکھوں برس کی حوریں ہیں	ایسی جنت کو کیا کرے کوئی
اس جہاں پر تمہیں تمنا ہو	کہ مری راغب کرے کوئی

منہ لگاتے ہی داغ اڑایا
لطف ہے چہرہ جفا کرے کوئی

مہر چپ، شوخیوں کی حیا پر وہ ہر دم	انگھون میں تیری فتنہ بہت بقیہ اڑا
جتنا وہ مہربان ہو یہ بقیہ اڑا	دل کا معاملہ ہی عجب پیدا ہو
سب کچھ تو ہو چکا یہ فقط انتظار ہو	کہدین بڑے کہ آپ تجھے اختیار ہو
اُس فتنہ گر سے جسے تو رہتے ہیں تو چوڑا	شامت تو اُسکی ہو کہ جو بنا کر وہ کار ہو
قیمت سوائی ہو چنچلی ہر پہلے کشید سے	جو می فروش ہو وہ مراقضہ اڑا
بے وجہ یوں ہو آپ کی تصویر جرتی	مشتاق ہو کیا اسے انتظار ہو
ان پہلوؤں سے پوچھ لیا اُس نے دل	نکلا مری زبان سے بے اختیار ہو
دل میں ہیں نامہ بر سے بہت بگمایا	منہ پر یہ کہہ رہا ہوں ترا اعتبار ہو
اتک تو ابتدا سے محبت میں ہیں مزے	آگے مرا نصیب ہو اُٹھیا ہو
جب تک وفا ہو وعدہ یہاں زندگی کہاں	مجھ سے زیادہ عہد ترا پائدا ہو

اب آج حنین داغ سنو ہن برائیاں

ہو

کب وہ چوٹے شرب عشق سے مستانہ
 پہر سر شوریدہ پر عرش جنون دیوانہ
 خوب ہی چلتی ہوئی وہ نرگس مستانہ
 آنے جاتے ہیں نئے ہر روز مرغِ نابہ
 فاتحہ پڑھنے کو آیا تھا مگر دھمکے
 دے بہرتے ہیں آنسو ضبط پیتے ہیں ہم
 پائے ساقی پر گرایا جب گرایا ہر جگہ
 کو کبن کا تھا یہی پیشہ جو کما تھا پہاڑ
 جب پڑا ہر وقت کوئی ہو گئی میں الگ
 اُسکے در پر جا کے ہونا ہر گدا کو ہی مینا
 جھک لیا کر کہا نامح نے اُسکے روبرو
 اُسکو دیوانہ بنالوں تو کروں جھک کے سلام
 ہمنے دیکھا ہی نہیں خالی نحوست سے کوئی

شورِ محشر اُسکو بہر خواب اک افسانہ
 پہر دلِ قفسیدہ پر برقِ بلا پروانہ
 آشنا سے آشنا بیگانہ سے بیگانہ
 بندہ پرور اپکا گنہگار ہی کب تو خانہ
 آج میری قبر کا جو پھول ہی پروانہ
 انگہ کی ہر آنکھ یہ پیمانے کا پیمانہ
 چال سے خالی کہاں یہ بغرشِ مستانہ
 کام مشکل جان کنی اسی بہت مروانہ
 دوست ہی اپنا نہیں بیگانہ تو بیگانہ
 لوگ کہتے ہیں مزاج اس شخص کا شامانہ
 آپ کے سر کی قسم یہ آپ کا دیوانہ
 میں تو بھولا ہوں مگر دشمن بڑا فرزانہ
 زاہدون کو نامبارک سبوح صد دانہ

داغِ یہ ہر کوئے قاتلِ مانِ نادانِ ضدگر
 اُبھ بیابان سے آدھر گھر بیٹھ کچھ دیوانہ ہے

تمہارے برابر کافِ تار ہی ہر

کلیا کرے خون وہ دل ہی ہر

جسے آگ جلجائے

<p>کہ وہ دل وہی اور یہ دل یہی ہو اگر ہو تو دنیا میں مشکل یہی ہو ٹھہرا کر مسافر کہ منزل یہی ہو یہی ہے یہی ہے مراد دل یہی ہو مگر چہرہ کہو نگاہ کہ قاتل یہی ہو کرے صبر انسان مشکل یہی ہو مجھے خوف مثل بمنزل یہی ہو اگر آپ کا رنگ محفل یہی ہو کہ ساری خدا نیکیا حاصل یہی ہو یہ پہچان حبانہ کہ مائل یہی ہو مری جان اس کام کا دل یہی ہو کہ آسان کرنے کی مشکل یہی ہو نہ کعبہ نہ تہمانہ وہ دل یہی ہو اگر موت سے ہر غافل یہی ہو</p>	<p>نہیں یکدلی سخت مشکل یہی ہے برائی نہ چاہے برون سے نہ باہر نہ ٹھہرا وہ ناوک تو دل یوں چکارا چمپاتے ہو مٹھی میں کیوں دیکھ پایا کرے مجھ سے ہر چند وہ ہوا تیز طبیعت کا آنا ہر شوق قاصد رو عشق میں راہزن کیا مائیں نہ آنے کا کوئی نہ بیٹھے گا کوئی ترا جلوہ ٹھہرا ہو مقصود عالم بہری بزم میں تجھ کو آتا ہو کیسا ترپنے سے جسکے تلی ہو تجھ کو ہماری شبِ عنہم گزر جاتے یار خدا نے بنایا بتوں نے بگاڑا مری بزم کا عیش سُکر وہ بولے</p>
--	---

وفا وہ کریں داغ یہ کہنے مانا

مگر آپ کا زعم باطل یہی ہو

چاہتا ہوں داد کیوں کیسی کہی

غیر ہونا شاد کیوں کیسی کہی

پہر ہوا ارشاد کیوں کیسی کہی
 اسنے اے فریاد کیوں کیسی کہی
 ہمنے یہ رُوداد کیوں کیسی کہی
 آپ ہن جلا د کیوں کیسی کہی
 وہی دن ہن یاد کیوں کیسی کہی
 انگہ کی ہر اکبشت و کیوں کیسی کہی
 چال لبانی یاد کیوں کیسی کہی
 یہہ مبارکباد کیوں کیسی کہی
 اے رستم ایجا د کیوں کیسی کہی
 ہر چہ بادا باد کیوں کیسی کہی
 تم بنو صیاد کیوں کیسی کہی
 یے کئے فریاد کیوں کیسی کہی
 ہاتھ لاسنا د کیوں کیسی کہی

پہلے گالی دی سوال وصل
 پیرزن کے ساتھ بول اُٹھی جل
 تمنے دل کی بات کیوں کیسی سنی
 عاشقون کے قتل پر اتنی خوشی
 مانگتے تھے میرے ملنے کی دعا
 لے چلین گے آج تجھ کو اُنکے پاس
 حشر میں پوچھو گا کہ کب سرگزشت
 سن لئے وصلِ عدو کے تمنے شعر
 مین کروں تیری طرح خجہ پستم
 دل لگا یا اب تو ہمنے پند گو
 صید کر لو طائر جان رقیب
 ہمنے تجھ سے آج اپنی آرزو
 تو بھی اے ناصح کسی پر جان دو

داغ تجھ کو باغِ جنت ہن صیب
 خانہ بن بر باد کیوں کیسی کہی

سنا دہ آج دشمن کی زبان سے
 کروں میں اڑکے باتیں آسمان سے

کہا تھا ہمنے جو کچھ راز دان سے
 یہہ ہر اُمید جسمِ ناتوان سے

برا آنا ہوا قاصد کہاں سے
 قیامت مٹ گئی میری نشان سے
 چلا آیا جب دیوانہ کہاں سے
 ملی ہر یون زبان انکی زبان سے
 یہ تیرا کھیلنا تیرا کمان سے
 چلین گے وہ دہان سے ہم بیان سے
 یہ فوجین لڑ رہی ہیں آسمان سے
 بچی جانی ہر منزل کا روان سے
 تمہیں اچھے سہی سارے جہان سے
 مڑاٹنے کا اب ہر پاسان سے

ملا تھا یا نہیں اُس رستان سے
 برستے ہیں وہ فتنے آسمان سے
 نیکا لوداغ کو اپنے مکان سے
 وہی کہتا ہوں میں سنتا ہوں جو کہہ
 ہدف دل کو کر گیا اک نہ اک دن
 انہیں غصہ ہمیں ہر شوق قاصد
 مری آہیں قیہوں کی دعائیں
 چلے بے راہ اکثر رہے شوق
 ہر اک میں عیب نکالیں گے کہاں
 سنا ہر آئی کچھ اُسپر ہی آفت

کہاں اعدا غ اب اپنا ہگانا
 اٹھ بیٹھے ہیں دل و دھن جہان سے

یا رب مری قسمت نے کیوں دیر لگائی ہر
 کیا جانے قیامت نے کیوں دیر لگائی ہر
 اللہ کی رحمت نے کیوں دیر لگائی ہر
 لیجانے میں خلقت نے کیوں دیر لگائی ہر
 شوخی نے شرارت نے کیوں دیر لگائی ہر

تاثیر محبت نے کیوں دیر لگائی ہر
 مظلوم جفا آخر کب داؤ کو پہنچیں گے
 میخانہ پہ آجائے گنہ گور گہٹا گہر کر
 وہ سنگدل آنا ہو کہ میرے خار پہ
 ہنسا گنہ گنہ کی گوسا منے بیٹھیں

کلم ظرف نہیں میکیش ہوا گموجیا مارفع	ساقی تری بہت نے کیوں نہ یر لگائی ہر
کل صبح قیامت ہر کیا جانے کوئی سکو	میری شب وقت نے کیوں نہ یر لگائی ہر
دشوار نہیں میرے لگے کا بدل دنیا	پرکاتب قدرت نے کیوں نہ یر لگائی ہر

تم کہہ نہ سکے جلدی اشعار بہت آچھے
داغ طبعیت نے کیوں نہ یر لگائی ہر

کیس طرح کہوں قیس ترے دل کو لگی ہر	نالوں سے کہی لگ بھی محفل کو لگی ہر
اے راہنما راہ لے تو اور طرف کی	کچھ اور ہوا رہرو منزل کو لگی ہر
بٹتی ہر کوئی داغ محبت کی نشانی	یہ چوٹ غضب کی مہ کا بل کو لگی ہر
جام نے کوثر لے مشاق میں حورین	کیوں دیر اکہی مرے قاتل کو لگی ہر
تعریف سنی حضرت یوسف کی جو چہ سے	اک چوٹ مرے حور شایل کو لگی ہر
انصاف سے دشمن نے کہی حق میں نہ تھا	اچھی بھی کہی ہر تو بری دل کو لگی ہر
میں تیرے ہوا اور نہ اللہ سے مانگوں	مدت سے یہی دہن ترے سایل کو لگی ہر
مجبور ہوا شکر جفا سے ہی تو کجبت	کیا موت کی ہچکی ترے بسیل کو لگی ہر
دیکھا نہ کنا را کہی کشتی نے ہماری	کب ٹھیس جاب لب ساحل کو لگی ہر
کچھ دے میں کچھ مرتے ہیں کچھ لوٹ رہے ہیں	کس کی نظر بد تری محفل کو لگی ہر

جب یہ سنائی **داغ** لے کی عشق سے تو

گہر لے ہوئے میں کیا دل کو لگی ہر

رو برو داو مجھش کے اشارے ہوتے
 اور اس بات کے آنکھوں میں اشارے ہوتے
 کیوں کرین قتل کیسکو وہ ہمارے ہوتے
 کاش گنتے جو نمودار ستارے ہوتے
 تو نے پتھر ہی مجھے پھینک کے مارے ہوتے
 وہ بھی سوجان سے قربان تمہارے ہوتے
 کیا مصیبت تھی جو گنتی کے ستارے ہوتے
 چاروں اور مصیبت کے گذارے ہوتے
 جو تمہارے تھے وہی ڈھنگ ہمارے تھے
 آپ ہی حضرت دل لکھ دیا رہے ہوتے
 کام گڑے ہوئے عاشق کے سنوارے ہوتے
 جو ہمارے ہوئے کہہ کر وہ تمہارے ہوتے
 یوں نہ گہرا تے اگر دل کچھ کرارے ہوتے

وقت انصاف جو تھم پاس ہمارے ہوتے
 نرم دشمن میں ترے ہمکو نظارے ہوتے
 کس نے یوں پیار کیا کس نے وفا ایسی کی
 شبِ فرقت میں ہواں ہار کھٹا چھائی ہر
 پہول تپے غیر کی قسمت میں اگر اے ظالم
 قیس و فریاد پہلے کو نہوے آج کے دن
 تارے گن گن کے گذاری شبِ دجھو برا
 نامہ رزہ کے وہاں تجھکو خبر لانی نہی
 جو کہ لطف ہے جب بڑھ گی کے تپے مگر
 کیوں مگر پاس پہنچے کور سے پہلو میں
 زلفین بکھری ہوئیں تم سے جو سنواریں کیا
 چاروں ہی نہ رفیقوں کی نہی دیکھ لیا
 امتحان گاہِ محبت میں نہ ٹھہرے اغیار

بے نیازی کی ادا ان میں نہ ہوتی ہے گز
 داغ یہ محبت جو نہ اللہ کے پیارے ہوتے

کیا لطف ہو مجھش میں ہی تربت ہو سیکھی
 آئے گی اسی جان پہ آفت ہو سیکھی

وہ قتل کیا اُس نے یہ شہرت ہو سیکھی
 اپنے ہی سر لین گے مصیبت ہو سیکھی

مٹ جائے کوئی جس سے شہرت ہو کسی کی
 پیغام دیا تھا کوئی مرتا ہوا خبر لو
 تم ظلم کئے جاؤ یہ ذمہ ہر ہمارا
 وہ صدمہ اٹھائے ہیں کہ بروم یہ دعا
 ہم لطف کے رتبے کو ابھی جاچ رہے ہیں
 بیدل ہیں یہ معشوق ہی عاشق سے پاؤں
 کیوں وصل کی شب ہاتھ لگانے نہیں دیتے
 انصاف اسی روز تو ظہر ہے ہمارا
 اس زمانہ بر انداز سخن سیکھ لے ہم سے
 لپٹا دے مجھے تیغ سے اس عشق شہادت
 دشمن کی کہی تم سے بُرا تو نہ کر دین گلا
 دیکھی ہو وہ شوخ کہ یہ جی چاہ رہا کر
 آتا ہو مجھے نہ گیس خیران سے ہی وہم
 اچھڑاؤر محشر نظر رحم کسی پر
 راحت طلبی نے مجھے رکھا نہ کہین کا
 اس زمانہ برا حوال غم حیر تو لکھ دوں
 لڑنا کہی ملت کہی آنا کہی جانا

ماتم ہو کسی کا شب عشرت ہو کسی کی
 قاصد سے کہا گر ہی عادت ہو کسی کی
 پریش ہی جو فردائے قیامت ہو کسی کی
 دنیا میں کسی کو نہ محبت ہو کسی کی
 دل دین اگر ایسی ہی عنایت ہو کسی کی
 دل ہو تو ضرور اس میں محبت ہو کسی کی
 معشوق ہو یا کوئی امانت ہو کسی کی
 ایسا نہو شرمندہ قیامت ہو کسی کی
 تعریف کے پہلو میں شکایت ہو کسی کی
 پوری نہ کسی طرح سے حجت ہو کسی کی
 کیا فائدہ کیوں مفت میں غیبت ہو کسی کی
 مٹتی کے یہی پتلے میں شرارت ہو کسی کی
 بکھت کی آنکھوں میں نہ حسرت ہو کسی کی
 مجھ کو نہیں منظور کہ دلت ہو کسی کی
 طاعت ہو کسی کی نہ اطاعت ہو کسی کی
 ایسا نہو میری ہی سہی حالت ہو کسی کی
 تم شوخ ہو یا شوخ طبیعت ہو کسی کی

لو رہنے دوستکین کے لئے غیر کی تصویر شاید جو نہوں میں تو ضرورت ہو سکی

یہ داغ ہماری نہیں ستا نہیں ستا
ایسی ہی الہی نہ جُرمی مت جو کسی

عشق میں عیش کے بدلے یہ تباہی
چاہتے ہو مری چاہت کا قیون ثبوت
ابھی آئی ابھی چہائی شبِ بچانِ کچرخ
ترک خو خوار ترا غمرہ پہر اُسپر چالاک
دل نہیں مال تو اس کا تہین لالچ کیا
تم تو دلدار و وفادار ہو لو کیا کہنا
پار سا جان کے وہ مجھ سے ملے دھوئیں
ابرا یا ہر فلک پر کہ شبِ غم یارب
اس سے بڑھ کر تو گنہگار نہ دیکھا نہ سنا
پہنس گئی جان مصیبت میں الہی کیسی
جب ہو محبم کو خود اقرار گو ابھی کیسی
دوڑتی ہو ترے منہ پر یہ سیاہی کیسی
دل سے لڑتا ہو لڑائی یہ سیاہی کیسی
تم نہیں چور تو دزدیدہ نگاہی کیسی
منصفی شرط ہو کیون جمنے بنا ابھی کیسی
اگتی کام مری پاک نگاہی کیسی
یہ پیدی میں جھلکتی ہو سیاہی کیسی
جب کیا عشق تو نا کردہ گن ابھی کیسی

کیا بُری چیز ہر الفت کا برا ہوا داغ
دل سے ہمد نے بُرائی مری چاہی کیسی

فراق یا میں تنکین دل بیتاب کو ہوتی
پسند آتی اگر اُس شوخ کو ایدل کی بیتابی
جواپنے عیش سے فرصت مگر اجاب کو ہوتی
یہ ہرست برق کو یہ آرزو سیاب کو ہوتی
ترقی سی ترقی عالم اسباب کا
بنایا ان حسینوں کو تباہی کے لئے و نہ

شبِ فتنہ جو دیکھا چو دھوپ کا چاند کیا کیا پڑی تھی مجھ سے میں جان مجھ کو کش کی مہربانی نئی سیرین نزلے رنگ کیونکر دیکھتا کوئی رہا پر دھیمہ بہت ورنہ بارو کے اشارے سے مہراجب تہا زبانا نام کو ہی اُس میں دم باقی نگاہ شوق ہوئی کی طرح گردِ کہنی تھج کو	میں اسکی صلیوت دیدہ بھو اب کو ہوتی اگر کچھ دیر عریزا ہد شرابِ ناب کو ہوتی ہمیشہ کیون نہ گردشِ عالم اسباب کو ہوتی قیامت تھی کہ جنبشِ کعبہ کی مخراب کو ہوتی یہاں تک پیاس تیری خنجر بے آب کو ہوتی کہاں یہ تہ تاب تیرے عالمِ تاب کو ہوتی
--	---

شبِ غم داغ سینہ سے نہ اٹھاتا تہ ہی ورنہ
فروغِ داغ سے نسبت نہ کچھ مہتاب کو ہوتی

یہ چہ چہ ہیں ہمیں دونوں کے دم سے اگر مہربان تو چھٹ جائیں غم سے ہمیں ہر کس کی حسرت تیری حسرت نہ لکھیں گے جوابِ خطا کی کو یہاں تک ہو گئے ہیں محو دیدار نہ کیوں ہو انکی گہیرائی ہوئی چال پسند آئی انہیں خود طرزِ رفتار غلط ہر وعدہ پہر ہر بار کہنا لڑنا یہ شکوہ روزِ حسرت پر	نہ تم سے پہر زمانے میں نہ سے مگر یہ ہونہیں سکتا ہر دم سے محبت کس کے دم سے تیرے دم سے یہی لکھ دے وہ کاش اپنے قلم سے یہہ آنکھیں کم نہیں بیتِ الصنم سے کہ فتنے پسے جلتے ہیں قدم سے نظر اٹھتی نہیں اپنے قدم سے ہماری توبہ ہی جوٹی قسم سے تجھے پالا پڑ گیا پھر ہی ہم سے
---	--

نسب و عدہ ہماری خواب میں آئے ملا یہ خامہ فرسائی پہ لازم میرے سر پہ نہ رکھو ہاتھ اپنا زمانے کو فلک کو ساتھ لے لو دمِ تحریر خط یہ ہین و عاین کہیں گے ہم کہ ہمکے چاہتے ہو	وہ سچے بن گئے جھوٹی قسم سے ہمیں لکھا ہر خطا ٹوٹے تلم سے کہ ہو گا درِ سر جھوٹی قسم سے یہ جی بھرتا نہیں تھوڑے ستم سے چلے قاصدِ سیوا میرے قلم سے اگر تم ہا تجھ اٹھا بیٹھے ستم سے
---	--

خدا با آبرو دے رزقِ امرِ داع
نہیں ہر جھٹ ہم کو بیش و کم سے

اجلِ روزِ جدائی کیوں نہ آئی بہت عاشق تے خواہاںِ قیامت تعجب ہو کہ اس بیدار پر بھی محبت میں جو دلیر آئی تھی چرٹ عدو کو پہیہ لاتا میرے در ترا شفاف چہرہ تن بدن صاف سیجائی اگر آتی ہے تم کو بچے بہولا سمجھئے سوزِ غم و غلا	کیسی مجھ کو آئی کیوں نہ آئی بلوائے سے نہ آئی کیوں نہ آئی ترے آگے جراتی کیوں نہ آئی جگر پر وہ سوائی کیوں نہ آئی مجھے یہ رہنمائی کیوں نہ آئی طبیعت میں صفائی کیوں نہ آئی اداسے جافنہائی کیوں نہ آئی سمجھ میں پارسائی کیوں نہ آئی
---	---

ہزاروں چاہتے ہیں اذاع تم کو

	تمہیں پھر بوفائی کیوں نہ آئی	
<p>مار رکھنے کا علاج اچھا تو ہو کر جب نہ کچھ احتیاج اچھا تو ہو کر کیا بُرا ہی عیہ رواج اچھا تو ہو کر اگر جنون تنکون کا تاج اچھا تو ہو کر بوسکے جو کام کاج اچھا تو ہو کر قلب کا یہ اختلاج اچھا تو ہو کر</p>		<p>پوچھتے ہیں وہ مزاج اچھا تو ہو کر یا سس گل و جبہ استغنا ہوئی اگر سینوں میں بھی ہو رسم وفا آشیاں زیبِ سرِ محبون ہوا سینہ کو بی دل خراشی چاہیے دل نہ ٹھہر گا تو کیا ٹھہرے گا عشق</p>
	<p>داغ کو دی ہے تلی آپ نے واقعی وہ کل سے کج اچھا تو ہے</p>	
<p>آدمی تیس برس تک بھی جوان رہتا ہو کر یہ نشانِ قدمِ عسمرِ روان رہتا ہو کر پوچھتے پہلے ہیں داغ کہاں رہتا ہو کر سر تو رہتا نہیں احسان کہاں رہتا ہو کر تین سے بڑھ کے ترا ماتہ روان رہتا ہو کر پہر وں انکے لبِ نازک پہ نشان رہتا ہو کر عجب کو عیب سمجھیے تو کہاں رہتا ہو کر کہ ترا داغ ترا در دیہان رہتا ہو کر</p>		<p>پہلے دن پہر میں تو مازہ کہاں رہتا ہو کر داغِ حسرت جو پس مرگِ عیان رہتا ہو کر دل میں رہتا ہو جو انگوٹھے نہان رہتا ہو کر کو نسا چاہنے والا ہو تمہارا ممنون دستِ ردِ سینہ عشق پہ مارا کھنجر وہ کڑی بات سے لیتے ہیں جو چٹکی لمبن میں براہوں تو برا جان کے لیے مجھ سے خانہ دل میں تکلف بھی رہے تہوڑا</p>

<p>یہ تو فرمائیں کہ اللہ کہاں رہتا ہے کیا خبر تھی ملک الموت یہاں رہتا ہے بوسے گہرا کے کوئی اور یہاں رہتا ہے کہ یہاں مجمع آفت زدگان رہتا ہے وقت پر ایک یہاں ایک وہاں رہتا ہے نام میرا ہی انہیں وردِ زبان رہتا ہے کچھ انہیں بھی مری جانب سے گمان رہتا ہے صبر کرنے سے بھی پیروں خفقان رہتا ہے یہی افسانہ مجھے نوک زبان رہتا ہے</p>	<p>لا مکان تک کی خبر حضرت واعظ نے کہی ہم تو سمجھے تھے کہ دربان ہر تمہارا نوکر آنکے آتے ہی مجھے حور کا آ یا جو خیال اپنے کوچہ میں نئی راہ نکال اپنے لئے جیسی دانگہیں ہیں و دل بھی ملے ہیں مجھ کو گرچہ وہ کوستہ میں فخر پر اسکا مجھ کو کچھ مجھے وہم بندھا کرتے ہیں تنہائی میں کیا کروں عشق میں بیابانی دل کا شکوہ میرے مطلب کی کہانی سے انہیں ہر نصرت</p>
---	---

زخم آئے تو سبھی خشک ہوا کرتے ہیں

داغ مٹا ہی نہیں اسکا نشان رہتا ہے



<p>لطف وہ عشق میں پائے ہیں کہ جی جانتا ہے جو زمانے کے ستم ہیں وہ زمانا جانے مُسکراتے ہوئے وہ مجمع اغیار کے ساتھ سادگی باکپن اغصاؤں شرارت شوخ انہیں قدموں نے تہا رہے نہیں قدموں کی قسم تم نہیں جانتے اب تک یہ تہا رہے انداز بچ ہی ایسے اٹھائے ہیں کہ جی جانتا ہے تو نے دل اتنے ستائے ہیں کہ جی جانتا ہے آج یوں بزم میں آئے ہیں کہ جی جانتا ہے تو نے انداز وہ پائے ہیں کہ جی جانتا ہے خاک میں اتنے ملائے ہیں کہ جی جانتا ہے وہ میرے دل میں سگائے ہیں کہ</p>	<p>لطف وہ عشق میں پائے ہیں کہ جی جانتا ہے جو زمانے کے ستم ہیں وہ زمانا جانے مُسکراتے ہوئے وہ مجمع اغیار کے ساتھ سادگی باکپن اغصاؤں شرارت شوخ انہیں قدموں نے تہا رہے نہیں قدموں کی قسم تم نہیں جانتے اب تک یہ تہا رہے انداز بچ ہی ایسے اٹھائے ہیں کہ جی جانتا ہے تو نے دل اتنے ستائے ہیں کہ جی جانتا ہے آج یوں بزم میں آئے ہیں کہ جی جانتا ہے تو نے انداز وہ پائے ہیں کہ جی جانتا ہے خاک میں اتنے ملائے ہیں کہ جی جانتا ہے وہ میرے دل میں سگائے ہیں کہ</p>
---	---

ایسے جلوے نظر آئے ہیں کہ جی جانتا ہو
اس قدر اپنے پرانے ہیں کہ جی جانتا ہو

کعبہ دیرین تپہ الئین و نون اکہین
درستی میں تری و پروردہ ہمارے دشمن

داغ وارفتہ کو ہم آج ترے کوپت سے
اس طرح کہینچ کے لائے ہیں کہ جی جانتا ہے

ایسی باتوں کا اعتبار کسے
ویدا و لپہ اختیار کسے
بیوفائی کا اعتبار کسے
کہینچ لایا مرا غرار کسے
اب کہیں گے وفا شعار کسے
اور کہتے ہیں ہوشیار کسے
لوٹتی ہو تری جہار کسے
کر دیا تمہیں بمقار کسے

تم لہہاتے ہو بار بار کسے
واہ کیا شان بے نیازی ہو
جب تلوٹاں مزاج وہ شہرے
مانگتے ہو دعارقب اگر
میرے مرنے کے بعد روکے کہا
تاک میں دل کی ہر نشیلی آنکھ
دیکھتے رنگ لائے کیا بون
اک زمانے میں پڑ گئی پچھل

داغ کو دہی دن میں بھول گھر
آپ کہتے تھے جان نثار کسے

اور کہنے کا اختیار کسے
ہم بنائیں صلاح کار کسے
کل کیب تیا امید دار کسے

دل کے رہنے کا اعتبار کسے
دل سے دشمن کا اعتبار کسے
نا دہی ہو کہ آج بھول گئے

<p>اسقدر تاب انتظار کسے دل چکارا کہ میرے یار کسے وہ بنائیں گے رازدار کسے اب گذر تا ہر ناگوار کسے بخشوائے گناہگار کسے اور کہتے ہیں بیعت رار کسے</p>	<p>موت سے پیشتر ہی مر جاؤں جب کہا میں نے ہاے لوٹ لیا غیبہ کو بھی ملا لیا ہمنے ذکر دشمن تو خوب تھا کہئے دل دعا کیا کسے مرے حق میں بجلیاں ہیں یہ شوخیان تیری</p>
--	--

داغ سے وہ اگر نہیں ملتے
نہ ملیں ہر یہ افتخار کسے

<p>دونوں چراغ ہیں شب ہجران بہرے ہو خالی کئی ہوے ہیں نمکدان بہرے ہو آیا ہر کون خون سے دامان بہرے ہو آتے ہو تم کہیں سے میرجاں بہرے ہو اس دل میں ہیں خزانہ عرفان بہرے ہو ہیں اس زمین میں گنج شہیدان بہرے ہو</p>	<p>اب جن دل سے دیدہ گریاں بہرے ہو وارن پر میرے کان ملاح کے ہاتھ سے اٹھ سکے تل غیر سے کیوں دیکھ تو ذرا طبع حاین فساد سے یہ تیوری کٹل مجھ زند پاکباز کو خالی سمجھ نہ شیخ ہیں جتنی گلی میں تری کشتگان تیغ</p>
--	--

اے داغ دل تیرا یہ شکستہ ہوا کہی
عالم میں ہیں گلوں سے گلستان بہرے ہو

ایسے تنگ آئے ہاتھ سے دل کے
روے ہم غیر سے۔

کچھ کچھ آثار اپنی منزل کے
اور ٹکڑے کرو مرے دل کے
رہ گئے آج ہاتھ مل جل کے
ہونٹ سہلنے نپاتین سایل کے
کس سے ملے ترے گلے مل کے
ہوش اڑ جائیں گے مقابل کے

عرش سے آگے آگے ملتے ہیں
قطع اُمید ہو گئی احسہ
عشق پر زور حسن زور شکن
بوسہ دینے کا لطف تو بھیجے ہر
ہاتھ گردن میں ڈال کر بولے
شوق سے آپ آئینہ دیکھیں

داع کے عشق پر بھیہ ناز کرو
ہم ہیں معشوق مسرور کا مل کے

خود بخود غیب سے ہو جائیگا سا
منّت دیتا ہوں اگر مان لے
آگے تقدیر ہر خوش ہو گا
لیگیا لوٹ کے مجھ سے تیرا نام
ہو گیا دیکھتے ہی دیکھتے پہنان کوئی
بے قسم کہاتے وہ کرتے نہیں پیمان کوئی
انگو پہنچا دے چشمہ حیوان کوئی
کرے انکار باندازہ پیمان کوئی
رہ بجائے کسی کنجش کا ارمان کوئی

کام رکنے کا نہیں ایدل نادان کوئی
بیچتا ہو چہ فریدے ہر سے ارمان کوئی
عشق جب کو نہوایا نہیں انسان کوئی
مل گیا اور ہی فارگر ایمان کوئی
تہا اچھی چشم تصور میں نمایان کوئی
یہ کیونکر یقین دل سے مسلمان کوئی
پی کے وعدہ دین تجھے بسمل قابل
ہوئی باتوں کے نہیں ہم قابل
بے بلا سے انہیں آرایش میں

رکھ کے پیکان مرے خون میں لگا ہوا
 شکوہ بخش و بیدار ہی کرنا قاصد
 جانتے ہی ہو اُس ارمان بھرے کو کہ نہیں
 برسوں امید شہادت میں جیسے ہم خضر
 نظر آتا نہیں محفل میں کہیں واپس
 حسین یوں محبت میں بہت ہوتی ہیں
 منفعل روزِ قیامت ہو وہ ظالم تو بہ
 چشم بہ دور و وصیا دہن تیری کہ نہیں
 ایک مہمان نے آئے ہی یہ گہر لٹ لیا
 دل ٹپ کر ادھر آتا ہو تو بڑھتی ہر خلش
 اسکو میں لکھ کے خطِ شوق تپا بھول گیا
 طبع حاضر ہر صفائی ہی جو نیت ہی دست
 میں شب وصل زبان چوس چوڑ وں کہ نہیں
 احویاتِ ابدی کچھ تو سہا را دینا
 ہر چینوں کی عدالت میں اُسکی بخشش
 ہوگی اُس بزم میں گلہ ستہ زنگس کی بہا
 آتشیں آہ نے بل خاک نکالے و کیو

تیرے یونہی کہہ کے انگشت بندان کوئی
 مگر اتنے سے ہو جاے پشیمان کوئی
 شبِ ریہا ہا کسی گزشتہ من پہنایا کوئی
 تیغ سے تیرے کہیں دم کا گنگہ باز کوئی
 جنکے بڑھاپا چہرے شمعِ شبنم کوئی
 دل میں رکھنے کا نکل آتا ہر مان کوئی
 وادخوا ہی سے ہو جاے پشیمان کوئی
 سامنے ہو کے بکھلتا نہیں انسان کوئی
 وہ جو دل میں ہر تو باقی نہیں ارمان کوئی
 ہر گرد و سرے پہلو میں ہی پیکان کوئی
 غیر ہی لکھ دے مرنے کا عنوان کوئی
 اب تو کر لیجے خدا کے لئے پیمان کوئی
 کر کے غیر سے کیوں وعدہ دیمان کوئی
 نظر آتا ہے مجھے جان کا خواہاں کوئی
 ہو جو نا کردہ خطا دل سے پشیمان کوئی
 باندہ دے اُس میں مرا ویدہ حیران کوئی
 سید ہے کرتا ہر ادھر ناوکِ مرگان کوئی

<p>جیسے کی عشق سے تو فطرت نے بہن پہ جو توڑ کر عہدِ بُتِ عہدِ شاہِ مستِ بے کیا دل میں چہ جہ جاتی ہیں کس سے پڑی ہیں فرصتِ ناز بھی پہرون نہیں ملتی افسوس انکھ میں آنکھ تو ڈالی نہیں جاتی ظالم</p>	<p>کہنچیا ہے کوئی دامن تو گریبان کوئی آپ کی عمر کا رشتہ نہیں پیمان کوئی سخ دیکھا نہ کہہی ناوکِ شرکان کوئی وہ ہر مصروفِ سہما فراوان کوئی دل میں دل ڈال دے کس طرح انسان کوئی</p>
--	--

مٹ چکی ہر خلشِ دل مگر اب بھی اے دغا
پہانس کی طرح کھٹک جاتا ہے ارمان کوئی

<p>ترے محفل میں یہ کثرت کہہی تھی اس آزادی میں کیا وحشت کہہی تھی ہمارا دل ہمارا دل کہہی تھا ہوا انسان کی آنکھوں سے ثابت دکن میں آئے ہم ہندوستان سے مٹی کیا آبرو تے عشقِ افسوس جہان سو حسرتوں کی پوٹ ہر آب ذرا انصاف نہ کیجے کون ہوں میں اُسی حسرت میں اب دل مبتلا ہے ابھی باقی ہے کچھ آزار کا شوق</p>	<p>ہمارے رنگ کی صحبت کہہی تھی مجھے اپنے سے ہی نفرت کہہی تھی تری صورت تری صورت کہہی تھی عیان کب نور میں ظلمت کہہی تھی تصور میں ہی یہ صورت کہہی تھی کہ اس ذلت میں ہی عزت کہہی تھی یہیں اک شخص کی تربت کہہی تھی نہ تھی یا کچھ مری عزت کہہی تھی کہ جس اُمید میں حسرت کہہی تھی وہ پہر ہو جو مری حالت کہہی تھی</p>
--	--

تجھ ہی تجھے پیسہ کہہ رہی تھی
 ندی دو گز زمین مروت کو میری
 کرین کیا اب زمانے کی شکایت
 محبت سے تری ہوتا ہوا آبِ پنج
 شب ہجران میں سو یا کون کجست
 دل ویران میں باقی میں جیسے آثار
 مزا آتا نہیں وہ قتل میں اب
 شکایت سن کے یہ ہوتا ہوا ارشاد
 یہ ثابت رکھ کے ہم افسے ملین گے
 مہاری سادگی یہ کہہ رہی ہر
 ہجومِ غم سے اب تک مرغباتا
 دل برباد میں اڑتی ہوا اب خاک
 یہہ دل حاضر ہر لیے اسے کیا جٹ
 نہیں ہوا اب نہیں بچھا صاف سنلو

تسلی ہی دم خست کہہ رہی تھی
 کہا اس کو چہ میں تربت کہہ رہی تھی
 کہ دنیا منزلِ راحت کہہ رہی تھی
 عداوت سے تری اُلفت کہہ رہی تھی
 کہہ رہی کچھ ہوش تھا غفلت کہہ رہی تھی
 یہاں غم تھا یہاں حسرت کہہ رہی تھی
 ترے چہرے کون میں جو لذت کہہ رہی تھی
 تری تقدیر میں راحت کہہ رہی تھی
 ہماری آپ کی صحبت کہہ رہی تھی
 نگاہِ نازِ اک آفت کہہ رہی تھی
 مجھے مرنے کی یہی فرصت کہہ رہی تھی
 یہ بستی غیرتِ جنت کہہ رہی تھی
 تھی یا آپ کی نیت کہہ رہی تھی
 کہہ رہی تھی مجھ کو مان چاہت کہہ رہی تھی

تم اترائے کہ بس مرنے لگا دماغ
 بناوٹ تھی جو وہ حالت کہہ رہی تھی

اے کے بگڑ گئے تو کمرِ نائیں گے

ہم ترے کام ایدل مضطر نائیں گے

اُتھو میرا اپنی حبسین پر بنائیں گے
 جنت کے بدلے دلیور تھ سے گہر بنائیں گے
 ایمان کی فریہ ہر غضب میں تباہ بنے
 حرف غلط نہیں مری تقدیر کا لکھا
 اور ونہ کیوں نروں بلا اپنے ساتھ
 کیا بن پڑ گیا کوئی نہ دل کا مسودہ
 ہو گا یونہی جو تہ خون ایک ایک
 دینے لگا ہر مہ کو مزا خارا زو
 باعث بگاڑ کے ہیں وہی جنت ہی
 افسوس ہے کہ ٹوٹ پڑ گیا وہی فلک
 جب دل بگاڑ چکا تو نائے سے کب بنا
 دشمن ہمارے واسطے تکلیف کیوں کریں
 واماں جشر خانہ بدوشوں سے کب چٹا
 تیرے بگاڑنے تو بگاڑا ہر دل مرا
 خالی نہو گی لطف سے بیدا و محسب
 کہتے ہیں وہ جلائیں گے ہم تجھ کو شکر
 ہو گا شب فراق کا غم بھی بہت بڑا

بگڑا ہوا ہم اپنا مفت پر بنائیں گے
 یہ یادگار ہم سرِ محشر بنائیں گے
 اپنا ہی سا مجھے ہی یہ کافر بنائیں گے
 احباب چیلکر اسے کیوں کر بنائیں گے
 اب ہم مکان شہر سے باہر بنائیں گے
 اکثر مٹائیں گے ابھی اکثر بنائیں گے
 کیوں میفروش بادہ احمد بنائیں گے
 اسکو بڑا کے مصورت نشتر بنائیں گے
 اسے بنیں گے کام یہ اکثر بنائیں گے
 ہم جان توڑ کر جو کہیں گہر بنائیں گے
 کیا خاک وہ بنائیں گے پتھر بنائیں گے
 ہم آپ اپنے قتل کا محضر بنائیں گے
 اسکو بھی چمچھاڑ کے ہستر بنائیں گے
 تیرے بناؤ بھی کوئی پر بنائیں گے
 ہم شیشہ شکستہ کو ساغر بنائیں گے
 دشمن کی قبر تیرے برا بنائیں گے
 دن کو ہزار ہا تہہ کا کیوں کر بنائیں گے

<p>دل کی رگوں سے بہ خطِ سطر بنائیں گے وہ رفتہ رفتہ شیر کو مشتہر بنائیں گے ہم آئینے میں سدِ سکندر بنائیں گے پتوں غنصب کی قبر کے تیور بنائیں گے پلکوں سے آئینے میں وہ جو ہر بنائیں گے تصویرِ خیر و بردے ورنہ بنائیں گے میٹھی کے تیغ و ناوکِ خوشہ بنائیں گے خانہ خرابِ دل میں ترے گہر بنائیں گے</p>	<p>اُس نازنین کو کہتیں گے جب سطرِ اشتیاق بیکار جائیگا نہ کوئی فتنہ حرام کیوں عکس جاسیگا جو تو ناز کر سکے عادت ہی ہو گئی ہو وہ دیکھیں گے جیسے منہ دیکھتے ہیں دیر سے بچی نظر کئے وہ جہان فتنے جو آئینے ہم دیکھ لینگے صاف وہ کم سنی میں کہل ہی کہلین گے تو ہی کچھ تجھ کو ہی خانہ خرابی کی تدبیر تو</p>
--	---

بروقتِ داغ کا یہی تکیہ کلام ہے
میرے حضور مجھ کو تو اگر بنائیں گے

<p>جو چور کی سزا ہو وہ مجھ کو سزا ملے آتے ہوئے اُدھر سے کُہو پار ملے جو رگہو تھے راہ میں بارے وہ آٹے عہدِ شباب کے جو کہیں آشنا ملے کیا جانے بندگی کا صلہ مجھ کو کیا ملے تم کیوں ملو کسی سے تمہاری بلا ملے جستہ فقیر مجھ کو ملے بادشاہ ملے</p>	<p>گر میرے اشکِ سرخ سے رنگِ خاتمے جاتے تھے منہ چھپائے ہوئے میکہ کوٹا پس ماندگانِ قافلہ کا انتظار تھا اپنی ہی شامت آگئی تو بے کے ساتھ ہی جنت سے عارِ حور کی صحبت سے اجتناب شوقِ وصالِ خاک میں سب کو ملائے گا اُس دے تو فقر کی دولت ہر سلطنت</p>
---	--

<p>جواپنے دل سے آپ کرے بد مزاجیان دنیا میں دلگی کے لئے کچھ تو چاہیئے اک بات ہم کہیں تو ابھی کہوئے جاؤ گے اب منصفی ہو داؤدِ محشر کے عظیم لو آؤ دل ملائیں تمہاری نگاہ سے اُس دستانِ گاہِ وہی دروازہ نامیہ یہ بید کیا ہو مجھ سے ملاج یون قیب اُسکے پیچوم ناز میں کہو یا گیا ہر دل اسو سٹے اٹھائی ہیں تیری بڑیاں</p>	<p>ایسے اگہلکھریسے بے بلا کوئی کیا سٹے ہم ان تو نسے ملتے ہیں جب تک خدا سٹے اسطرح سے کہ تم کو نہ اپنا پتا ملے میرے گواہ ٹوٹ کے شمع سے جا سٹے شوخی سے شوخی اور خیا سے حیا سٹے دربان ہی تجھے دیکھو جہاں پوچھا سٹے بسطح آشنا سے کوئی آشنا سٹے جو اسطرح کی بیٹریں گم ہو وہ کیا سٹے ڈرتا ہوں میں کہ اور نہ تجھ سے برا سٹے</p>
--	---

اے داغ اپنی وضع ہمیشہ یہی رہی
کوئی کچھ کہے کوئی تم سے ملا سٹے

<p>ساقیا دے ہی مے روح فرا تہوڑی ہم تو اُس آنکھ کے ہیں دیکھنے والے کچھ وعدہ غیر یہ کیا ہوتی ہر جلدی اذکو نغمہ دلکش ہو تو دمساز دم عیسیٰ ہر تم مے حرم کی تفصیل نہ پوچھو مجھ سے ابھی تجھانے کے سجدہ کرتا تو فرصت ہو</p>	<p>بیوفا عسر کرے اور وفا تہوڑی جس میں شوخی ہو بہت اور حیا تہوڑی ما تہہ دیو ڈالتے ہیں ملکہ حیا تہوڑی کہہی آجاتی ہر کانوں میں صدا تہوڑی کہ خطا وارستا تاہر خطا تہوڑی جا کے مسجد میں ہی کر لین گے ادا تہوڑی</p>
--	--

مرگ خرواہ چہ حسرت سے کہا شیریں نے وہے تقدیر گرے ٹوٹ کے ناخن پہنے آئے ہمسایہ میں وہ گو نہ یہاں تک آئے کیون فلک مجھ کو کہلاتا ہر غم عشق نہایت بعد مردن مرے مرقد میں بنا دین زور منصفی شرط ہر آخر کوئی کبت تک بخشے	عمر عاشق ہی کو دیتا ہر خدا تہوڑی سی رگہیں تہی گرہ بسندِ قبا تہوڑی سی آج مقبول ہوئی میری دعا تہوڑی سی ایسے بیمار کو دیتے ہیں غذا تہوڑی سی آتی جاتی رہے دنیا کی ہوا تہوڑی سی روز ہو جاتی ہر پہولے سے خطا تہوڑی سی
--	--

داغ یہ ہے ہر پہ ساغر ہر کہاں کی توبہ
پلی خدا کے لئے اے مردِ حسدِ تہوڑی سی

جانے چوڑ دے تو اے ستم ایجا د مجھے تم سلامت رہو آزار کے دینے والے اہلِ محشر سے یہ پوچھو گا خدا لگتی بات حُسنِ کلامِ بلا ہر حسنِ عالم میں بندگی ایسی غلامی کو اگر تدریب آسمان ٹوٹ پڑا چھپے تری اُفت میں کچھ تو امید بندھے اُسے وفاداری کی خانہ دل سے یہ ماتم کی صدا آتی ہر	کہ ملے روزِ نئی لذت بیدا د مجھے کون سُنتا ہر مبارک مری فریاد مجھے تسے دیکھا ہی ہر دنیا میں کہی شاد مجھے نظر آتا ہر ہر اک پہول ہی صیا د مجھے قتل کر ڈال جو کرتا نہیں آرا د مجھے پہلے ہی سے نظر آتی ہی یہ قفا د مجھے کاش دشمن ہی سمجھ کر وہ کرین یاد مجھے غم سے آباد کیا جان سے برباد مجھے
---	---

بچکیاں داغ دمِ نزع چلی آتی ہیں

شاید اُس ہونے والے نے کیا یاد مجھے

بننے کیا چاہا تھا اسدن کے لئے
 شوخیان زیور میں اس سن کے لئے
 کیا یہ جو بن تھا اسی دن کے لئے
 آپ پر پیدا ہوئے کن کے لئے
 یہ اٹھار کہا ہر کس دن کے لئے
 چاہیئے اک پاک باطن کے لئے
 اور اطمینان فنا من کے لئے
 بلبلوں نے چوچ میں تیکے لئے
 چوڑوین غیر و نکو کیا ان کے لئے
 کس نے تیرے بوسے گن گن کے لئے
 مانگتے ہیں ہم و عاجز کے لئے

تُنئے بدلے ہم سے گن گن کے لئے
 کچھ نہ زالا ہر جوانی کا بناؤ
 وصل میں تنگ آکے وہ کہنے لگے
 چاہئے والوں سے گر مطلب نہیں
 فیصلہ ہو آج سیرا آپ کا
 دے مے بے وروا کر پیر مٹان
 دل کے لینے کو ضمانت چاہیئے
 مئی کشتو مژدہ آب آبی فصل گل
 ہنشینوں سے مرے کہتے ہیں وہ
 میں رخ نازک پہ گہستی کے نشان
 وہ نہیں سنتے ہماری کیا کریں

آجکل میں داغ بھوگے کا میاب

کیون مرے جاتے ہو دودن کے لئے

اس طرح سے آئے کہ نہ آئے مرے آگے
 جانا ہی جو قاصد کو تو جانے مرے لگے
 دشمن کے ہی آنسو نکل آئے مرے لگے

آگے بھی تو وہ مشہ کو چھپائے مرے لگے
 کیا دم کا ہم دُسا ہی ہر آئے کہ نہ آئے
 تیرا بخش مشہ و مر آیا

<p> دل میں لگایا ہر مگر دیکھیے کب ہو نچتے ہوئے دیکھو گناہ میں دل کی لگی کر مانگی ہر دُعا وصل کی کچھ اور نہ سمجھو تیور ہی کہتے تھے کہ یہ نام ہر میرا دیکھے تو کوئی قاصد جانان کی دیری پچھڑے ہوئے معشوق ملین سبکو الہی محشر میں بھی ہر خواہش خلوت مجھے لپی </p>	<p> سب جینکتے ہیں اپنے پر آئے مرے گے کوئی نہ کہی شمع بجائے مرے گے کو سا ہوا اگر ہنسے تو آئے مرے گے لکھ کر کسی حرف اُسے مٹانے مرے گے واپس میرے خطا لاکے جلانے مرے گے تنہا کوئی جنت میں نہ جانے مرے گے کہتا ہوں کیا میرا نہ آئے مرے گے </p>
---	---

کچھ دماغ کا نہ کور جو آیا تو وہ بولے
 آئے تھے بُرا حال بنائے مرے آگے

<p> یہ جو ہر حکم مرے پاس نہ آئے کوئی یہ نہ پوچھو کہ غنیمت ہر مین کیسی گذری تاک میں ہر نگہ شوق خدا خیر کرے ہر چوکا عیش کا جلسہ تو مجھے خطا ہیجا ترک بیدار کی تم داد نہ چاہو مجھ سے یوں شب وصل جو بالیدگی عیش و نشاط حالِ فلاح و زمین کا جو بتایا بھی تو کیا زورِ الفت کے مرنے لیتے ہیں قسمتِ عالم </p>	<p> اس لئے روٹھ رہے ہیں کہ مٹائے کوئی دل دکھانے کا اگر ہو تو دکھائے کوئی سامنے سے مرے بچپا ہوا جانے کوئی آپ کی طرح سے بہانہ ملائے کوئی کر کے احسان نہ احسان چلائے کوئی آپ اپنے میں خوشی سے نہ سٹپے کوئی بات وہ ہر جو ترے دل کی بات ہے کوئی خون لے لیں ہر پہاڑ کوئی </p>
--	--

کیا وہ مکر داخل دعوت ہی نہیں اور واعظ	مہربانی سے بلا کر جو پلائے کوئی
وعدہ وصل اُسے جانکے خوش ہو جاؤں	وقتِ حُضرت ہی اگر ہاتھ پلائے کوئی
سرد مہری سے زمانہ کی ہوا ہر دل سرد	رکبہ اس خیر کو کیا آگ لگائے کوئی

آپ نے داغ کو منہ ہی نہ لگایا افسوس
اسکو رکھتا تہ کھینچے سے لگائے کوئی

وہ کہنے سچے میں خنجرِ بران کہہ ہی کہہ ہی	مشکلِ بیماری ہوتی ہر آسان کہہ ہی کہہ ہی
بولے ہی بنکے کام نکلتا ہر گاہ گاہ	بجاتے ہیں ہم آپ ہی نادان کہہ ہی کہہ ہی
اقرار سے زیادہ ہر انکار آپ کا	ہر دم نہیں نہیں ہر توان مان کہہ ہی کہہ ہی
یہ وقت انکی شرم سے اٹھتی نہیں بلکے	ہوتا ہر دل کے پار یہ پیکان کہہ ہی کہہ ہی
دل رفتہ رفتہ غوغا ہو تو خوب ہر	آیا کرے مری شبِ ہجران کہہ ہی کہہ ہی
وہ مات رکبے سر پہ پرے کہاتے میں قسم	ہو تو میں جو ٹوٹ موٹ کے احسان کہہ ہی کہہ ہی
رہے رکبے یاد آتے ہیں اپنے ستم آئین	ہوئے میں دل ہی دل میں پشیمان کہہ ہی کہہ ہی
اس خیر پر ہی ہر وہی آفت لگی ہوئی	ہو تو یہ شوقِ سلسلہ حُسن بان کہہ ہی کہہ ہی
میری مجال ہر جو کروں غرض مدعا	فطرون میں بات ہوتی ہر پہنان کہہ ہی کہہ ہی
سنتے ہیں کان کہہ کے فرشتے ہی سکتے	کہتا ہر دور دور کی ان کہہ ہی کہہ ہی

شکرِ خدا کہ عشق نے کچھ کچھ اثر کیا
کیتے ہیں داغ کا دیوان کیہی کہہ ہی

<p>چٹا جب اک بلائے دوسری پیچھے بلا رہی کبھی کل سے لپٹی کہی امن سے جا رہی ہمارے خلق سے اسطرح و قین جا رہی یہی نامیو غار و م ترے تن سے جا رہی زمین ہی میری میت سے اگر بعد فنا رہی تو آخر مضطرب ہو کر توہ قدموں سے جا رہی لگا ہو گ ادا لپی تو میکوں سے جا رہی تو چکراتی ہوئی پیرون گولے میں جا رہی جو لپٹا شمع سے پروانہ بلبل گل سے جا رہی کہ اس کے سر سے ہر وہ لٹ پٹی دستار کیا رہی چٹرائی جہد ر ہا توں سے مہندی سوا رہی</p>	<p>جو بکلا پنچ سے کل کو دل لہ و دونا رہی صبا اکھیلیاں کرنی ہو کیا کیا راہ میں رہی لپٹتا ہر گلے سے حبس طح بچھا ہوا کوئی کبھی لپٹا نہ تو میرے سے کیوں نہ رشک آ رہی وہ ہوں میں کشتہ وقت غنیمت اسکو جانوں گا قیامت تہک گئی جھاٹتے اٹھتے میرے ناکو گہری میں انکی انگلیں کیہ کیا شرم و شرمی وہ ہوں گردش دہ میں چھو لیا جب سیر و نہن کو جھلائے کو مرے بزم و چمن میں رات دن کہو کوئی دیکھے تو باتیں وضع زند لا و بالی کی وہ کہتے ہیں عجیب تاثیر دیکھی خون عاشق میں</p>
--	--

نہ روم کے سے روم کا آخر گیا داغ اسکے کو چے میں
 نانا ایک کا کہنا بہت خلق حند لپٹی

<p>اک بارش رحمت کوئی چھینٹا تو اردو بہر ہی دیتا جو خدا حسن و قہر ہی آئینہ بھی رہتا جو برابر محل شر ہی رہی جاتی ہر مے دل نظر ہی</p>	<p>گلشن میں ہرے ہو کے شجر لائے ثمر ہی عاشق ہیں ترے حور و ملک جن و بشر ہی وہ صبح کو اٹھتے ہیں بلا لیتے ہیں صورت کیا تیز زور و محبت ہی ابھی</p>
---	--

<p>رکھتا ہی نہیں کوئی کہاں جا کے رہے دل میں صبح شب وصل نہ دیکھوں اُسے جاتے اللہ کرے ہوترے دربان کو بھی دست سُخا نہ میں کیوں رہنے لگے حضرت زرا اقرار سے پہلے تو رہا کرتے تھے پیغام بیٹھو بھی مرے قتل پہ کیا باند ہو گئے تلوار</p>	<p>مِثل گِل بازی پیدا ہو رہی ہر اُدھیر ہی آنکھوں میں آجائے سپیدیِ سخنِ سبھی میرا ہی گریبان بنے پردہ در رہی ایسوں کا ٹھکانا نہیں اللہ کے گہر ہی جب وعدہ کیا پہ نہیں ہونے وہ خبر ہی دیکھوں تو سبھی باند ہنی آتی ہر کمر ہی</p>
---	--

اعوذ اَعوذ من نزع ہین وہ مستنظر اس کے
 کیوں دیر لگا رہی ہر جلدی کہیں مبر ہی

<p>ایک چیز ہر اس عالم ہستی میں نشیرو اس تیر کا زخمی ہر مراد دل ہی جگر ہی دیکھوں کسی محبوب کو میں سامنے تیرے یہہ کان تک آسگی بُری ہو پہلی ہو کیا ایک ہی ڈورے میں بند ہی انکی نکت پتیا تری بزم میں دیکھا جسے دیکھا دل اُسے لیا مجھ کو ملی دولت دیدا گنتے ہیں وہ دُنیا کے سب چاہنے والے جب جرمِ محبت کی سزا مل گئی اکب</p>	<p>دنیا کا طبل گار ہی دنیا سے خد ہی اچھوٹکی بُری ہوتی ہر سید ہی سی نظر ہی ریت سے کہے تو گدگد لطف اُدھر ہی ٹوک جائیگی کیا تیری طرح تیری خبر ہی جب پتی ہر گردن تو لچکتی ہر کمر ہی ہوش اڑتے ہیں اڑتی ہر اڑتی ہر خبر ہی کیا لوٹ کا سامان اُدھر ہی ہر اُدھر ہی پوچھے تو کوئی ہر تھہیں دنیا کی خبر ہی تقصیر وہی جسے ہوئی بارِ دگر ہی</p>
---	--

رَوَندِا ہر غضب لشکرِ غم نے میرے دل کو ہوتی ہر دعا کا فرد ویندار کی مقبول اچھا ہر کہ جنگل میں ہو پانی کا سہارا	ایسی نہیں پامال کوئی راہ گزری اللہ کی سرکار میں لٹتا ہر اثر بھی لیجائے مرا نامہ رسان دیدہ تر بھی
--	--

فرماتے ہیں وہ سنتے ہیں جب داغ کے اشعار
اللہ زبان دے تو زبان میں ہو اثر بھی

ہم سے برگشتہ کسی کی نظر ایسی تو تھی شب کو جو حال رہا ہر وہ خدا پر روشن وہی دل ہر وہی لب ہن وہی اندازِ نیا کڑ گہڑی اور حبیبو نگاہ بہ بناوے کجوت سنگل یوسف کی جو تعریف سنی ہو یا بار بار آئے گئے نامہ و پیغام و سلام وصل کے ساتھ ہی جاتے رہے کیا لیلِ نیا اگ دل کی بھی اثر کر گئی شاید ہمیں	گرچہ تہی چشم تغافل مگر ایسی تو تھی تجہ سے امید مجھے خنجر ایسی تو تھی جیسی آب ہر وہ دعا بے اثر ایسی تو تھی فلک تجھ کو کہی اسی چارہ گر ایسی تو تھی منصفی شرط ہر دیکھو ادھر ایسی تو تھی تجھ کو جلدی کہی اسی نامہ برا ایسی تو تھی شام ایسی تو تھی وہ سحر ایسی تو تھی پیشتر سوزش داغ جب گر ایسی تو تھی
--	--

داغ صاحب کی محبت نہ چھپائے جیسے چھپی
ایسی مشہور ہوئی یہ خبر ایسی تو تھی

سنگتِ عہد سے ہوتا ہی کیا ہر ترقی کر رہی ہر اُن کی شوخی	انہیں اس بات کی پروا ہی کیا ہر ابھی ترپے گا دل تر رہا ہی کیا ہر
---	--

<p>ان آنکھوں نے ابھی دیکھا ہی کیا ہے حقیقت میں مگر دنیا ہی کیا ہے خدا کے گہر میں اب رکھا ہی کیا ہے مری فریاد سے ہوتا ہی کیا ہے زبانِ نامہ بر پر کیا ہی کیا ہے ذرا انصاف کر چبا ہی کیا ہے بجز اسکے مراد دعویٰ ہی کیا ہے نہو وحشت تو وہ صحرایہ ہی کیا ہے ہمارا آپ کما پر دا ہی کیا ہے بہت ہو گا ستم اتنا ہی کیا ہے محبت نے یہاں چوڑا ہی کیا ہے</p>	<p>بڑی آنکھیں تمہاری ہیں اگر ہوں حقیقت میں ہو تم دنیا سے اچھے ہمارے دل میں ہر ساری خدائی ملے گی حشر میں کیا دا دمجہ کو سمجھتا ہی نہیں قاصدِ مریات سنگایت ہی سہی عرضِ تمنا تجھے دنیا میں لونِ عقبیٰ میں چاہوں رہی کیوں اس دل ویران میں حشر ہمیشہ دیکھتی ہیں دل کی آنکھیں ادا ہر ابدِ اشدِ مشقِ جفا کی فقط اک جان وہ بھی تجھ پہ قربان</p>
--	---

اگر سن لین وہ حالِ زاراِ داغ
ترے کہنے کا پہر کہن ہی کیا ہے

کیسے ہیں جلوے یہاں کیسے کیسے
عیان کیسے کیسے نہاں کیسے کیسے

مطلع تانے

دیئے داغ نے امتحان کیسے کیسے
نشیب و فرازاں کو سمجھائے کیا کیا
مٹائے ہیں اُنکے گمان کیسے کیسے
ملائے زمین آسمان کیسے کیسے

بہو میں اُسے عنما زیاں کیسی کیسی
 وہ جیبا و پری دل سے کرتے ہیں عہد
 بنایا کئے مجھ کو مجرم وہ ناحی
 ملے زاپہر سپر کو حور تو بہ
 نہ آثار عشرت نہ سامان راحت
 چھٹے تافلے ولے اول ہی منزل
 نہ مانی نہ مانی مری بات اُسے
 کوئی پارسا ہو تو بہر بہر کے ساغر
 سکھانے پڑا نے کوہین دوست دشمن
 کہلائے میں گل نوکِ شرکان نے کیا کیا
 نہیں حید را باد سپر سے کچھ کم
 گنہ ویدہ : دل ہی ہمارا قاصد
 مرے ساتھ غیروں پہ بھی آفت آئی
 گذرگاہِ ارمان و حسرت رہا دل
 شکایت حکایت ہی میں رات گزری

بنے تہے سے رازوان کیسے کیسے
 تو کہا تھی ہر پلٹے زبان کیسے کیسے
 دلا یا کہنے بان میں بان کیسے کیسے
 وہاں ہو گئے رعا جوان کیسے کیسے
 نشان سے دیکھے نشان کیسے کیسے
 پڑے رہ گئے ناتوان کیسے کیسے
 ہوئے دوست ہمدستان کیسے کیسے
 پاتا ہوا جو سپہرِ مغان کیسے کیسے
 یہاں کیسے کیسے وہاں کیسے کیسے
 بندھے ہیں دل پر نشان کیسے کیسے
 یہاں ہی سچے ہیں مکان کیسے کیسے
 روان ہوئے ارمان کیسے کیسے
 نکالے گئے میھمان کیسے کیسے
 گذرتے رہے کاروان کیسے کیسے
 رہے تذکرے درمیان کیسے کیسے

وطن سے چلے داغِ جہم و گم
 چھٹے اہل ہندوستان کیسے

قیامت ہر اگر مین نے فغان کی
 تلاش آنکو ہر میرے راز دان کی
 تمنا اور وہ بھی امتحان کی
 کہاں ای چارہ گردل میں حرارت
 نہیں کچھ ہرزہ گو دیوانہ عشق
 دبا ہر خاک صرصر میں نشیمن
 کرے گی سجدہ میت بھی ہماری
 شب غم آنے خواب مرگ کیونکر
 تمہیں سناؤں کیونکر اس کی تہن
 مرے مرنے سے گو آنکو ہوئی عید
 دیر جانان پہ ہنگامہ نہ دیکھا
 دہن کو ہر مزا تیرے دہن کا
 خدا کے سامنے بھی بُت بنے وہ
 یونہیں رنجائے وہ بیٹھا کا بیٹھا
 رگِ سیلا میں باقی ہر ابھی دم
 نے اپنی حالت

فرشتے خیرہ ماگین آسمان کی
 نئی ترکیب بجلی امتحان کی
 خبر تھی کیسکو مرگونا گب ان کی
 یہ گرمی ہر فقط صلب فغان کی
 سنو تو کھ رہا ہر یہ کہاں کی
 نظر پڑتی نہیں اب باغبان کی
 کہ مٹی دی ہر اُسے آستان کی
 بیان دیکھی ہیں آنکھیں پاسبان کی
 مرے دل میں ہر کیفیت زبان کی
 خوشی جو چاہیے تھی وہ کہاں کی
 کمان اُتری ہوئی ہر پاسبان کی
 زبان کو چاٹ ہر تیری زبان کی
 ہمیں نے آنکی کیفیت بیان کی
 کہلی رہا یمن آنکھیں پاسبان کی
 لگا دے اور بھی اک امتحان کی
 بیان کی اور چھہ تجھے بیان کی

شکر داغ کے اشعار بولے

خدا جانے یہ بولی ہر کہان کی

جو خدا کی توبہ منوائے اصلاً ہم نمائینگے
 زمین خلوت سر میں آپ تنہا ہم نمائینگے
 وہ کہتے ہیں قیامت تک یہ دعویٰ ہم نمائینگے
 اگر سارا زمانہ مان لیکھا ہم نمائینگے
 یقین آتا نہیں قاصد ہر جوٹا ہم نمائینگے
 نہیں ہر کوئی دنیا میں کسی کا ہم نمائینگے
 مگر معشوق ہو وعدہ کا سچا ہم نمائینگے
 اُٹھاو گے اگر عقبیٰ میں جھگڑا ہم نمائینگے
 ہم ہوں آب و آتش و فون کیا ہم نمائینگے
 نکلیجائے کہی دل سے تمنا ہم نمائینگے
 یہ کہنا مان لینگے ہم یہ کہنا ہم نمائینگے

کہی ہم سے نہ کہنا تیرا کہنا ہم نہ مانیں گے
 خیال غیر ہوگا دل ہمارا پاس بان ہوگا
 گواہی کون دے میرا ثبوت عشق کیونکر ہو
 رزائی کہان پیدا فقط کہنے کی باتیں ہیں
 ہم ایسے ہی تو ہیں وہ ہم کو چھین اس غایت سے
 بہت جلد دیکھان دو قالب ہم نے دیکھے ہیں
 بلا سے گر کوئی اس بات کا دل میں برائے
 سوال مانگا یہ ہر دنیا میں کر اوصیاء
 وہ کہتے ہیں ہم انکے جاہ سوزان نہیں بل
 نکلیجائے اگر ہلو سے دل یہ ہر یقین ہم کو
 بڑھے تکرار کیوں پہلے ہی اسکا فیصلہ ہو

تہیں خطِ غلامی داغ لکھ دے کیا سند سہی
 کہ ایسا شخص ہو بندہ کسی کا ہم نمائینگے

کہ شاخِ گل سے جب انکی کھاتی ہوتی جاتی ہر
 آسیری ہوتی جاتی ہر مائی ہوتی جاتی ہر
 بہت شہو میری خوشنوائی ہوتی جاتی ہر

نزدک مانع دور آزمائی ہوتی جاتی ہے
 پہنسا کر زلفین دل غیر ہر انکی بھلا کہے
 مبارکباد صیاد کو شہرہ اسیری کو

<p> بڑا یا شوخی آگے ہٹا یا خوف نے پیچھے کھلیا یکن بل ملنا نہ چھوڑ و راست بازوئے ہمیں ہی صبر آئے صاف کبد و ہم نہیں تھے مخاطب ن کسی سے نرم ہیں نہ چوٹ پہ چھیر و چشم فتنہ ز اسے دیکھا کہ آئینہ کہتے ہیں ابھی سے کیا ہوا جاتا ہر خون شد عیار ب خدا جانے یہ ہر کیا بھید کیا ہوا بویا کاف نہ میں آتش نہ وہ سیما یارب کیا سبب کا خدا ہر طالب دیدار محشر کوئی رنجائے </p>	<p> رسائی میں ہی س تکنا رسائی ہوتی جاتی ہر بہت سیدھی ہری کج ادائی ہوتی جاتی ہر الگ بہرہ کیون اپنی پارتی ہوتی جاتی ہر مرے ہی سامنے میری بڑائی ہوتی جاتی ہر بہت ایشو بخجین جیائی ہوتی جاتی ہر کہ رنگ کا نڈھ خط کی حنائی ہوتی جاتی ہر جد ہر تو ہر ادھر ساری خدائی ہوتی جاتی ہر جہاننگ دل ملا تا ہون جدائی ہوتی جاتی ہر بہت مشہور تیری خود نمائی ہوتی جاتی ہر </p>
---	--

کدورت سی کدورت نہی مٹایا داغ کو جس نے

بحمد اللہ اب اُن سے صفا فی ہوتی جاتی ہے

<p> سب سے تم اچھے ہو تم سے مری قسمت اچھی حُسن معشوق سے ہی حُسن سخن ہر کیا میری تصویر یہی دیکھی تو کہا شکر مگر ہر طرح دل کا ضرر جان کا نقصان دیکھا کس صفائی سے کیا وصل کا تو نے انکا ہجر میں کہ کو بلاؤں نہ بلاؤں کہ </p>	<p> یہی کجخت دیکھا تیری صورت اچھی ایک ہوتی ہر ہزار دن میں طبیعت اچھی یہ ہر شخص ہر اسکی نہیں نیت اچھی نہ محبت تری اچھی نہ عداوت اچھی اس نخل پر تو زبان میں تری لکنت اچھی موت اچھی ہر اکہی کہ قیامت اچھی </p>
---	--

<p>قبر میں نیند اڑاتے ہیں نگہ میری محبت دیکھنے والوں سے انداز نہیں چھپتے ہیں میری شامت کو کما فی السہ دشمن کی شبیہ میری تربت پہ بیہ ظالم نے کہا چپ کر جو ہوا آغا زمین بہتر وہ خوشی ہو بدتر آدمیت سے علاقہ ہر نہ دنیا کا فرا پہٹ کر روئے بظاہر جو لحد پر دشمن ہمنشینوں کو مشیروں کو ترے دیکھ لیا ہر سرباز فروشی تو حسد یہ اہمیت عجب اپنے ہی بیان کہنے لگے آخر کا خود ستائی پہ نہ محمول ہوا شکیب تم بنو تو سہی نہر و محبت کے گواہ</p>	<p>ان سوالوں سے تو دشمن کی حکایت اچھی ہم کو پردہ میں نظر آتی ہر صورت اچھی مسکرا کر یہ کہا اُسے نبایت اچھی ملگنی عیش آباد کی تجھے فرصت اچھی جس کا انجام ہوا چھا وہ مصیبت اچھی یہ جہنم سے ہر کس بات میں جنت اچھی اس بیان سے بہائی مری تربت اچھی بری صحبت جو بری اچھی ہو صحبت اچھی بیچ ڈالو اسے مل جائیگی قیمت اچھی ہو گئی انکو برا کہنے کی عادت اچھی کہہ ن کس منہ سے کہہ میری طبیعت اچھی ایسے دعوے میں توجہ دینی ہی شہادت اچھی</p>
---	--

زور و زرب سے ہیں کہیں داغ حسین ملتین

اپنے نزدیک تو ہر سب سے اطاعت اچھی

<p>جس کی یہ رات کیسی رات ہر انکی منہ نایش نہی دن رات ہر تکو صحبت خیر سے دن رات ہر</p>	<p>ایک میں ہوں یا نہ انکی ذات ہر اور تھوڑی سی مری اوقات ہر دیکھو اپنی بات اپنے بات ہر</p>
---	---

آدمی خوش وضع خوش اوقات ہر

اللہ تیری شان کے قربان جائیے
 سید ہی طرح نہ مانے گا مان جائیے
 اس دل کے شوق کو تو ابھی مان جائیے
 ہر روز کیون نہ جائیے وہاں جائیے
 اتنوں میں کون چور ہے پہچان جائیے
 جاتے ہیں ایسے آنے سے اوسان جائیے
 پہلے تو جان جائیے پھر مان جائیے
 محسوس آئے تو پشیمان جائیے
 کیونکر نہ ایسے جھوٹ کے قربان جائیے
 کچھ رکھیے کچھ نکال کے ارمان جائیے
 میں آپ کا نہیں ہوں نگہبان جائیے
 یہ اور کو جانیے احسان جائیے
 منوائے رقیب کو یا مان جائیے
 گہر میں خدا کے ہی تو نہ مہمان جائیے
 سن سن کے کچھ نہ مانے کچھ مان جائیے
 جنت میں جائیے تو پریشان جائیے

اب وہ یہ کہہ رہے ہیں مری مان جائیے
 بگڑے ہوئے مزاج کو پہچان جائیے
 اللہ جانتا ہے اگر جان جائیے
 کسکا ہر خوف روکنے والا ہی کون ہے
 محفل میں کسے آپ کو دل میں چپا لیا
 بین توری میں بل تو نگاہیں پھر مٹی
 دو مشکلیں ہیں ایک جتانے میں شوق
 انسان کو ہر خانہ ہستی میں لطف کیا
 گو وعدہ وصال ہو جو مانا تو ہے
 رہ جائے بعد وصل بھی چٹک لگی ہوئی
 اچھی کہی کہ غیر کے گہر تک ذرا چلو
 آئے ہیں آپ غیر کے گہر سے کھڑے کھڑے
 دونوں سے امتحان وفا پر یہ کہہ دیا
 کیا بد گمانیاں ہیں انہیں مجھ کو حکم ہے
 کیا فرض ہے کہ سب مری باتیں قبول ہوں
 سودا یاں زلف میں کچھ تو لٹک ہی ہو

<p>دل کو جو دیکھ لو تو یہی پیار سے کہو جلنے نہ دنگا آپ کو بے فیصلہ ہوئے یہ تو سب کہ آپ کو دنیا سے کیا غصہ غصہ میں ہاتھ سے یہ نشانہ نہ گر پڑا یہ مختصر جواب بلا عرض وصل پر</p>	<p>قربان جائیے ترے قربان جائیے دل کے مقدمے کو ابھی چہاں جائیے جاتی ہر جس کی جان اُسے جان جائیے دامن میں لیکے میرا گریبان جائیے دل مانتا نہیں کہ تری مان جائیے</p>
<p>وہ آزمودہ کار تو ہر گرو لی نہیں جو کچھ تلسے داغ اُسے مان جائیے</p>	
<p>اس لئے وصل سے انکار ہر ہم جان گھر تو وہ ہر سب بت کا فر ترے قربان گھر دعوتی مہر و وفا پر وہ بُرا مان گھر غیر کے دل میں نہوں اُسکی تلاشی اپنا تیرے عاشق کا جواز نہ گیا ہو گھر کیا کرے دیکھتے ہر روز کا آنا جانا دیکھہ کہتے ہیں اسے آئی گئی کا سودا آپ ہی قید ہوئے جاتے ہو اپنے گھر یا ابھی کہیں ناشتی تو نہیں راز و عدم کہتے ہیں شکوہ پیدا کر گچا پہر بھی</p>	<p>یہ نہ سمجھے کوئی کیا جلد کہا مان گھر جو خدا کو بھی نہ مانیں وہ تجھے مان گھر اُٹے نا دم ہوئے احسان کے احسان گھر کہ شب چہر میں چوری مرے آمان گھر ابھی اس راہ سے کچھ لوگ پریشان گھر کہ جہاں شام ہوئی اور وہ جہاں گھر ہم ترے آتے ہی سو جان سے قربان گھر بدلیاں رہتی ہیں وہ آئے یہ دربان گھر جانے والے جو یہاں چوڑے سامان گھر ہنس اگر روز جزا تیرا کہا مان گھر</p>

<p>رگِ گمِ دشتِ محبت میں نہ کچھ سناخصر دیا آجکلِ نالہِ قبل میں ہی تاشیرِ نہیں اُنکے عاشق ہیں وہ جانیں کہ نجائیں جہک عشقِ منہ پر سرے لکھا ہو تو کیا اسکا علاج تجھ کو مشاق نہ رکھتا تھا شبِ وصلِ انہیں ہمنے آتے ہی یہ محفل میں تماشا دیکھا خانہِ دل ہر ابھی کہ مسافر خانہ آرزائش ہی پٹیرا تھا محبت کا ثبوت خدشِ خارِ متنانے لٹا رکھا تھا</p>	<p>حضرتِ خضر ہی دو چار ہی میدانِ گم کیا عجب گلِ یہ چارے کہ سرے کان گم یہ سمجھتے ہیں کہ جب جان گمِ مان گم جان پہچان نہ تھی اور وہ چھپان گم حور کے واسطے کیا چوڑے کے ارمان گم غیر کے ہوش اُڑے آپ کے اُڑسان گم کیتے ہی کئے یہاں کیتے ہی اوان گم اب تو پہچان گمِ جان گمِ مان گم تیرے ارمان گمِ دل سے کپیکان گم</p>
--	--

بندہٗ عشق ہو ایسے کہ راہی تو تہ
 تم تو معشوق کو ایداعِ خدا جان گم

<p>وہ خم و عدہ کر کے جو خاموش ہو کر تجھٹ بھی آج حضرتِ زاہد نے صفا کی کاغذی میرے قتل سے اتنا انہیں بچا احباب کو جازہ اُٹھانا ہی باربتا بگڑا سراج اُٹکا تو محفل بگڑ گئی ماتم ہر طعل اشک کا یا دل کا سو گئی</p>	<p>امید وار ہوش سے بیہوش ہو کر میں نوش کیا ہوئے کہ بلا نوش ہو کر دو چار دن کے واسطے روپوش ہو کر ہم خاک میں ملے وہ سبکہ و شش ہو کر سامانِ عیش اُڑا کے مرے ہوش ہو کر کیوں سردمان ویدہ سیہ پوش ہو کر</p>
---	--

پیدا طبع متون میں بہت جوش ہو کر اکثر ستون در سے ہم آغوش ہو کر کیا غور ہے کہ وہ ہمہ تن گوش ہو کر	ہاں ہاں ہر ٹہر کے اُٹھا رخ سے تھا کیا کیا شبِ فراق رہی ہم کو بخود ہی میری بُرائی ان تو نہ کر تا ہو مدعی
---	---

اے داغِ زمانہ ماضی کے ذوق شوق
یکبار دل سے محو و منہ آغوش ہو کر

اُس نے جب اک نگاہ دیکھا ہے سچ بتا تو نے بھی شبِ فرقت دل ہے دو نون طرف کا جانبِ دل مجھ کو بے جرم کیوں نہ ملتی بزمِ مین مجھ کو تال کر بولے ساتھ اُس بت کے اہل تقویٰ کو آئینہ دیکھ دیکھ کر تنے اُس سے پوچھا ہے اُس نے اپنا حال	حالِ دل کا تباہ دیکھا ہے کبھی روزِ سیاہ دیکھا ہے کہیں آگاہ دیکھا ہے کچھ نہ کچھ تو گناہ دیکھا ہے چپ کے بیٹھے ہو واہ دیکھا ہے صورتِ گردِ راہ دیکھا ہے کیا سفید و سیاہ دیکھا ہے جب کوئی داغِ خواہ دیکھا ہے
--	--

واقعی ہمنے تیرے کوچہ میں

داغ کو گاہ گاہ دیکھا ہے

ساتھ شہِ خن کے کچھ حجاب بھی ہے رہم کر میرے حال پر واعظ	اس ادا کا کہیں جواب بھی ہے کہ اُمنگین بھی ہیں شباب بھی ہے
---	--

<p>یہ گران بھی ہر انتخاب بھی ہر مہربانی بھی ہر عتاب بھی ہر دیکھ اس قسم کی شراب بھی ہر ساتھ عالم کے انقلاب بھی ہر دن بھی ہر گرم آفتاب بھی ہر یہ گنہ بھی ہر یہ ثواب بھی ہر صبر کے ساتھ اضطراب بھی ہر آدمیت کا کچھ حساب بھی ہر بیوفا جان بھی شباب بھی ہر دشت میں بحر بھی شراب بھی ہر اس سے بڑھ کر کوئی عذاب بھی ہر نشتہ بھی ہر حصارِ خواب بھی ہر</p>	<p>عشق میں ہر متاعِ درد کی قدر مار ڈالا ہے اس دوزنگی نے سُن لی کیفیتِ جانِ واعظ کیا ہسٹا بھی ترا عالم چھپٹے وقت گھر چلے جانا عشق بازی کو ہر سلیقہ شرط کچھ مجھے پاس کچھ مجھے اُمید اس جہاں پر وفا کروں کب تک تجربہ سانا آشنا نہیں کوئی دل ہمارا ہر تشنہ مقصود سوچیں ہم ہر اک تری بخشش ہوش میں ہو تو کچھ کہیں ہم</p>
--	---

داغ کا کچھ پتا نہیں ملتا
کہیں وہ خانانِ خراب بھی ہر

<p>اجل مر رہی تو کہاں آئے آئے بہت دیر کی محرابان آئے آئے کہاں رگیا از معنائِ آئے آئے</p>	<p>پہرے راہ سے وہ یہاں آئے آئے نہ جانا کہ دنیا سے جانا ہر کوئی سنا ہر کہ آتا ہر سرنامہ بکا</p>
--	--

یقین ہر کہ ہو جائے آخر کو سچھی
 سنانے کے قابل جو تہی بات اُکو
 مجھے یاد کرنے سے یہ مدعا تھا
 کلیجا میرے منہ کو آنیگا اک دن
 ابھی سن ہی کیا ہر جو بیباکیاں ہوں
 چلے آتے ہیں دل میں ارمان لاکھوں
 نتیجہ نہ نکلا تہکے سب پیامی
 متہرا ہی مشاق دیدار ہوگا
 تری آنکھ پہرتے ہی کیسا پہرہ
 پڑا ہر بڑا پیسچ پہرہ لگی میں
 میرے آشیان کے تو تہہ چار تنکے
 کیسے کچھ انکو اُہار تو ہوتا
 قیامت بھی آتی تھی ہمراہ اُس کے
 بنابہ ہمیشہ یہہ دل باغ و صحرا

میرے منہ میں تیری زبان آتے آتے
 وہی رہ گئی درمیان آتے آتے
 نکلیجے دم بچیاں آتے آتے
 یونہیں لب پر آہ و فغان آتے آتے
 اُنہیں آئین گی شوخیان آتے آتے
 مکان پہر گیا میہمان آتے آتے
 وہاں جلتے جلتے یہاں آتے آتے
 گیا جان سے اک جوان آتے آتے
 میری راہ پر آسمان آتے آتے
 طبیعت رُکی ہر جہان آتے آتے
 چمن اڑ گئے اندھیان آتے آتے
 نہ آتے نہ آتے یہاں آتے آتے
 مگر رہ گئی ہمعنان آتے آتے
 بہار آتے آتے خزان آتے آتے

بہین کہیں اے داغ یار و نہ کہند
 کہ آتی ہر اُردو زبان آتے آتے

ہو گئی دونوں جہان سے مجھ و جہتی

ملگنی بیخود ی شوق میں احسب کیسی

کیا کہوں دل نے اُٹھائی ہر اذیت کسی
 چہوڑ دی مشق ستم چھٹ گئی عداوت کسی
 ایک دل لاکہ خیال ایک نظر لاکہ جمال
 کیسکی ٹھوکر کا ہر مشتاق مزار عاشق
 اپنی آنکھوں میں سما یا ہر کچھ ایسا جلوہ
 کہینچتا ہر مجھ کا نٹوں میں جنوں وقت علاج
 عکس ہی آئینہ میں چار گہری بعد آیا
 خار خارِ سرِ بستر سے نہ چھوڑا دامن
 جُھپڑا رام ہر کیون تو نے مرا غم کہا یا
 بندہ چاہے جو خدائی کوئی مات گنتی ہر
 عیش و اقبال عجیب شہر یہ ہم دیکھتے ہیں
 جو رشتہ کی پرش ہی نہیں دنیا میں
 خواری عشق کا رتبہ کوئی جسے پوچھے
 عذریجا ہی سے ظالم نے ندی جھکوتجا
 امتحان اور جو باقی ہیں وہ یوں ہوئے ہیں
 ساتھ بغیر دیکھے وہ کیا چوڑ گئی چنگاری
 حور سے بحث نہیں ہاں یہ بتا کر زائد

مرنے والے کی رہی رات کو حالت کسی
 باندہ لی آپ نے ساتھ اپنے عداوت کسی
 کوئی دیکھے تو یہ وحدت میں ہر کثرت کسی
 بے نشان ہو کے اُبھرائی ہر تربت کسی
 نبین تمیز بُری ہوتی ہر صورت کسی
 اور شر ماتی ہر وحشت کہ یہ وحشت کسی
 بڑ بگبی حد سے بڑا انگلی نزاکت کسی
 رہی کانٹوں میں ابھکر شبِ فرقت کسی
 اور ہوتی ہر امانت میں خیانت کسی
 لوگ قیمت کو لئے پھرتے ہیں قیمت کسی
 چار ہی دن میں بدل جاتی ہر صفت کسی
 اپنے بندہ سے خدا کو ہر محبت کسی
 ایسی دولت کی کیا کرتے ہیں غرت کسی
 شکوہ حیر کہاں شرحِ مصیبت کسی
 یہ بھی انداز ہر مجھ سے اُنہیں نفرت کسی
 میرے ہمراہ جلی ہر مری تربت کسی
 آکھ دو لاکھ میں ہوا ایک وہ صورت کسی

دوست یکرنگ جو اکیا کہیں بل بیٹھے ہیں	لطف کے ساتھ گذر جاتی ہو صحبت کیسی
میں جو خاموش ہو یہ صرف تمہارا منہ ہو کر	ورنہ ہر بات ہوا کہ تیرا شکایت کیسی

دہمکیاں دیتے ہو تم جذبہ دل کی ادا
بندہ پرور یہ محبت میں حکومت کیسی

جا کر اُس بزم میں آجاتی ہر شامت کیسی	میرے امہ نے رکھ لی مری غمت کیسی
عشق نے دی ہیں دعائیں دم چلت کیسی	مجھے مل ملے گلے رونی ہو حسرت کیسی
آدمی مر کے جیسے ہو یہ مصیبت کیسی	یہیں انصاف نہ ہو جائے قیامت کیسی
کہہی آتی ہیں تصویر میں جو دو تصویریں	کیا کہوں میں کہ بہشت کی ہو طبیعت کیسی
سحر و سفا کی ویسب باکی و شوخی و عتاب	جسکی آنکھوں میں یہ فتنے ہوں و تکیسی
لے ہی تو لینے گنہگار و نکے ہوتے زاہد	یہ تو دوزخ کے گلی قابل نہیں جنت کیسی
خواب میں ہی جو بڑا سنے کہا سنے سنا	جلد ہوتی ہو جُری بات کی شہرت کیسی
آپ ہی جو کرین آپ ہی پوچھیں مجھ سے	یہ تو فرمائیے ہو آج طبیعت کیسی
اب تو دو چار ہی نا لون کارا تھا جگر آ	باروی حضرت دل آپ نے ہمت کیسی
چل کے دو چار قدم اگ لگا دی کس نے	تلا لاتی ہوئی پہرتی ہو قیامت کیسی
اسکو میں نے بھجلیجے سے لگا رکھا ہو	درد نے پائی مرے سینہ سے اکت کیسی
بے محل بات بہلی ہی تو برصحا ہوتی ہو	شکر کرتے ہوئے ڈرتا ہوں شکایت کیسی
کوئی دنیا میں نہیں تیری طرح ہر جا	اعاجل تجھ کو بھی ہو گردش قیمت کیسی

<p>تہیئے تھیئے کہ کھجائے مری جان خیرین ہتے کہاں رات کو آئینہ تولی کر دیکھو اپنے جینے کی دعا بھی تو نہیں کی جاتی نگہ یار کو میں دل میں جگہ دوں یا کیکن چہرہ ہر وقت کی اچھی نہیں یہ یاد رہے بخندے پرش اعمال سے پہلے یار شعر تر نکلے تو وہ نحت جگر ایا کر دل کو سمجھائیے نگے ہلائیے نگے پھیلائیے نگے</p>	<p>میں تو رخصت نہو آپ کی رخصت کیسی اور ہوتی ہر خطا وار کی صورت کیسی سی دیئے ہونٹ خموشی نے شکایت کیسی چور ہو جب کوئی مہان تو عزت کیسی کبھی کیسی ہر کبھی اپنی طبیعت کیسی پوچھ کر کوئی اگر دے تو سخاوت کیسی اپنی اولاد سے ہوتی ہر محبت کیسی بعد مر جانے کے مل جائے گی نصیب کیسی</p>
--	---

نظر آتا ہے پیر و جو کوئی شوخ و شریر
 گدگداتی ہر پھر امداد طبعیت کیسی

<p>کیا خوف ہو آنکو جو ملے داؤ کیسی ہر دل میں نئے در سے ہر یاد کیسی منصف ہو اگر دو پیگے تم داؤ کیسی جب قطع تعلق ہو تو پیر پاس کہا نکا آرام طلب ہوں کرم عام کے طالب دل تہا سے ہو پرتے ہیں سب گبر و ملان اُس حُسن جہان سوز سے برپا ہر قیامت</p>	<p>کچھ کھائے تو جاتی نہیں فریاد کیسی ملتی نہیں منہ یاد سے فریاد کیسی سستی ہی پڑے گی تہیں فریاد کیسی رکھتا لگی لپٹی نہیں آزاؤ کیسی یوں مفت میں نشتی نہیں بیدار کیسی کیا یاد ہو کیا یاد ہو کیا یاد کیسی ایسے میں کرے کیا کوئی امداد کیسی</p>
--	--

<p>پوری نہیں ہوتی کبھی میعاد کی آئے تجھے آئی دلِ ناستا کی مٹ جائے اگر لذتِ بیدار کی اگلی نہیں رہتی مرے جلا کی اسکو ہی اچک لیتی ہر فریاد کی اُف اُف وہ حسینِ شکلِ خدا کی تعمیر کسی کی ہو تو بنیاد کی جاگیر نہیں ہو عدم آباد کی جنت میں بھی یاد آئیگی بیدار کی اسی حضرتِ دل کیجئے امداد کی</p>	<p>بڑبڑتی ہو جست کی اسیری میں کبھی پڑتی ہی نہیں کل کسی کروٹ کسی پہلو ایمانِ توجبِ الٰہیچ ایشانِ کریمی بھگی تو سہی جان اگر سہلِ بنگلی جب دیکھتی ہو نالہ لبسِ بل میں اثر کبھی اللہ کرے زندہ رہیں دیکھنے والے پہچن کا فتنہ جو بنا بڑھ کے قیامت گہر کے اگر موت بھی مانگوں تو کہیں وہ کیا عیش بھلا دیکھا یہ آزارِ بھگت ہوا الفت دشمن میں برا حال کیسا</p>
---	---

کنجت وہی داغ نہو دیکھو تو جا کر
 بے چین کیئے دینی ہر دیر کی

<p>اتنا ہی کہہ کے چھوٹ گئے وہ خطا ہوئی اچھی کبھی یہ ایک ہی اسی دربار ہوئی نا صبح کی بات بات ہماری دعا ہوئی وہ مر گیا وہ روح کیسی ہوا ہوئی آج اُنے صاف صاف مری بڑھلا ہوئی</p>	<p>پریش جو اُنے ظلم کی روزِ جزا ہوئی دل لیکے پوچھتے ہو نری خیر کیا ہوئی کس دن مستولِ خاطر اہلِ فاما ہوئی جلوہ دکھا کے دیکھ لیا بزمِ نار ہوئی بے دود و دھوئے نہ نکلتا کبھی خبا ہوئی</p>
--	--

اک بات میں بگڑ گئی یہ بات کیا ہوئی
 کہتا ہوں بات جوڑ کے بخشو خطا ہوئی
 دو ٹوک اُسنے یا نہ ہوئی آج یا ہوئی
 کیا بند تیرے عہد میں راہ فنا ہوئی
 بخشش سیکی ہو گئی جس سے خطا ہوئی
 کسکی طرف سے یہ تو کہا بتا ہوئی
 کیا جانے کس غریب کی حاجت روا ہوئی
 یہ جان تو نہیں کہ ہوئی جب جلا ہوئی
 چاروں طرف سے حق میں جبار دعا ہوئی
 جس بندہ خدا سے نہ طاعت ادا ہوئی
 میں دام پہیر لو لگا اگر بد مزا ہوئی
 میری فغان ہوئی کہ تمہاری ادا ہوئی
 کیا یہ ہوا کہ دخت رز پار سا ہوئی
 میری قضا کے ساتھ یہ اچھی ادا ہوئی

یہ بات کہتا ہوں کہ بخشو خطا ہوئی

پوری ابھی سنی ہی نہیں تمنہ داستان
 کیون میں نے کی شکایت ہجران بجا دست
 جاتے ہیں بزم غیر میں ہم ہی ہر سے ہو
 جیتا ہر دیکھ دیکھ کے تجھ کو ہر اک بشر
 رحمت کے کارخانے میں اعطا کچھ اور ہی
 بند قبا سگتہ میں دامن ہر چاک چاک
 خنجر میں تیرے خون کی بوکا رہی ہر آج
 دل ہاتھ سے گیا ہر تو پہر مل ہی جائیگا
 است اثر تو مالہ پُر رونے کیا
 کہتے ہیں وہ ہماری اطاعت کر گا کیا
 واعظ طہور کی قیمت گران سہی
 مشہور ہر زمانہ میں دونوں کی لاگت
 یا پی پلا کے حضرت زاہد ہی رنگ لا
 قاتل نے بعد قتل پڑی عید کی نماز

ارداع کسکو دیکھ لیا تو نے خبیث

اتک تو ہوش میں تھا تجھے کیا بلا ہوئی

یہ جیلے نظر آتے ہیں نادان کوئی دکن

ذباہ نہیں سب عیش کسان کوئی بکن

بین غمِ مرغان خوش الحان کوئی دم
 عالم ہر شب دروز ترے وصل کا خواہاں
 درختی ہجر بلا ہی تو مرے روز سیتے
 میباک ہوئے جلتے ہیں اب وہ کوئی نہیں
 دل دیکے اب اُس شوخ پہ جاتی ہر میرجان
 بین رنگ و بہارِ چمنستان کوئی دن کے
 کراتا ہر کوئی رات کے آراں کوئی دن کے
 ہو سکتی ہر روکش شب ہجران کوئی دن کے
 دربان کوئی دن کے ہیں گمیان کوئی دن کے
 بین اور ہی تقدیر میں نقصان کوئی دن کے

بین غمِ مرغان خوش الحان کوئی دم
 عالم ہر شب دروز ترے وصل کا خواہاں
 درختی ہجر بلا ہی تو مرے روز سیتے
 میباک ہوئے جلتے ہیں اب وہ کوئی نہیں
 دل دیکے اب اُس شوخ پہ جاتی ہر میرجان



لیجائے کہان دیکھئے اب گردشِ قسمت
 دلی میں ہم اے داغِ ہین ہجان کوئی دن کے



ہمیں بندہ پرورِ غلامی کرینگے
 یہی ناکہ شیریں کلامی کرینگے
 حمایت مری اُنکے حامی کرینگے
 خبابِ خصمہ کو مفاہمی کرینگے
 وہی آپ کی نیکنامی کرینگے
 ذرا پختگی میں جو حامی کرینگے
 وہیں تو وہ محشرِ خرامی کرینگے
 یہہ کوئی کرینگے بہہ شامی کرینگے
 یہہ بس یاد اشعارِ جامی کرینگے
 کسی اور کی اب غلامی کرینگے

اطاعت میں اغیارِ حامی کرینگے
 وہ کیا چارہ تلخکامی کرینگے
 کرونگا جب انظارِ رنج و مصیبت
 یہہ ہنسیری ہو آوارگانِ محبت
 ہوئے آپ بذامِ جن جن کے پیچھے
 یہہی غم رہیگا مرنے و مٹنے
 یہہ جب ناکہ ہوگی جہانِ خاکِ عاشق
 کریں ہم دعا آپ سے توبہ توبہ
 کوئی کچھ پڑیا کرے معجون کو
 کہنا تنگ اُٹھائیں یہہ نازکِ مزاجی

<p>رہیگا نہ دشمن تو مجھ کو خوشی کیا قیامت بھی مٹ جائیگی ہر قدم پر میرے قتل کے روز میل لگیگا عجب شان پر رحمت عام ہوگی</p>	<p>وہ خود اسکی قایم مقامی کرینگے قیامت کی وہ خوشخبری کرینگے یہ جاب وہ اک دم دم دہائی کرینگے خوشی خاص بند و مہین عامی کرینگے</p>
<p>نہ گہراؤ تم داغ مطلب تھا آداب پیامی سلامی کرینگے</p>	
<p>دل پریشان ہوا جاتا ہر خدمت پیرِ مغان کر زاہد موت سے پہلے مجھے قتل کرو لذتِ عشق اکہی مٹ جا دم ذرا لو کہ مراد تم پھر گریہ کیا ضبط کروں انہی صبح بیوفائی سے بھی رقعہ فیتہ عرصہ حشر میں وہ اپنے مدد امر ہمت دشوار پسند چہائی جاتی ہو یہ چشتی شکوہ سن آنکھ ملا کر ظالم</p>	<p>اور سامان ہوا جاتا ہر تو اُبتِ انسان ہوا جاتا ہر اُسکا احسان ہوا جاتا ہر دردِ ارمان ہوا جاتا ہر ابھی شہربان ہوا جاتا ہر اشکِ پیکان ہوا جاتا ہر وہ مری جان ہوا جاتا ہر صاف میدان ہوا جاتا ہر کام آسان ہوا جاتا ہر گہرِ بیابان ہوا جاتا ہر کیون پیشیمان ہوا جاتا ہر</p>

<p>خاک آرمٰں ہوا جاتا ہر توہی نادان ہوا جاتا ہر قید مہمان ہوا حبّاتا ہر</p>	<p>آتش شوق بجھی جاتی ہر عذر جانے میں کراہی فاصد مضطرب کیوں آرمٰں دل میں</p>
<p>داع خاموش نہ لگجائے نظر شعر دیوان ہوا حبّاتا ہے</p>	
<p>ہم نہیں بیچتے کچھ زور زبردستی ہر نیند غفلت کی ہر یا چاہانی چوٹی ہر ہم ہی بستے ہیں جہاں خلق خدا بستی ہر روکشی اُس سے کرے تو تری کیا ہستی ہر ہم یہ سمجھ کہ یہی وجہ تہید ہستی ہر مار کہتی ہر یہ ناگن یونہیں کٹی ہستی ہر ہم پر آوازے ہماری ہی فغان کستی ہر چشم بد دور یہ قاتل کی شہکد ہستی ہر فاقہ ہستی تری کیا بات ہر کیا ہستی ہر نیتی کہتے ہیں جبکہ وہ ہی ہستی ہر پانوں سے ناقہ لیلیٰ کے نہیں ہستی ہر پست ہمت کو بلند ہی ہی ہو ہستی ہر</p>	<p>خسرو آں کیو کیا مہینگی ہر یا ہستی ہر مجھ کو جلو سے غش آیا اسے گذرا یہ گمان اس ملک چین سے دم بہر تو پڑا رہنے کو ہر ہمیشہ رخ رنگین کی بہار اے گل تر ہات سے دامن اُمید کرم چھوٹ گیا زہر چڑھتا ہر تری زلف کے نظار سے ہر یہ آبِ بے اثر ہی غیر کے طعنے کیسے دل کے سوکڑے اڑتے تن کو خبر تک نہ ہوئی نغمتیں ساگر جہاں کی ہوں تو پروا نہ کر کوئی دم موت کا کہنگا نہیں جاتا دل سے کہیں روتا تو ادھر سے نہیں گذرا خجوں حوصلہ چاہیے انسان کو پائے جو عروج</p>

<p>شاخ گل نارِ گل سے مکتی ہو ور نہ پہراور ہی عالم کو یہ چل سکتی ہو</p>	<p>بہرِ گلشت جو آتا ہر وہ نازک اندام آدمی روح کو آرام سے رکھے ہو</p>
<p>حیدر آباد رہے تا بہ قیامت قائم یہی اب داغِ مُسلمانوں کی اک بستی ہو</p>	
<p>یہ نئی طرح کی عیاری ہو مجھ کو ایک ایک گہڑی بہاری ہو اک چمکتی ہوئی چنگاری ہو مردمک مردم بازاری ہو کس سے یہ جنگ کی تیاری ہو سخت محسوری و ناچاری ہو پتھر اپنی جگہی بھاری ہو اُسکی شرکان کا قتل جاری ہو آپ کا پاس منکھواری ہو بات کرنے کی گنہگاری ہو دخترِ رز کا قدم بہاری ہو یہی آدمی ہو یہی ساری ہو وضع داری بڑی ہیاری ہو</p>	<p>غیر سے میری طرف داری ہے اُنکو وعدہ میں بھی دشواری ہو میرے دل میں وہ حسرتی فتنہ چشمِ فغان میں کہاں شرمِ بچا عسمرہ و ناز نے کہیں سچی نوا کم نہیں موت سے دل کا آنا سنگِ اسود نہ ملا کعبہ سے آکھیں بھرتی ہیں ہزاروں فتنے کیا کریں شولبِ جسمِ جگر عرضِ مطلب پہ زبانِ قطع ہوئی اُنے چکر میں جنابِ زاہد اُتنی ہی رات ہو جتنی سمجھو یہ رہے جان ہے یا نہ ہے</p>

داغِ دشمن سے ہی جُک کر ملے

کچھ عجب چیز ملتا رہی ہر

<p>خوش کسی حال میں انسان رہا ہر نہ دست معشوق سہی پنجہ وحشت نہ ہی نہ کیا قتل یونہیں سب کو گھلا کر مارا میرے ہی قتل کی حسرت بر ولین قہری جو حقیقت سے خبردار ہوا یا ہوگا کرتے ہیں عشق کا ہم جان لگا کر سودا خون عاشق سے ہمیشہ ہی ہا فندق بند دلِ پتلا کو کیوں لطف میں اُجھاتے ہو داخل کیا ہم سے محبت میں جو بازی لیجائے راہ میں تیرنگہ دور سے لیتا خبر</p>	<p>ہوئے کے بیفکر کسی آن رہا ہر نہ ثابت اپنا تو گریبان رہا ہر نہ مرنے والوں کے سر احسان رہا ہر نہ بجرا سکے کوئی ارمان رہا ہر نہ پہر حقیقت میں وہ انسان رہا یا نہ اس میں انجام کو نقصان رہا ہر نہ سادہ اُس تیر کا پیکان رہا ہر نہ کوئی باند ہے سے تو جہان رہا ہر نہ غیر کے ہاتھ یہ میدان رہا ہر نہ اُنکے ہمراہ نگہبان رہا ہر نہ</p>
---	---

سخنِ عشق کی تاثیر سے وہ ڈرے میں
سامنے داغ کا دیوان رہا ہر نہ

<p>جان کیا چیز ہی ایمان رہے یا نہ عمر ہر شوق میں انسان رہے یا نہ کوئی کجخت پریشان رہے یا نہ</p>	<p>دیکھتے عشق میں اب جان رہے یا نہ چاٹ جنت کی قیامت ہر دلِ خلق لہیں کیا مصیبت ہے کہ تم وعدہ کرو اور نہ</p>
---	--

<p>ابو کھالی ترے ملنے کی قسم خطا مل ہوش میں آؤ نہ گہراؤ جواب اسکاؤ آج یاروں نے مری موت کی تیاری کی جلوہ یار قیامت ہر جنابِ ناصح جذبِ ل کی نہ خبر تھی تو لگا یا کیوں ہتا تو تو اکبر میرے دل کی تمنا برلا مات سے وقت گیا آپ جو قابو سے گھر</p>	<p>آن رہا ہے مری جان رہے یا نہ رہے شب کو جا کر کہیں مہمان رہے یا نہ رہے یہ بھی کل دیکھئے سامان رہے یا نہ رہے کہیئے حضرت کے بھی اوسان رہے یا نہ رہے آپ کے تیر میں پیکان رہے یا نہ رہے پہر بلا سے کوئی ارمان رہے یا نہ رہے عمر ہر کوئی پشیمان رہے یا نہ رہے</p>
--	---

تیری تصویر نے دیکھی تھی کب ایسی صورت
 دیکھ کر داغ کو خیر ان رہے یا نہ رہے

<p>قیامت ہیں بانگی ادا میں تمہاری جو پوچھا کہی شعل تنہائی اوسے زمانے میں ہیں یا دگار زمانہ ہمیں دو گے انعام کیا فر محشر پہرک جائے کیونکر نہ انسان سکر تجلی کی موسیٰ سے ہن دو دو باتیں ہمیں بے تمہارے ہر سم آب و آ ہر اک داستان ہر نہایت سزے کی</p>	<p>ادھر آؤ لیلون بلا میں تمہاری کہا گئے ہیں ہم خطا میں تمہاری و سائیں ہماری جفا میں تمہاری جو ہم بات بگڑی بنائیں تمہاری رسیلی سیریلی صدا میں تمہاری اگر شکل ہم دیکھ پائیں تمہاری قسم ہی جو کہا میں تو کہا میں تمہاری ہم اپنی کہیں یا سنائیں تمہاری</p>
---	---

کرین آگہ سے ہم نظار سے تمہارے	سنیں کان سے ہم صدائیں تمہاری
کرو صدقہ غیر و کموسر سے اپنے	بڑے لینے والے بلائیں تمہاری
نظارہ محبت جتانے سے حاصل	مجھے کوستی میں دعائیں تمہاری
وہ گہیرا گمراہی آخری حضرتِ دل	کہا نیک سنیں التجائیں تمہاری
یقین ہو کہ اب سے زیادہ فلق ہو	محبت جو ہم آرزوئیں تمہاری
شبِ غم وہاں سے یہ پیغام آیا	اثر کر چکین بس دعائیں تمہاری

اٹھائے ہیں صدے بہت داغِ تنے
ابھی مرادین برائیں تمہاری

گہرے نکلے دل کی چوڑی زلفِ عنبرین نکلی	ادبِ لالہات مٹھی کھول یہ چوری یہیں نکلی
ترخی طرے کہنوں آرزوئے نازین نکلی	نہیں نکلی نہیں نکلی نہیں نکلی نہیں نکلی
تہہ شمشیر گہٹ گہٹ کر مڑی جہین نکلی	منا آپکے دل کی بھی نکلی یا نہیں نکلی
مٹی میں جہین تو چاندی تیری جہین نکلی	پڑی جب گلچڑی ملین نہیں سلجھی نہیں نکلی
دعاے بے اثر کی جب بے کچھ ہوسر بازی	کلیجے سے ہمارے جل کے آہِ آتشیں نکلی
اچھے دستِ دعا کیا ضعف ایسا گھلایا کر	جسے میں ہات بھجاتا وہ خالی آستین نکلی
بہت گہنیں لگی رہتی ہیں اسکی چشمِ پرفں پر	ہماری تاک میں چوتھی وہ خود زیرِ کمین نکلی
بجاو حضرتِ واعظ کہان دنیا کہانِ حشر	بڑا لی آن باکی وضع جب نکلی یہیں نکلی
رسانیِ ضعف مشکل تھی سکے خود زیبا	ہماری آہ سے ہر رنگا وہ واپس نکلی

وہ اپنی بردا کی آپ ہی تعریف کرتے ہیں
کہوں کیا پہلے ہی آنکھیں نکال دینے پہ
مجھے خوش دیکھ کر تم کیون مبارکباد دیتے ہو
نکل کر تم مری آنکھوں سے اس حال کو پہنچو
ہمارا حال دنیا میں کوئی کب دیکھ سکتا ہے
زمانے کو تو یہ ارمان مجھ کو اسکار و ناہر
مرے ہی سنا باد صبا نے کیون نقاب لٹی
تھکانا خانہ ویران محبت کا کہان ہونا
تہیں دعویٰ نہا ہم ہونگے مقابل ماہ کامل
نیاز و ناز عشق حسن دیکھا قیس و لیلیٰ میں
یہاں گولاگ ہے وہ پوچھتے ہیں ہر مسافر سے
اصل نے دینی مہلت بات کی یہی گنجی تر

نگہ نے نیچے مارا زبان سے کفرین نکلی
ابھی کجخت پوری بات پہنچے سے نہیں نکلی
نہ پوچھو وصل کی حسرت کہان نکلی کہیں نکلی
کہیں سے چل دیا دامن کہیں سے استین نکلی
تو فتح چشم جانان سے تھی وہ ہی شریکین نکلی
وہ تھی کیا میوفا حسرت جو وقت پسین نکلی
چھری کہیں مجھے ہوئے اس شوخ کی چین چین نکلی
نہ اس لائق فلک نکلا نہ اس قابل زمین نکلی
خدا کی شان ہے لو وصل کی شب و یون نکلی
جو یہ صحرانشین نکلا تو وہ محل نشین نکلی
ہماری سی کوئی صوت کہیں دیکھی کہیں نکلی
اُدھر گھر سے وہ نکلے تھے تیرا دھیرن خیرین نکلی

مری طبع روان اے دماغ جدم جوش پرانی
وہی پانی ہوئی جوش سر کی پتھر زین نکلی

کیا کہہ میں نے آپ کیا سمجھے
نگہ ناز سے حسرت سمجھے
ہم تو اسکو ہی اک آوا سمجھے

عرض احوال کو گلا سمجھے
اُن اشاروں کو کوئی کیا سمجھے
 وعدہ کرنا پہ اس خوشی کے ساتھ

چلتے چلتے وہ کہہ گئی مجھ سے
 پردے پردے میں گالیان بکیر
 اپنے بے چین دل کے آگے ہم
 ان کنیوں کو اپنے تم سمجھو
 خط کو دیکھنا نہ دیکھا چاک کیا
 سچ تو یہ ہے کہ وہ بت معرو
 کیا یقین ہر مری محبت کا
 جب کہا اُس نے تجھ سے سمجھیں گے
 تو پرائی سمجھ یہ کام نکر
 دل نے سمجھا ہر دوست دشمن کو

ہم تجھے مطلب آشنا سمجھے
 مجھ سے وہ پوچھتے ہیں کیا سمجھے
 اُس کی شوخی کو بھی حیا سمجھے
 بات وہ ہر جو دوسرا سمجھے
 اُس کو مطلب جو دعا سمجھے
 اپنے آگے کیسے کیا سمجھے
 وہ شکایت کو التجا سمجھے
 میں نے بھی طعن سے کہا سمجھے
 رمزِ اُلفت کو غیر کیا سمجھے
 ایسے نا فہم سے خدا سمجھے

آدمیت کی شرط ہزار داغ
 خوب اپنا بُرا بھلا سمجھے

دل کو کیا ہو گیا خدا جانے
 اپنے غم میں ہی اُس کو صبر پزیر
 اسی تجاہل کا کیا ہٹکانا ہر
 کلمہ یا میں نے رازِ دل اپنا
 کیا عرض کیوں اور ہر توجہ ہو

کیوں ہوا ایسا اُداس کیا جانے
 نہ کھلا جانے وہ نہ کہا جانے
 جا نکر جو نہ مدعا جانے
 اُس کو تم جا نوزیا خدا جانے
 حالِ دل آپ کی بلا جانے

مجھ میں کیا ہر ابھی وہ کیا جانے
جو ستائش کو بھی گلا جانے
جو تعارف کو بھی حیا جانے
جب خطا وار بھی خطا جانے
آگے اب دست نارسا جانے
واعظ اُس بت کو تو برا جانے
کسی نواب نے نہ راجا جانے
ایستاد کو جو انتہا جانے

جانتے جانتے ہی جانے گا
کیا ہم اُس بد گمان سے بات کریں
تم نہ پاؤ گے سادہ دل مجھ سا
ہر عبت حرم عشق پر الزام
نہیں کوتاہ دامن اُمید
جو ہوا چہا ہزارا چھون کا
کی مری و تدر مثل شاو کن
اُس سے اُٹھ گئی کیا مصیبت عشق

داغ سے کہد و اب نہ گہیر لئے
کام اپنا بنا ہوا جانے

دہن کا ہر دعویٰ تو کیجے سخن بھی
پرانی ہر سرکار چرخ کہن بھی
اگر چال بگڑی تو بگڑا چلن بھی
مگر بزمِ جنت ہر یہہ انجمن بھی
عدم ہو گیا ہر مہار و طن بھی
زبان سے زبان بھی دہن سے دہن بھی
عجب بانگین ہر تر بانگین بھی

کمر کی طرح بے نشان ہر دہن بھی
ہزاروں طرح کے ہیں سامان اس میں
سنبھل کر ذرا پاؤں رکھئے زمین پر
بہت خبر و دل میں بیٹھے ہوئے ہیں
نہ خط بھیبتا ہر نہ آتا ہر کوئی
اگر دل ملائے تو مل جائے باہم
تجھے ابرو سے یار سید ہا ندیکھا

<p>وہاں کچھ نہ بولا گیا نامہ برسے نہ مانا بُرا میرے شکریے کا اُسے بلا سے ہوں برباد ہم اُس کے پہنچیں طریقِ محبت میں رہیں ہوا چہا شرارت سے خالی نہیں انکی باتیں سلامت رہے شاہ محبوب یار وہی چارہ فرمائے اہل غرض غلاموں حیرت و ہر تو لقمہ حکمت میرا شاہ ہر مالک ملک و دلت</p>	<p>خدا نے دیئے تھے زبان بھی دہن بھی بڑے کام آیا یہ دیوانہ پن بھی نہیں آتی ہم تک ہولے وطن بھی یہی راہ آسان بھی ہر کٹھن بھی جہاں سادگی ہو وہاں باکین بھی رعیت بھی آباد ملک و کن بھی وہی دستگیر غریب الوطن بھی سیکندِ رستم ہر توجہ انجمن بھی میرا شاہ ہر قدر دان سخن بھی</p>
--	---

خدا کی غایت سے ہر دلعزیز
جو وہ مہربان ہر شاہِ دہن بھی

<p>ایک دوہی نہیں آرام کے دینے والے کون ہوتے ہیں وہ پیغام کے دینے والے آفرینِ اعطیٰ حنا م کے دینے والے تم سلامت رہو انعام کے دینے والے جامِ بہر کرنے گلفام کے دینے والے نام رکھتے ہیں مجھے نام کے دینے والے</p>	<p>سیکڑوں ملتے ہیں الزام کے دینے والے میرے قاصد کو دیا اُسے یہ چیلہ کے جوا وعدہ وصل یہ پہنچتگی و استحکام جان نثاروں کو ملا کرتے ہیں اکثر شہ اس خرابات سے وہ اہل خرابات گھر آبرو عاشق بدنام کی کب رہتی ہر</p>
---	---

<p>عشق کے حکم سے ہر دستِ جنوں سبر کا ناتوانی پہ نہ جاتا تو کہ ہمیں باقی ہیں اب کمر سے منہ خاموش ہر کیوں کیا با دوہی تو وعدہ دیدار کرینگے پورا وہی لہجہ وہی داناہیں تہارے نزدیک آپ میں جان کے ایمان کے لینے والے غیر کیا دیگا تمہیں نقد دل جان اپنا قتلِ عشاق کا وہ حکم نہ دیتے بیوجہ</p>	<p>کام لیتے ہیں سبھی کام کے دینے والے سودا میں سبھی دل تہام کے دینے والے لبِ گستاخ سے دشنام کے دینے والے بھکاو دھوکے سحر و شام کے دینے والے مشورے تکویر کے کام کے دینے والے آپ میں درد کے آلام کے دینے والے نہیں ہوتے کبھی اس نام کے دینے والے کچھ سمجھ لیتے ہیں احکام کے دینے والے</p>
---	--

<p>صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم</p>	<p>داغ عاصی کو ملے نعمتِ فردوس نعیم یا نبی ولیٰ سلام کے دینے والے</p>	<p>رضی اللہ عنہ</p>
--	--	---------------------

<p>یہہ دل مجبورِ سبحانی کے صدقہ میرے دل پر چلے وہ خیرِ عشق تمہاری ذات سے ہر نظمِ علم نثارِ قبہ انور سے دمِ دم تمہارے لطف پہانی کے قربان یہہ زیب ہے جو ہون لوح و قلم ہی سبکِ روحی میں کب ہر لذتِ درد</p>	<p>محی الدین جیلانی کے صدقہ ملک ہون جس کی قربانی کے صدقہ جہان بینی کے سلطان کے صدقہ فرشتے قبرِ لوزانی کے صدقہ تمہارے فیضِ روحانی کے صدقہ تمہارے اسمِ لا ثانی کے صدقہ دمِ بسمل گرانِ حبان کے صدقہ</p>
---	--

یہ کشتی موج طوفانی کے صحنہ

یہ دل ہوا اور جوشِ تسلیم عشق

فدا سے شمع پروانہ ہوا مر داغ
ہم اپنے قطبِ ربانی کے صحنہ

جنازہ بھی مرا جائے ادھر سے
اتنی بھی بلا آئی کہ ہر سے
ہمارے ہاتھ لپٹا لو گھر سے
بند باہر موج کیا گہر کے گہر سے
بہت باتیں ہوئیں مین نامہ بر سے
دو ماہی دے رہا تہا میں سحر سے
گرے مین ٹپ ٹپ آنسو چشم تر سے
ہمیں فرصت کہ چھوٹے در و در سے
لڑائی ہو پڑی ہے چارہ گر سے
یہ بندے لائے مین کیا اپنے گہر سے
نظر کی چوٹ رکتی ہر نظر سے
یہ ہر انسان کیا جائے کہ ہر سے
پچھے آنسو مرے شمع سحر سے
کہ مین باتیں کروں دیوار و در سے

نہت ہو مجھے اُس رہگذر سے
بچنا آفتِ تیرِ نظر سے
لچکتی ہر بہت بارِ نظر سے
نگہِ دل سے لڑے مرگانِ جگر سے
ٹپکتا ہر یہ صاف اسکی نظر سے
نہ رُو کا شامِ فرقت کو کسی نے
کیا ہے ضبطِ جب در و درِ محبت
اتنہیں فرحت کہ اسکا سر آمار
ہم اپنی حبان پر کھیلے ہوئے
خدا کی دین ہر غم ہو کہ شادی
تہارا دیکھتا کیونکر نہ دیکھوں
زرا لی وضع زاہد نے بنائی
مٹی سوز و گدازِ حشر کی دُ
شبِ فرقت تہمیں اتنے تو نالے

<p>نذیکہا کر بچے غصہ سے ظالم مزا آتا ہے اُنکے رُوٹھنے میں دعنا ہم سے کرو گے آخر کار اُنہیں تو حور ہی سے لاگ ٹھیری</p>	<p>تری آنکھوں سے ہی کیوں چن برس ہمیشہ چھڑ ہوتی ہر ادھر سے یہ ہم سمجھے ہوئے تھے پشتر سے ابھی لاؤں جنت کیسے گہر سے</p>
<p>رقیب رو سیہ کیوں بے چرما ہے اُسے صدقہ کرو تم داغ پر سے</p>	
<p>لذت سیر و گرچشم تنالیگی دل کا سرمایہ وہ دزدیدہ نظر کیا لیگی شکوہ و ہرزہ بیدادِ فلک کی فریا پر وہ در ہوگی محبت یہ خبر تھی کسکو نہ کرین میرے لئے حضرت ناخلف لٹ چکر جانِ دل و مہر خرد و روزِصال ایک مدت سے ہر برباد ہماری مٹی چارہ گر ہو گئے تجھے کپڑے چرانے شکل خاص نخبو گے تمہیں اپنے گنگاؤں کو کج آداؤں کو بہت ہمنے کیا بر سید چہن سے آپ رہیں کچھ مری پروانہ کرین</p>	<p>ایک بار اور یہی دنیا ابھی پٹا لیگی انتہا دین بھی پڑ گیا اُسے جتنا لیگی حشر میں خلق خدا نام نہا لیگی ہاتھ میں دامن یوسف کو زینت لیگی خود طبیعتِ دل بتایا کوسمجھا لیگی کیا دہلے شبِ غم آکے یہاں کیا لیگی دیکھئے کب ترے دامن کا سہارا لیگی اڑے ہاتھوں مری حشر کبھی ایسا لیگی بخششِ عام نہ اُنکا کہہ ٹھیکا لیگی سمے کیا بل کی تیری لف چلیا لیگی کیا شبِ ہجر کا ہے کب مجھے کہا لیگی</p>

<p>کیا خبر تھی کہ نگہ مفت میں ہتیا لیکر خوف سے کاہستان دانتوں میں پٹھالی لیکر کام نجبا لگیا سوتے کو اگر جالی لگی جسکو تم لوگ اُسی چیز کو دنیا لگی میری تدبیر نہ تقدیر سے بدل لگی اور کیا کیا نہ مری خواہشیں لگی ہم نہ لینے اُسے جس چیز کو دنیا لگی عقل دیوانی نہیں ہر جو یہ سو دای لگی</p>	<p>واکاسو داترئی نھون سے بنا رکھا تھا شب کو دیکھی جو بیہ داغ دل چاک جگر غیر خواب شب وصل میں اُمر آہ رسا اُوپر ہی دل ہی سے اسیدل کے خریدار کام بگڑا نہ بنائے سے بنیگا ہرگز درد و غم بچ و الم مول لئے کیا کیا کچھ اگر مہ بازی دل دیکھ کے وہ کتہیں دل سو دازدہ آزارِ محبت لگیا</p>
--	---

شاہِ دیندار کا وہ فیض ہر جاری اُمر داغ
حشر تک جس سے مَرے دین کے دنیا لگی

<p>میں کیا ہوں کہ نگہت گل کس ہوا میں ہر میری دفا کا رنگ تہاری جفا میں ہر جو کچھ بچے اُداسے وہ شوخی حیا میں ہر مضبوط جو گرہ ترے بندِ قبا میں ہر جو ابتدا میں غم تھا وہی انتہا میں ہر کیفیت شراب ہی آبِ بقا میں ہر دامنِ دمِ خرام تیرا کس ہوا میں ہر</p>	<p>جب سے بس ہوئی کسی گلگون قبا میں ہر گر ویدہ اس ستم پہ بھی ہتے ہیں سیکڑوں خالی نہیں ہر اُنکی شرارت سے شرم ہی افسوس یہ ہوئی نہ مُقدّر میں غیر کے گذری کبھی نہ چین سے ہم کو کوئی گہری اُس خضر بادہ خوار کو کیا اُسکی آرزو اُسو دگانِ خاک کی آہیں لگی نہ ہوں</p>
--	--

<p>چٹکی میں انکی تیرنگا ہون میں انکی قبر ہنگامہ دوست دوست ہا نرم خیر میں مرجاؤں میں اگر ہو وہاں ناز میں کمی کس طرح عرض حال کرے کیا کرے کوئی سیر ہوڑنا فضول ہر دم توڑنا باعث پہلو میں دیکھ کر مرے دل کو چل گئی دنگو کچھ اور رنگ تو شب کو کچھ اور ہنگ ہنگام سجدہ سر یہ قیامت پیا ہوئی دل کو پہنسا رہی ہو وہ زلف سیاہ گون یارب شب فراق نہ ہوں مانگ کر خجل یہ وحشت مزاج نہ اسوقت رنگ لگ</p>	<p>کیا جانے کتنی دیر ہماری قضا میں ہر کب یہ سنا کہ مجمع اہل وفا میں ہر اپنی توجان ایک نہ پایا ادا میں ہر تاثیر شکوے میں نہ اثر التجا میں ہر دل پیر دے تو نکاہ یہ قدرت خدائے انگو گمان تہا میری لطف و دتا میں ہر تاثیر و طرح کی ہماری دعا میں ہر ہر ذرہ ایک فتنہ ترے نقش پا میں ہر یہ مبتلا تو آپ ہی اپنی بلا میں ہر اُسکی ادا کا ڈہنگ بھی کوئی قضا میں دامن قبول کا مرے دستِ عا میں ہر</p>
---	--

اب دیکھیے جو داغ کو وہ داغ ہی نہیں

سب رنگ چوڑ چوڑا کے یا وحدا میں ہر

<p>ہم اس جہان سے ارمان لیکے جائیں گے یہہ دلوں تو میری جان لیکے جائیں گے وقتِ نزع نہ آئیں حد کے کہنے سے بیان کرینگے ترے ظلم ہم قسم کہا کر</p>	<p>خدا کے گہر ہی سامان لیکے جائیں گے یہہ دوق شوق تو ایمان لیکے جائیں گے ہم اور غیر کا احسان لیکے جائیں گے خدا کے سامنے تو ان لیکے جائیں گے</p>
---	---

ہم اپنا چاک گریبان لیکے جائینگے
 اہنین یہ ضد کہ اسی آن لیکے جائینگے
 یہ داغ دل میں مسلمان لیکے جائینگے
 مرا واپسی یہ ہومان لیکے جائینگے
 یہاں سے کیا یہ نگہبان لیکے جائینگے
 یہ عہد لیکے یہ پیمان لیکے جائینگے
 گناہ کس میں پر انسان لیکے جائینگے
 یقین تباہ و مری جان لیکے جائینگے
 وہاں ہی آپ نگہبان لیکے جائینگے
 ہم اشک شرم کا طوفان لیکے جائینگے
 بہت سے ہم ترے آمان لیکے جائینگے
 جب آئینگے مرے اوسان لیکے جائینگے

چڑھی نہ تربت مجھوں پہ آج تک چادر
 ہمیں یہ فکر کہ دل سوچر سمجھ کوین
 صنم کے ہوئے ہم نہ میکہ لیکے پہ
 بہرے میں کعبہ دل میں جو حسرت داران
 لگا کے لائے میں غیر و نکو آپ اپنے ساتھ
 بغیر وصل کا وعدہ لئے ٹھیکے نہ ہم
 پہنسا رہیگا دل مبتلا تو دنیا میں
 کچھ آگیا مرے آگے دیا لیا میرا
 خدا کے سامنے جب آپ کی طلب ہوگی
 نہیں ہوئی شکی حشر کا کچھ اندیشہ
 کرینگے روزِ جزا اہل حشر میں تقسیم
 کیا ہر سخت پریشان ناصحوں نے مجھے

اس آستان پہ جو دی جان داغ بکس نے
 جت زہ آپ کے دربان لیکے جائینگے

کھائی ہو وہ قسم کہ جو کہا فی ہوی سی ہو
 اتری ہوئی جنا یہ لگائی ہوئی سی ہو
 اکھونین تیری نیند سمانی ہوئی سی ہو

وعدہ پہ انکی بات بنائی ہوئی سی ہو
 کس دلیوس کے خونیں رنگے ہیں تھے ہاتھ
 چہا یا ہوا ہر بزمِ عہد و کاخار سا

افسردہ خاطر میں ہی ہر اک شوق کی	پوری تجھی نہیں یہ چھپائی ہوئی سی ہر
تم دل سے مہربان ہوا سکا یقین نہیں	یہ طرز التفات اڑائی ہوئی سی ہر
دھویا ہر تنے تیغ کو باقی ہر غم ابھی	یہ خون میں کیسے نہائی ہوئی سی ہر
ہر چشمِ نیم باز پہ دھوکا حصار کا	یہ تو لڑی ہوئی سی لڑائی ہوئی سی ہر
میرا نشان جو کوچہ جانان میں دیکھیے	اک مشت خاک وہ بھی اڑائی ہوئی سی ہر
دستِ فلک سے مری سر نوشت بھی	موم بوم اک لکیر مٹائی ہوئی سی ہر
چشمِ زنی نہ کی ہو کسی چشمِ مرستے	زر گس کی اکبہ آج جو آئی ہوئی سی ہر

رنگت آڑی ہوئی سی ہر کیا آج داغ کی

چہرہ پہ مُردنی ہی تو چھائی ہوئی سی ہے

ہر دم اُسی کی دُہن ہر اُسی کا خیال ہر	چھوٹے چھٹے ربط پر اب تک چھل ہر
لو دُوبی دن کے بعد بہانہ خیال ہر	چھوڑو بھی رسمِ درہا کہا نکا و بال ہر
میں کیا کہوں کہ جو مجھے شوقِ صبا ہر	تم دیکھ لو فقیر کی صورتِ سوال ہر
حبِ چو نہ اعتبار تو کہنے سے فائدہ	اللہ جانتا ہے جو اس دل کا حال ہر
سرمہی زبان سے برائی قیب کی	غصے کو تنے ضبط کیا یہ کمال ہر
سے بچھ گئی ہر چلو فیصلہ ہر	میرا کمال ہر نہ تبارا کمال ہر
لیپے ہمارے گزرتے ہن ایک شکل	جُوش کو خواب تھا وہی دُنکو خیال ہر
میرے کدے میکہ مجھ پر کیوں حرم	قاضی کو بھی قسمت کی داغِ حلال ہر

کس طرح لے سکوں تیرے ذریعہ سے دل وہ کہہ رہے تھے بزم میں جنخ نیکال کر جینا ہر ننگِ عشق تو مرنا خلافِ عقل کافر نہ میں ہوں اور محشر ہر بزم یار	اندیشہ ہو گیا کہ یہ چوری کا مال کر اُس دل کو لاؤ جمیں اُمید وصال کر یہ بھی محال ہے مجھے وہ بھی محال ہے اپنے کئے سے پر مجھے کیوں انفعال کر
---	--

ارداع انگلی رنجش بجا کا کیا علاج
اپنے قصور پر بھی تو مجھ سے ملال ہے

دل لے ہی چکے ناز سے شوخی سے ہمیشے مافی ہین نیاز میں ہی مانگی ہین دعائیں آئینے میں کیا دیکھتے ہو اپنی آدھن ارٹا دہوا ہر کہ تجھے قتل کرینگے مشتوقوں کو عشاق نے بیدار دہنایا ہم کیوں اُنہیں سچھا کے عتب رنج اٹھایا گہر پہنک دیئے آتشِ الفت نے ہزاروں ہوں مجھ قصور مری باتوں پہ سب او ایسا ہونشانہ تو وہ کیوں غیر کو تالین دیکھی نہ بہار اور شمعِ عشق کا پایا در پر وہ تو ہوتے ہین گلے اُنکے ہزاروں	اب اُنکی بلا اُنکے ملا فی ہر کسی سے اقتبہ بچائے مجھے تیری خفگی سے اس ناز اس انداز کو پوچھو مرے سچے پر یہ یہ بھی ہر تاکید کہ کہنا نہ کسی سے انصاف تو یہ ہے کہ ہوئی چوک سہی سے کچھ بات ہو مطلبِ برسی سے پہلی سے یہ آگ قیامت کی لگی دل کی لگی سے کچھ بیخودی شوق میں کہنا ہوں کس الفت بھی مجھی سے ہے عداوت بھی مجھ اس باغ میں پہلِ عشق آتا ہے گار دیکھا تو دُعا صاف نکلیا تو ہر گار
---	---

<p>اندیشہ ہر مجاہدین ہم فرط خوشی سے بس لیجے سلام اپنا بھی وعدہ ہر کسی سے اکسیر اُٹھا لائے ہیں دشمن کی گلی سے بچلا تو سہی کام مگر بے ادبی سے اک عسر ہوئی تو بہ کئے بادہ کشی سے دم شو کہہ گیا اسکا مری تشنہ لبی سے کیون چپ ہو گیا پوچھنے جانا ہر کسی سے آثارِ قیامت ہیں نمودار ابھی سے</p>	<p>دانشہ ہی رو لیتے ہیں اُس بزم میں کبر مہمان کہیں جانیکیہ میں آپ بھی تیار پہچا نو تو کس نقش کھنڈ پاکی ہر بیہ خاک گستاخ ہوا جب نہ پذیرا ہوئی منت ہو لے سے پیابھی کوئی ساغر تو گنہ گیار شہرہ تھا کہ ہر سنجہ قاتل میں بہت آب میں وصل کا سایل ہوں جو لب اسکا یو ب وہ شام شب وصل سے برہم ہیں ابھی</p>
---	--

اے رداغ کرین وہ ستم ایجا دکھا شک
کیا ناک میں دم ہو تیری ایذا طلبی سے

<p>دیکھے تو بُت ماہ لقا کو کوئی دیکھے اُس ظالم مظلوم نہ کو کوئی دیکھے اسوقت زمانہ کی ہوا کو کوئی دیکھے پیکر تو مے روح فزا کو کوئی دیکھے کبتک گرہ بند قبا کو کوئی دیکھے وہ بولے مری زلف رسا کو کوئی دیکھے انداز کو دیکھے کہ آدا کو کوئی دیکھے</p>	<p>مشکل ہوا انکھوں سے خدا کو کوئی دیکھے اُس چشمِ فسونگر کی حیا کو کوئی دیکھے میرے نفسِ سرو پہن طعنہ زن احباب کہتے ہیں کہے جائیں بڑا حضرتِ غلط کہل کھیلے کھلیجائے دل کہو لکے ملیے جب ذکر ہوا طول حیاتِ ابدی کا تقریر بنے کوئی کہ تعریفِ مہاری</p>
--	--

<p>بیدار کی اس شرط وفا کو کوئی دیکھے ایسا نہ ہو نقشِ کفِ پا کو کوئی دیکھے کیا دخل ترے ناخنِ پا کو کوئی دیکھے دلستگمیِ مردانِ خدا کو کوئی دیکھے اُن دیکھنے والوں کی آدا کو کوئی دیکھے</p>	<p>کہتا ہر کہ مر جاؤ تو کچھ ہم کو نصیب نہ ہو اس واسطے لیجاتے ہیں غیر انکو اڑا کر اس پر وہ نشینِ تنگ ہیں سب اہلِ بصارت نیرنگی انداِ صنم کو کوئی سمجھے جو دیکھتے ہیں چشمِ تحیر سے تر احسن</p>
--	---

اے داغِ صنفِ ہن بہت آگے تو فسانے
کیا حالِ ہر اب اہل وفا کو کوئی دیکھے

<p>مر چلے اے سوزِ فرقتِ مر چلے دمِ مین دمِ جب تک رہے خنجرِ چلے پاشکستہ کیا کرے کیونکر چلے جس طرف کو لے چلا رہے چلے ہم تو اپنی سی بہت کچھ کر چلے سب مسافروں چوڑ کر رہے چلے آپ میرے حق میں یہ کیا کر چلے شام کو پہنچے وہ دن پہر چلے دار وہ جسپر چلے اُسپر چلے ہم اسیرون سے ہوا بچکر چلے</p>	<p>دلِ جگر سب آبلوئے بہر چلے کہتی ہر رگ رگ ہمارِ خلق کی راہ ہر دشوار و منزل و دور تر جس جگہ ٹھیرا دیا ٹھیرے رہے دیکھئے پس ماندگانِ پُر کیا بتے کیسی تلخ ہے ہر سرائے و ہرین حضرتِ دل تہی ہی شرطِ وفا کر بلا ہر کوسے قاتل کی زمین غیر کیا جانے کہ پردے پر دھن مار ڈالے گی قفسِ مین بُوئے گل</p>
---	---

<p>سوچ طوفانی و گردابِ محیط حسرتوں سے کیوں نہ ہو دل پائمال منزلِ مقصود کے خواہاں ہیں سب کیا دہرائیا اس تہیِ خفا نہ مین ٹپکنے دیتی ہر کہنِ وحشت ہمیں خدادادِ راہِ حقیقت چھوڑ کر</p>	<p>اپنی کشتی کس طرف بچکر چلے اس زمین پر سیکڑوں لشکر چلے ساتھ کس کس کو کوئی لیکر چلے ہم بھی آکر اپنا بہنا بہر چلے چہ انکر جنگل پر اپنے گہر چلے قافیلے کے قافلے اکثر چلے</p>
---	---

داغ کے لب پر ہر مصرعِ درد کا
 جب تک بس چل سکے ساعہ چلے

اب کیوں نہ کروں نالہ مجھے دُور تو نہیں ہر
 یہ عرصہ محشر ہی تر اگر تو نہیں ہر

مطلع ثانی

<p>گو جہل ہو لیکن مجھے باور تو نہیں ہر پہر جائے تو پہر جائے بلا سے نہیں ہر کیوں موز و بیداد ہوں کچھ جہہ بھی اسکی چھپتی ہر تری بات میرے دل میں ہمیشہ کس طرح نہ قدرت کا تماشا نظر آئے جاتی ہی نہ ہیگی یہ پریشانی دل ہی معشوق کا جب ذکر کیا مجھ سے کہنے</p>	<p>ہاں دلیں نہ ہوں انکے زبان پر تو نہیں ہر کچھ اچکا دل سیرا مفت دُور تو نہیں ہر لکھا ہوا عاشق میرے منہ پر تو نہیں ہر آخر یہ زبان ہر کوئی فشر تو نہیں ہر آئینہ رخ صاف ہی پتھر تو نہیں ہر اشغلی نہ لبِ معسبر تو نہیں ہر گہر کے یہ پوچھا وہ ستر تو نہیں ہر</p>
--	---

<p>پنچا مہتر کی سنجے باتون کا یقین کیا فرمائیے آب شوق سے جو مدِ نطفہ ہو کرتا ہر امام آج بہت سہو کے سجد ہر ایک کو دسے ٹوٹا لک کیوں دم داغ آئینہ سے ہو جائیگی اُس رخ کی صفائی احسان ہو ہمپر جو ہمیں آپ بتا دیں</p>	<p>انچل یہ کچھ ایشا ہمپ قہر نہیں کر دل آپ کے فرمانے سے باہر تو نہیں کر پوشیدہ جماعت میں وہ کاف تو نہیں کر ہر شخص کا روزینہ مقرر تو نہیں کر یہ کیسہ دارا و سکت در تو نہیں کر دنیا میں کوئی آپ سے بہتر تو نہیں کر</p>
---	--

پہر قصدِ صنم خانہ کب داغ جو تون
کمبخت ترے پاتون میں چگر تو نہیں کر

<p>واو کس کی دون جو ہون و نون برا بر سامنے ہمکو کیا حاصل سینوں میں ہو گر تم آفتاب لین کر دین کسی کرنے کیا کیا چنگیان تازہ ہنگامے دکھاتا ہر ہمیں وہ فتنہ گر ہم اگر مانگین تو اسی زاہد یہ بیشک ہر گناہ سُن چکے بس لڑائی ہو چکا ہمسے حجاب یا اکہی خیر ہو بیٹھے ہیں وہ یون بزم میں جسطرح جی چاہتا ہر اُسطرح ہو بے حجاب دیدہ و دل کی یونہیں تسکین ہوئی چاہئے</p>	<p>وہ جب آتے ہیں تو آتا ہر مقدر سامنے شب کو ہاتھ کتے نہیں ہتے ہو دن بہر سامنے جب نظر آیا مجھے اُس کا گاہر سامنے روز ہوتا ہے نیا سامان مختصر سامنے بے طلب رکھ دے جو کوئی بہر کے ساغر سامنے آئے اب آئے اے بندہ پرور سامنے یتیم رکھی ہے برا اور خیر سامنے یون تو ہونیکو وہ ہو جاتا ہر اکثر سامنے ایک لبر ہو بغل میں ایک لبر سامنے</p>
---	--

ہم ہر اسکو کہیں اُم و فامین نہ جان کوئی روکے سے کہیں رکتا ہوں میں شوریدہ بت پرستی سے تو کی تو بہ مگر یہ حال ہے جھکوانکے جلوہ دیدار سے غش لگیا انگاہ شوق بس اتنی نہ تیزی چاہیے	اسلئے رکھ لی بُرائی سب کی لکھ ہر سامنے توڑ ڈالوں ہوا اگر سید سکندر سامنے سر پٹنے کے لئے رہتا ہر تپہ سامنے وہ یہہ کہتے ہیں کیا بخود سے سر سامنے ہے ہی صورت تو ہونگے وہ مقرر سامنے
---	--

دیکھئے اے داغ کیا ہوتی ہر پاداشِ عمل
دیکھنے والا ہو تو ہے روزِ محشر سامنے

انگاہ شوق جب اُس سے لڑی ہے اُسے ہی جھکو بھی ضد آپڑی ہے لہو کی بوند مرگان سے جھری ہے قیامت میں قیامت کر گیا کون کرین کیا زند تو بے سے زاہد قدم جتنا نہیں تیر سی گلی میں عدو ہی تنگ ہے اُنکے ستم سے ابھی میں نے کیا تھا یاد اسکو بنا ہے مدعی پیغا مبر ہی کیا ہے میں نے ضبطِ آہِ جدم	تو بجلی تہر تہرا کر گر پڑی ہے خرابی بیچ والوں کی بڑی ہے یہی گلزارِ دل کی نیک بڑی ہے کہ دل تہاے صفِ محشر کھڑی ہے کہ یہہ تو اُنکی گھٹی میں پڑی ہے کسی بیاب کی میت گڑی ہے اُسے اپنی مجھے اپنی پڑی ہے وہ آیا عمرِ قاصد کی بڑی ہے جڑی ہے جب مری کہو ٹی جڑی ہے اِنی بر جہی کی سینے میں گڑی ہے
--	--

<p>گل بستر ستارے بنگلے میں یہ کہتا ہر مراثوق شہادت وہ وہیں غیر سے تو ہم نہ مائیں تجھے دیتا ہوں اپنی جان بھی میں ٹکینہ کجہ دل لینے پہ ارجا میں الہی کب سحر ہو گی شب حیر گل کر ہم نے سوارِ لازم پائے</p>	<p>ترے تہے مجھے ہے جفا نشان چہری ہے تری تلوار پہ لونگی چہری ہے پرائی آفت اپنے سپر پڑی ہے مرنے ل سے مری ہمت بڑی ہے یہ کیا کچھ کھیل چوسر کی اڑی ہے قیامت کی گہری ہے جو گہری ہے اب انکی ہر طرح سے بن پڑی ہے</p>
<p>غزل اک اور بھی اے داغ لکھو طبیعت اس زمین میں کچھ لڑی ہے</p>	
<p>نظر کبے میں اویں بت پر پڑی ہے مجھے انجام الفت کی پڑی ہے وہاں مشقِ تغافل ہر گہری ہے ترے دہر پر تر پتے کسکو دیکھا ہوائے مال پر اتنا تقاضا مروت بھی ہو تیری آنکھ میں کاش زبان تک آسکے کیا حرفِ مطلب خزان سے ہی بہا جی نہیں محفوظ</p>	<p>کہاں جا کر مری قسمت لڑی ہے یہ غم آٹھوں پہر چنٹ ٹہہ گہری ہے پرائے دل کی انکو کیا پڑی ہے کہ ہر دیوار سکتے میں گہری ہے تہیں دل دینگے کیا جلدی پڑی ہے نشیلی ہر رسیلی ہر پڑی ہے ہماری وہ سینے میں اڑی ہے گل عارض کی کب پتی چہری ہے</p>

<p> اچٹ کر چوٹ مجھ پر ہی پڑی ہے انہیں باتوں پہ مجھے ہو پڑی ہے بڑونکی بات جو کچھ ہو پڑی ہے مری کشتی بہنور میں جا پڑی ہے اُدھر خدا نے بیڑی گہری ہے محبت آجکل پختے ہو پڑی ہے سواری اس مسافر کی گہری ہے ہماری جان قاتل میں پڑی ہے مگر ڈرتا ہوں یہ جو کہوں پڑی ہے کنارے پر مری کشتی اڑی ہے یہ تہا ہے اکیلی ہے چھری ہے عدو سے نرم ہے مجھے کڑی ہے </p>	<p> یہ بیٹھی تیغ عشق اُس سنگدل پر حسینوں کو بُرا کہت ہے ناصح جغائے آسمان کی انتہا کیا خدا سے التجا ہے نا خدا کیا اُدھر وحشت لئے جاتی ہو جھکو دل اپنا بیچتے پھرتے ہیں لاکھوں جنازہ دیکھہ لو عاشق کا در پر ہمارا دم ہے خنجر میں دم فوج امانت رکھہ تو لون داغ محبت دُٹونا چاہتا ہے قلم عشق گہری ہو سولاؤں میں مرجان وہی اک بات ہو لیکن تیری بات </p>
--	--

ملازم شاہِ اصفیاء امام قبالہ کے ہیں

جناب داغ کی قسمت بڑی ہے

کاری لگی نظر تیری کا خوبان لگی
کیون چرخ تک زمین سے اک زردبان لگی
تو وہن سے تیرے اگ یہاں آسمان لگی

ناوک لگا جگر پہ تو دل پر سنان لگی
ہم ہی دعا کے بعد پہنچتے تو خوب تھا
شام شبِصال میں پہلی نہیں شفق

<p>آتا ہے تمکو تلخی دشنام میں مزا پوچھا جو عشق غیر کی تمکو لگی ہر چوٹ اچھا کہا جو حور کو کیا قہر ہو گیا میرا فسانہ تو نے جو امر پند گو سنا پوشیدہ ل کی چوٹ قیامت کی چوٹ ہر تقدیر نے نہ جمنے دیا اُس جگہ مجھے روڑو کے کہہ رہے ہیں ہر دم پرخیر کے</p>	<p>اس چاٹ پر لگی تو تمہاری زبان لگی آنکھوں میں آنکھ بٹال کے بولے وہاں لگی ایسی تمہارے دلوں بری مہربان لگی کچھ تیرے ہاتھ بات ہی اخ مکتہ دان لگی فریاد کے تو سر پہ لگی یہ کہاں لگی اکھڑے قدم دہانے طبیعت جہاں لگی کیسکی بُری نظر تجھ پر نوجوان لگی</p>
---	--

میتاب مجھ کو دیکھ کے وہ پوچھتے ہیں داغ
 کجخت تیرے چوٹ بت تو کہاں لگی

<p>کل کچھ طبیعت اپنی جو مشکوک ہو گئی ہوتا نہیں کج غم دو جہاں سے ہی کیوں غیر کی طرح سے نہ ہم بوجھا ہوئے مدت سے رسم مہر و فامین کی تو تھی برسات ہی میں مت ہر اگر گن کی بھی صدا سب پہ ہمارے دل کو ملا کیا نہیں ملا</p>	<p>آج اُن سے دوہی باتوں میں جو ٹوک ہو گئی اسی دل پہ کس بلا کی تیری ہوک ہو گئی اس عاشقی میں جس سے بڑی چوک ہو گئی آخر تیرے زمانے میں متروک ہو گئی کوئل کی کوک اسکے لئے کوک ہو گئی تیری نگاہِ لطف جو مسلوک ہو گئی</p>
--	---

اور داغ اب نہیں درم داغ بھی نصیب
 دنیا فلک کے ہاتھ سے مفسوک ہو گئی

ابرو سے یار کیر نہ کہنے اس مثال سے
 رہتی ہو اطلاع انہیں دل کے حال سے
 دل کو بچا رہا ہوں بتوں کے خیال سے
 جانا کہ یہ بھی ایک طرح کا لگاؤ ہے
 جانیں ترے خرام کو طاف کبک کیا
 کیا شکوہ فراق کروں اسکی فکر ہے
 حجت میں ان جینوں کو آتا ہے کیا مزا
 ام محبت لوٹ اسے تو یہ حکم دے
 بخشش ہوگی غیر کی یہ مجھ سے چھپے
 احوال چارہ گرسے کہا تک بیان کروں
 دو چارہ ہمیں نے تو لکے بتا دیئے
 احسان ماننا ہوں تیراے دل حسین
 ملتی نہیں ہے راہ نکسیر کے لئے
 بیجا ہے رشک نہ سنا ہے یہ روٹھنا
 کہتے ہیں کیوں گھر آیا دھیر میں
 سچ ہر کسی کا چاہنے والا ہوئی ہو
 تہک تہک کے بند ہوئی ہر چہ چشم تظا

اسکے تو ناخون میں پڑے ہیں ملاں سے
 ملتی ہیں گالیاں مجھے پہلے سوال سے
 اللہ تو عظیم ہے بندے کے حال سے
 ناخوش ہوا نہ میں کہہی انکے ملاں سے
 یعنی نہیں اسکی داد کسی باپاں سے
 بے لطفیان بڑی مینگی ترے انفعال سے
 وعدہ کیا ہے اُسے بڑی قیل و قال سے
 مسکد بناے پیر مغان اپنے ہال سے
 بندے کو اطلاع ہے عقبے کے حال سے
 دم مالک میں ہر روز کی اس کی کہہ ہال سے
 مشہور تم جہان میں ہوئے جس حال سے
 وہ شاد شاہین میرے خزن ملاں سے
 کیا قبر آٹ گئی مری گرد ملاں سے
 جہانے ہی دو ملاں بڑی گالیاں سے
 فرصت بڑی ملی تجھے میرے خیال سے
 دوزخ کو عید ہوئی ہر کافر کے حال سے
 آتا ہے شب کو خواب تمہارے خیال سے

طوفانِ گریہ و عسقرِ نفعال سے
دامنِ فلک سے چینِ گریبانِ ہلال سے
باتیں جو کی تہیں رات کو اُسکے خیال سے

ہوتا ہر خشک دامنِ تر کیا طلسم ہے
امر و ست و ثنت اور تجھے چاہیے اگر
حیرت ہر اُس نے صبح کو مجھ سے بیانِ کین

اے دماغ ہے دکن سے بہت دور لکھنؤ
ملے امیر احمد و سید جلال سے

دل دیا ہے غیر کو اُسکا تقاضا ہم سے ہے
کیا یقین ہے جانتے ہیں ہم یہ ایما ہم سے ہے
ہم میں دنیا میں تو یہ گلزارِ دنیا ہم سے ہے
ہم تو دیکھیں اُسکی صورت کون چھا ہم سے ہے
بحثِ عالم کو فقط یا تم سے ہی رہا ہم سے ہے
درد ہم سے ہی پیش ہم سے ہی سودا ہم سے ہے
ہم کو دشمن سے نہیں ہی مکوجتنا ہم سے ہے
چرخِ کج رفتار ہی گرے تو سید رہا ہم سے ہے
ابے مانے میں کچھ ان باتوں کا چرچا ہم سے ہے
شکوہِ بیجا کو سکرنا زہیچا ہم سے ہے
انگوٹا ہر منِ نقطہ آنکھوں کا پردا ہم سے ہے
کیا کہیں کیونکر کہیں جو قول اُنکا ہم سے ہے

کیجئے انصاف یہ نہ ناحق کا جھگڑا ہم سے ہے
بہار کا وعدہ کسی سنے ہو وہ گویا ہم سے ہے
مٹ گئی جب ہم توجا نو مٹ گئی ساری بہار
وصفِ یوسفِ پرست کا فرنے بھینجا اکر کہا
لیلی و مجنون کا قصہ کوئی سننا نہیں
دل یہ کہتا ہی ہمارے دم سے میں عاشق
کیون نہ حیرت ہو کہ بغض و کینہ و بیچ و مال
دل جلونے آپ بل بہرتے ہیں یہ اچھائی نہیں
جاچکی تھی سمِ الفت مٹ چکا تھا نامِ عشق
واہ کیا گنہا کیا اچھا دیا تنے جواب
دل میں ہی آئے تصور میں ہی آئے بے حجاب
وعدہ دیدار کیا اور کیا پیمانِ وصل

آپ کو اب واسطہ مطلب غرض کیا ہے ہے
 بخت تہی ہما و شکایت انگو شکوایہ ہے
 کہتے ہیں کہہ ڈال جو کچھ منجھو کہنا ہے
 آسمان کو بھی کسی شے کی تمنا ہے
 جس قدر تکرار ہے یہہ انجمن ہاہم ہے

چن کیے عیش کچھ مجمع اغیار میں
 ہمسے جو ملتے تھے اب انہیں ہم ملتے ہیں
 دل میں گہرا رہے ہیں اور مجھے شیریں
 یار باس سے ہیں بہت وابستہ اپنی خوشن
 صاف ہو جاؤ تو پہر ہو گفتگو بھی صاف

کوئی کافر ہی کہے اے داغ
 اے تیری شان اب تمنا کی تمنا ہے

لگ گئی کسی نالہ حسن زیبائی تجھے
 ناشکیبائی مجھے دی اور رعنائی تجھے
 اور پرہیزار جہان نہتا ہر جاائی تجھے
 میرے دلمیں آئی شوخی جب حیا آئی تجھے
 میں غنیمت جانتا ہوں کنج تنہائی تجھے
 رنج ہر جبر قیامت کیوں اٹھالائی تجھے
 بزم آرائی میں آتی ہر صف آرائی تجھے
 ہو گئی اتنے میں کس کس سے شناسائی تجھے
 غیر کے آتے ہی ظالم آئی انگریزائی تجھے
 دیکھنے کو دی ہر غافل یہ پنائی تجھے

ڈھونڈتے پہرتے ہیں اک عالم میں شادی تجھے
 یہ بٹے کیا خوب کیا حصے عاشق ہو شوق کو
 تو میرے سپر کھڑی رہتی ہر مہم از دل
 چہیز کا موقع کوئی ملتا نہ تھا اچھا
 دھن لگی رہی اپنی دوست کی آٹھوں پہر
 شکوہ پیدا کیسا کیسی سنریا و ستم
 ایک طرف اہل ہوس میں ایک طرف میں اہل عشق
 جلتے ہی سینے میں آیا باہرے پیکان یا
 بے حجابی کا بہانہ کوئی تجھے سیکھ جائے
 جسے جسکی ہر اپنے آپ میں تو دیکھ لے

<p>تو اگر سچے تو کیا جانے کرے کیسا غرور گریہی جھگڑے رہے باہم تو ملتا ہوا چکا کاش نہ ہنسنے دے ٹہرنے دے سر لکڑی نش دوست کو دشمن سمجھ لیتا ہر تو دشمن کو دوست ہم کرینگے مرتے مرتے آپ ہی اپنا علاج آمین کیون میرے دل ویران میں فماتے ہیں</p>	<p>دیکھ کر سمجھا ہر جو تیرا تماشا لائی تجھے رنج تنہائی مجھے ہر فکر رسوائی تجھے گو بس شکل کہیں پھر میری کشش لائی تجھے آگئی ہے باکپن کے ساتھ کجرائی تجھے چارہ گرا آتی نہیں ہر چارہ فرمائی تجھے کیا غرض ہم کو مبارک دشت پیائی تجھے</p>
<p>تیری انانی کے قائل تھے سب اس لاطون نش شاعری نے کر دیا امر داغ سودائی تجھے</p>	
<p>جمع ہیں پاک اک زمانے کے ذکر بیفائدہ نہ کرو اعظا دل سے کہتا ہر یہ اب سو فار برق پہونکے اڑائے بادِ خزان ہے مری داستان بھی کیا غم جو شب وعدہ اُمید وصل کسے کعبہ و دیر میں دہرا کیا ہے شبِ فرقت ترے تصور سے تخم الفت سے ہر دو فرات شک</p>	<p>ہمے جلے شراب خانے کے اس زمانے میں اُس زمانے کے تیرے زبان اس نشانے کے چار تنکے میں آشیانے کے حرف بکتے ہیں اس فسانے کے ہم تو ہیں منتظر بہانے کے گردِ دہن تیرے آستانے کے مشورے ہوتے ہیں نہانے کے لاکھ دلفن میں ایک دانے کے</p>

پہ جواہرین کس خانے کے	ن	اچھی لعل لب
	تیرے	پنی کرنے تو
<p>خالی بہری دکان کرے میفروش کی صدقہ وہ دین حواسو کا بنو اتین ہوش کی حاجت نہیں ہے اسکے لئے قبر و شش کی کیفیت انجمن میں رہے ناؤ نوش کی بہوشیوں میں یہ کہی لیتا ہے ہوش کی داغی ہی تو عمر ہے جوش و خروش کی اک داستان ہے اپنی طبیعت کے جوش کی دعوت یہ ساری عمر جی شیم و گوش کی رند و نئے جو بچی تھی وہ حضرت نوش کی کہتے ہیں پہلے فکروں بار ووش کی اسے بحر اصل کیا تیرے جوش و خروش کی غماز سے کہی نہ بنی عیب پوش کی</p>	<p>رکھ دین اگر شہید بادہ نوش کی کیون ناہو کا بہت بادہ نوش کی تربت پہ میری دل میں اسکی گلی کی خاک کب تک حجاب کا پتہ پلاؤ بنکار اٹھے مہرے وہ راز دل خون مہر کا تو یہ بہت شباب میں وہ دل کے دل سے وہ جوانی کے زور و شور دیکھا تھاں باہر داستان عشق زاد کو پہنچ آکھوں سے معلوم ہو گیا تیرے دل کی اگر پوچھتا ہوں میں پایا ہے شناور دریاے عشق کو باہم تری نگاہ و حیا میں ہے کیوں سلوک</p>	<p>پہ جواہرین کس خانے کے</p>
	<p>میر خوبرو کو داغ جتا عا شقی عیار ہے پہلی کہی اس خوف و روش کی</p>	

ولمیں عاشق کے تصور سے کہکھ ہوئی ہے
 اس بہانے سے بہانے سرِ محفل آئو
 جلوہ بے پردہ تو ہوتا ہے فقط ہوشِ رُبا
 سہمے جاتے ہیں بڑے جاتے ہیں عاشق سے
 درِ فرقت بھی اکہی نہ دُعا دیجائے
 جسے سونگہی کو وہ خوشبو کوئی اُس سے چھو
 سادہ دل ہیں جو انہیں آئینہ رو کہتے ہیں
 پست ہمت کہی پاتے نہیں عالم میں غرور
 کوئی تو غم ہے جو کی آپ نے آتشِ ترک
 جھوننا اور وہ ہنسنا ترے دیوانوں کا
 کون بیکس کا معاون ہے بحرِ ذاتِ خدا
 آتشِ رنگِ جانے تو جلا یا دل کو
 وہ بُرائی سے بھی گو غیب کا مذکور کریں
 اس نزاکت پہ سنے کیا وہ ہماری فریاد
 ہاتھ رکھ لیتے ہیں وہ ڈر کے کمر پر اپنی

اجینوں کی غیب تو کچک ہوئی ہے
 کہہ یا اُن کے دل میں کب تک ہوئی ہے
 وہ قیامت سے جو اس کی چٹک ہوئی ہے
 کم سن ہی ہوا بھی اس میں چپک ہوئی ہے
 آج یہ کیا ہے کہ تیرا ہم کے کسک ہوئی ہے
 باسی بارون کے جو چہ لون میں مہک ہوئی ہے
 آئینہ میں کہیں پہلی کی چک ہوئی ہے
 قاعدہ ہے کہ زمین زیرِ فلک ہوئی ہے
 سادگی اور مجھے باءِ شک ہوئی ہے
 عجب انداز کی کچھ انین لگ ہوئی ہے
 غیب سے اُسکی مدد اُس کی کیا ہوئی ہے
 اُسکی تاثیر یہی سحرِ زخمِ ہوئی ہے
 بدگمانی مجھے بے شبہ و شک ہوئی ہے
 غنچہ چٹے تو کہے سرِ مین ہوئی ہے
 شاخِ گلبن میں ہوا سے ہوئی ہے

دل اندھا دُہند ہی آتا ہے ہمیشہ چراغ

چہان میں اسمیں نہ کچھ چہان پہلک ہوئی ہے

اچھی کہی کہ عشق میں پیار کیوں ہو
 تیرے لبوں سے وصل کے انکار کیوں ہو
 پی کر نہ توبہ کی ہو تو واعظ زبان جٹے
 کیا یہ شری آنکھ لڑائیگا گہرین
 کس کی مجال اُسے کہے میرے باہین
 ہم ذمہ دار ہو گئے اخفائے راز کے
 کہتے ہیں تنہ مجھ کو بیاستم شعار
 غفلت میرا نہیں سے سوتے تے پچی
 یہ کیا کہا ٹوک کو جلا ناز آہ سے
 دیکھا نہیں یہ شان یہ جلوہ کچھ آہ سے
 منہ مانگے دام بوسہ لب کے نہ دیکھے
 کہتا ہے عاشق کو کہ وہ کافر یہ طرست
 ہم کو دیکھا کے جلوہ یہ آواز کس نے دی
 ہوتا ہی تھا وصال جو ہوتا نہ تھا وصال
 خجلت تو کہہ رہی ہے نہایت بڑا کیا
 دل کہہ رہا ہر اُس سے کہو بجز عشق
 اپنا سادہ و سرائے لگا بچے

اچھون کے آپ درپے آزار کیوں ہو
 یہ ناز کی میں مت بل گفتار کیوں ہو
 یہاں اعتراض کیا ہے کہ میخوار کیوں ہو
 تم اسکے بدلے لڑنے کو تیار کیوں ہو
 اقرار کیوں کئے تھے انکار کیوں ہو
 عاشق ہوے تو محرم اسرار کیوں ہو
 الزام ہے کہ طالب آزار کیوں ہو
 کسے جگا دیا ہمیں بیدار کیوں ہو
 اپنی تو کہنے آپ تہمکار کیوں ہو
 بت کیے کچھ لوگ گنہگار کیوں ہو
 پھر حضرت دل آپ خریدار کیوں ہو
 بندے خدا کے میرے طلبگار کیوں ہو
 چلہ وہاں سے نفش دے دیوار کیوں ہو
 یہ مرحلے تو سہل تھے دشوار کیوں ہو
 رحمت نہ یہ کہیں گی گنہگار کیوں ہو
 میں کہہ رہا ہوں کہ گنہگار کیوں ہو
 جلتا ہوں میں وہ آئینہ رخسار کیوں ہو

کیا جانے کیا دکھائی دیا آنکو خواب میں	جو وقت آج شب کو وہ بیدار کیوں ہوئے
اے داغ اک زمانے کے ولین ہے گہرا وہ نام شے نام سے بیزار کیوں ہو	
کاوش فلک تفرقہ پر وار ہمیں سے ہوتے ہیں ادا عشق کے انداز ہمیں سے ہر خیز کچھ ایسی ہی ہن باتیں کہ نہ سینے ہمسے ہی سرِ نرم چراتے ہن نظر ہی سودیکھنے والے ہوں تو یہ آنکھ کہاں ہے صیا د کی بیداد نہیں کچھ قفس میں اٹھتا ہے ترے کوچے سے کب شورِ قیامت اشک آنکھ کے پرے میں ہیں باہر ہیں آتے توقیر پہ اس نرم میں اپنی ہے مساوی ایجاد کئے رسمِ محبت میں ہم نے دیکھیں تیری طاقت تیری تلوار کی برش ہمنے ہی تو پا لالِ مفسد کو فعل میں	کیوں اے خلل انداز یہ انداز ہمیں سے یہ سحر ہمیں بہن یہ اعجاز ہمیں سے کیا کیجئے کہتے ہیں وہ سب راز ہمیں سے لڑتی ہی ہے پر چشمِ فنون از ہمیں سے تصویر تری کیوں نہ کرنے مار ہمیں سے ٹوٹے ہیں پہرے کر پر پر وار ہمیں سے لاکھوں میں یہاں گوشِ پرواز ہمیں سے غمڑے کی لیا کرتے ہیں غماز ہمیں سے گر غیب ہوے صاحبِ اعزاز ہمیں سے انجام کو پہنچ گیا یہ غار ہمیں سے دو چار اگر اور ہوں سرازہ ہمیں سے کرتا ہے دغا پہر یہ دغا باز ہمیں سے
ہنگامہ محشر میں بھی اللہ کرے داغ راضی ہو تو جو وہ بتِ طناز ہمیں سے	

ہو لی کہی لگا آج قاتل سے	یہ ٹپکتا ہر رنگ سبیل سے
دل بدل لیجئے مرئے دل سے	نازِ اعدا اُٹھیکا مشکل سے
ہم کو جینا پڑا مرے دل سے	ہو گئی یا س عہدِ باطل سے
کس کس کی آنکھ کس کس دل سے	میری تصویر ہی وہ دیکھتے ہیں
اب چٹے گاہیہ سا تہ شکل سے	تیر تیرا ہے اور دل میرا
گہڑے بیٹھے ہیں ساری محفل سے	کس نے مذکور کر دیا مسیہ
جمہ و عا میں نخل گئیں دل سے	اب نہ بانسے وہ پہر نہیں سکتیں
ابھی کشتی ہر دور ساحل سے	کیون ہوا ناصدا کو اطمینان
آنکھ ملتی ہے پشتِ دل سے	بڑھ گیا رتبہ تما شائی
تیر تیرا کٹھک گیا دل سے	اب اوہ ریح کرے تو میں جان
کام آسان ہوا ہے مشکل سے	بات بگڑی بنی ہے قاصد کی
ساربان ہو شیا رحیل سے	ہے اک آندہ غبارِ مجنون کا
تو نے شکوے کئے تھے کس دل سے	مٹ گئے ہم تجھ پہ اسنے کہا
وہ نہ شرمائے عہدِ باطل سے	صبر کرنا پڑا ہمیں کو مگر
انگو نفرت ہے ماہِ کارل سے	جب سے دیکھا ہے میرے دل کا داغ
دم چراتے ہیں میرے قاتل سے	میں تو کیا ہوں کہ تیغ و خنجر ہی
ہم آذان دینگے اٹھ کے محفل سے	مخسب آگیا تو اے ساقے

آئینہ رکھ دیا میرے آگے کیا کہوں وجہ بدحواسی کی طالب وصل جانکر پہلے جذبہ دل کہیں لائیگا ٹھکرو	کہ اسے رشک ہے مقابل سے ہوش پران میں رنگ محفل سے کرتے ہیں وہ سوال سائل سے ایک کیا ہے ہزار منزل سے
---	---

آتش عشق میں مزا کیا ہے
پوچھیے اُسکو داغ کے دل سے

منا ہے محبت کا مزہ زہرِ قاس سے
وہ دل پہ چھری پھیر گئے ناز واد سے
کیا وجہ گھڑنے کی میری آہ رسا سے
وہ کہتے ہیں گہیر کے سرے دستِ دعا سے
ہم تیرے سوا اور ہوں کس چیز کے طالب
معشوق سے چھوٹے یہ کہی ہوں نہیں سکتا
اب قامتِ زیبائے اُٹھائی ہو قیامت
تیرے کیا فتنہ گری ہو دمِ رفت
جائے طرفِ گویں زبان جو وہ قاتل
ناشتی کو کسی طرح ملے جائے نعمت
شکوہ ہو بہانہ ہو کچھ اسکی نہیں پوا

کلی بھی کرین ہم نہ کہی آبِ بقا سے
اب کوئی مرے کوئی جیئے انکی بلا سے
یہ بہ خوب ہوئی آپ تو لڑتے ہیں ہوا سے
کیا عرش پہ جا پہنچیں یہ ہات ذرا سے
کیا چھوڑ دیا مانگنے والوں نے خدا سے
مجبور ہے ورنہ شیوہ بیداد و جفا سے
فتنے ہی ذرا سے نہ کہی تم ہی در سے
بچتی ہے قیامت ترے دامن کی ہوا سے
لبیک کا شور اُٹھے مزارِ شہدائے
کیا خونِ جگر کم ہے مژدہ فر سے
جوابات ہو وہ کیجیے انداز واد سے

<p>کیا خاک ٹرنیگی میرے دل سترری کہیں کیا حشر کے دن مجھ پہ نہ توڑ نیگو قیامت دل میں ہی اسی طرح گرہ پڑ گئی ہوگی انسان یہ بشر اپنی خوشی سے نہیں دیتا گلزار محبت سے کہیں خوش نہیں ہوتے بیٹا بیٹن پہوش نہیں ہوں مجھ سمجھوں ناوک ہر نہ برچھی ہر نہ خنجر ہر نہ تلوا میں بزم سے اٹھ جاؤں بکلیاؤں چلا جاؤں اب دوش پر لنگے ہر کمان ہاتھ میں ہر تیر</p>	<p>جو شرم سے جھکتی ہیں چہتی ہیں جیسا سے وہ چوکنے والے ہیں کہیں جو بڑھا سے یہ عقدہ کھلا ہمو ترے بند قبا سے اس واسطے دل لیتے ہیں ہر کرو دغا سے وہ کہتے ہیں تم ناک میں ہر بوئے فاس سے دم دیتے ہیں یہ آپ جو دیتے ہیں دلا سے یہ مددہ دل ہی ہیں ہر خون کے پیاس سے کیا بات ہوئی خیر تو ہر کیوں ہو غصا سے اس عہد میں مرنے کا نہیں کوئی قصا سے</p>
--	---

جب دیکھتے ہیں داغ کو ہوتا ہی یہ ارشاد
معلوم نہیں زندہ ہے یہ کسکی دعا سے

<p>مرض عشق کی دوا بھی ہے کچھ جفا بھی ہر کچھ وفا بھی ہے عاقبت میں ہی دل کو چین نہیں زندگی اور اس زمانے کی دیر کے جانیوا لوٹے کہہ دے تیری امداد کے لئے آراہ</p>	<p>مجھ میں دیکھو تو کچھ رہا بھی ہے دل لگی کا یہی مزا بھی ہے بس محبت کی انتہا بھی ہے ایسے جینے کا کچھ مزا بھی ہے تم میں اک بندہ خدا بھی ہے پیچھے پیچھے مری دعا بھی ہے</p>
--	---

<p> بخشوا یا کہا سنا ہی ہے آپ کو بات کا مزا ہی ہے یہ کسی سے کہی ہوا ہی ہے کچھ ترے دل میں مدعا ہی ہے ابتداء تو انتہا ہی ہے اس مکان میں کوئی رہا ہی ہے آپ سے کوئی پوچھا ہی ہے کچھ یونہیں سی میری خطا ہی ہے آجکل جھوٹ میں مزا ہی ہے یہ کہنے کہیں سنا ہی ہے اسمیں حصہ فقیر کا ہی ہے کچھ کہا ہی ہے کچھ رہا ہی ہے منہ سے تو پوٹ کچھ کہا ہی ہے اسی وفا کچھ تراپتا ہی ہے اس میں پر شرم ہی جیا ہی ہے </p>	<p> کیا یونہیں مر گئے ترے شوق میں سناؤں تو داستان اپنی رشک پر صبر تو سکے کیونکر تو نے پوچھا نہ ایک دن ہم سے چار دن کے شباب پر پہ غرور دیکھ کر دل کو پوچھتے ہیں وہ رمزِ الفت بتائے نہ مجھے کچھ ہے بجا عتاب ہی اُنکا ہاں ذرا پر قسم تو کہا لیجے نہیں سنتے وہ اپنے مطلب کی سبکو مٹتی ہے دولتِ دیدار حالِ دل کب ادا ہوا پورا کیوں تجھے چپ لگی ہر ایتھد ڈھونڈتی ہیں تجھے مری اکہنیں چتونین شوخ چلبلی تفریر </p>
--	--

اُسکو عاشق ہی لوگ کہتے ہیں
 داغ کا نام دوسرا ہی ہے

<p> مٹے داغِ دل آرزو رہ گئی کہانِ دل میں آرزو رہ گئی شبِ وصل کی کیا کہوں داستان بہتا و شبِ غم بلانینِ ٹلین چلے ہم تری بزم سے تشنہ کام بہت چل بے یار اسے زندگی کہا نہ کہان لے گیا ہم کو شوق بہرے چاکِ دل میں نک چارہ گر میرا سر گیا ایک ہی دار میں نہ د ہوئے اگر جانے اپنے ہات پہرے ہی تو کچھ ستنا زک سے تیغ دکھا کر جھلک کون چلتا ہوا </p>	<p> چمن اڑ گیا اور رہ گئی وہ مدت سے بنکر لہو رہ گئی زبان تھک گئی گفتگو رہ گئی خدا جانے کس طرح تو رہ گئی تھکائے جام و سبزو رہ گئی کوئی دن کی جہان تو رہ گئی مگر رہ گئی جستجو رہ گئی اگر احتیاجِ رُفُو رہ گئی ہو جس تھکوا اور جستجو رہ گئی تو عاشق سے شرط و ضرور رہ گئی یہ کیا ہو کے زیب گل رہ گئی نظر ڈھونڈتی چار سو رہ گئی </p>
<p> گیدِ دل گیا داغ عنیت ہوا آبرو رہ گئی </p>	<p> اُس بزم میں آبرو رہ گئی </p>
<p> آئینے سے کہتے ہیں تیری نظر ہوئی جو مجھ پر چشمِ لطف تھی اب غصہ پر ہوئی محشر میں رازِ عشق خدا سے بھی یوں کہا </p>	<p> اچھپم شوقِ اہل کی تجھے ہی خبر ہوئی دنیا کی طرح یہ بھی اُدھر کی اُدھر ہوئی جسکے کانوں کاں کسی کو خبر ہوئی </p>

میری بلا سے ٹوٹ کے پکان جو رہ گیا
اسکا بھی اعتساب نہ گویا برائے نام
کچھ روز وعدہ یاس کی حالت عجیب تھی
کرلین کے حور کا بھی نظارہ دم خمیر
کہتے ہیں مجھ سے مرنے لگو میرے نام پر
رکھا نگاہ میں جو دل پیستہ راکو
کیا امتحان کروں کہ نہ چھوٹے گی جان پر
اب کہہ رہا ہوں اس کے تصور سے مدعا
دل کو بغل میں پال کے مجبور ہو گئو
جا تو سہی دکھا تو سہی اس کو خط مرا
پختی تھی دخت رز کی حرمت کی سی طرح
گو عرض مدعا پہ زبان قطع کیوں نہ ہو
کہتے ہیں بار بار وہ مجھ سے شب وصال

حاصل مجھ تو لذت خشم بگڑ ہوئی
تیری شگاہ لطف بھی تیری کہ ہوئی
کیا کہیں اس قدر نہ ہوئی کہ جنت و جہنم
دنیا کی تاک جہانک سے دھست آئی ہوئی
کیا چاہ میں دو چاہ جو منہ دیکھ کر ہوئی
اُس ن سنا و شوق تہا رزی نظر ہوئی
مسکونہ انخواستہ الفت اگر ہوئی
پینہ مسبر کی یاد بھی پھینا مسبر ہوئی
دشمن کے ساتھ عمر بھاری بسبر ہوئی
آگے سے آگے فکر تجھے نامہ بر ہوئی
یہ نیا بخت مار کے تھامی کسیر ہوئی
اب کیا چھٹے گی وہ جو خطا عمر بھر ہوئی
ہے بے اگر نہ تیری دھما سے سحر ہوئی

ہمسایے میں یہ شور ہو لو داغ کی جنب
کم بخت کو ٹپتے ہوئے رات بھر ہوئی

پیر منان نے خلیہ میں جا کر دکان کی
پیری کی سی طرح نہ چلی آسمان کی

زاد کوہ و زحشر طری امتحان کی
دم بھر میں پار آہ تھی اک نوجوان کی

پوچھی زمین کی تو کہی آسمان کی
 اس بات پر خفا میں کہ ہم سے زبان کی
 کیونکر زبان بند ہو سادے جہان کی
 کچھ رنگہی ہے آنکو بوس امتحان کی
 کہانے میں پیار سے وہ قسم میری جان کی
 لوگوں سے تو نے کیوں مری خوبی کی
 پسلی پڑک اٹھی ہتی مگر پاسبان کی
 معلوم ہے میری نہیں حاجت بیان کی
 فرمایا میں ہن روزہ نئی داستان کی

فائدہ ہی اُسکو دیکھ کے دیوانہ بن گیا
 تعریف غیر شکے جو میں نے دیا جو اب
 کسکر گئی نہیں تری بیداد و جوکا
 سرکات کر لگاتے ہیں گردن کے تپانہ
 گو جانتا ہوں جھوٹ مگر اُسکو کیا کروں
 یہہ شکوہ رقیب پہ مجھ کو ملا جو اب
 آبرٹ نہیں کہ مجھے دوسے لیا
 روکا اسی بہانے سے اظہارِ شوق
 کتب تک بنا بنا کے کہوں ماجرا سے دل

کیا پہر ہی دل کے دینے میں درداغ عذر ہو
 گروہ قسم و لائے تمہیں اپنی جان کی

کسکی نبی رہی ہے کسکی نبی رہے گی
 پرچی میں دل رہیگا دا میں آئی رہے گی
 یادوستی رہے گی یا دشمنی رہے گی
 میرے فرار پر یہی تیرا فکری رہے گی
 پہنچیرے دل میں کافر کتبکٹنی رہے گی
 یہ کیا خبر تھی برسوں یوں لگنی رہے گی

کتبک کچھ رہو گے کتبک تھی رہے گی
 اُسکی نگہ سے ہر دم چلی پر نبی رہے گی
 ملکر تو اُس نے دیکھیں آئندہ جو مقدر
 کشتہ کیا ہے اُسکے تیرے گہ نے مجھ کو
 ہر بندہ خدا پر کب تک رہیم رہیگا
 تمک آ کے دلاؤں چاہتا ہوں منہ فرنا

جلوہ اگر دکھاؤ تو پھر منہ چسپاؤ نہ نہ جائے اُنسے اپنی جی طرح غنیمت مَر مَر کے ہم جیسے ہیں سوا امتحان دینے ہیں ہم سے نظر ملا کر بیتاب دل کو دکھو لوٹیں گی وہ نگاہیں مہر کاروانِ دل کو	اک صاعقے کی باقی کیا روشنی رہے گی یہ جانتے ہیں اثرِ بڑی بنی رہے گی ایہ گمان کہ تک یہ بدظنی رہے گی برقِ جہان سے کتک چمکتی رہے گی جب تک چلے گا رستہ یہ رہنما رہے گی
--	---

اے داغ تیری صورت دیکھیں گے وہ نہ ڈرے
چھائی ہوئی جو منہ پر یون مردنی رہے گی

جوہر کی خوشبو سے دل سے نہ تم گار گئی آتے جاتے مری بالین پہ قضا ہا ر گئی جسکو کہتے ہیں اثر وہ نہ ملا ہے نہ تاک جہان کا اپنی نگہ کو رہی اُس کو چین جان کیا رکھنے کی شے ہے کہ جسے دیکھیں چین سے بیٹھے ہو کیا تم کو خبر ہے کہ میں رکھ لے منہ پہ عبث بات جیسا سے تھے اسکا منہ دیکھتے ہی خواب میں ہم چونک پڑے نگہ باز کو بے جو چپا یا دل میں میرے گہر خوف سے تم تم کے قدم کہتے	عمرِ مجھ سے اپنی وفا سب یونہی بچا ر گئی آئی سو بار شب وعدہ تو سو بار ر گئی کیا گھر آہ فلک کے ہی اگر پار گئی روزِ در سے ہٹی تو سردیو ا ر گئی نہ گھر آج اگر کل یہ چلن ہا ر گئی آبرو آج عدو کی سرِ باز ا ر گئی لذتِ وصل ملی لذتِ دید ا ر گئی اپنے مات آئی ہوئی دولتِ بید ا ر گئی وہ یہ کہتے ہیں چوری مری تلو ا ر گئی کیا ہوا اب وہ کہاں شوخیِ رخا ر گئی
---	---

<p>روز کا قصہ گیارہ روز کی تکرار گئی خاک ہی میری اور کربس باز گئی طبیعت غمِ وقتِ بہت بڑ گئی بے قرار دلِ عاشق سے نہ بنا گئی چہرہ کرا سکو مریوح نہ نہا گئی جان کے جاتے ہی کیفِ دل از گئی چلتے چلتے مرے دمکانے کو لگا گئی پیشوائی کے لئے نہت گلزار گئی دل کی تسکین گئی پریش گئی</p>	<p>سیر کرنے کی خبر سن کے کہا خوب استفادہ پاسِ ہا عشق کی سوائی کا صدہ سننے کے لئے ہی ترانہ نئی طر گمہ شمع میں تمکین ہی کہی ہوئی ہی تکلفِ وقت ہو تو ہول سے یہ کہہ لیتا موت کے آئینے سے طرح کی راحت پائی جب اُٹھی کوچہ جان سے قیامت کوئی آمد آئے گلشتِ مہین ہر کسی گالیان دینے لگے ہر عیادت کر</p>
<p>داغِ خورشیدِ قیامتِ قیامت کی ہی آج کیا جانے کہاں اپنی شبِ تار گئی</p>	
<p>جو وہ کیا تھا تو کیا کیا تھا جو کینکے تو کیا کر گئے جو آپ ہم سے کیا کر گئے تو چہرہ کرمِ خا کر گئے کہہ ہی طمع ہو کہ لہجے دل کہتی ہو فکر کیا کر گئے جو دشمنی کر سکتیں ہو پڑی ہو دوستی ہم سے کیا کر گئے تمہیں کون ہم ہو فاکینکے تمہیں سے ہم التجا کر گئے بہت سنی ہم نے ایسی باتیں بہت سنی ایسی باتیں</p>	<p>جلا تھا دل کیا تھا نہ جلیں گے لب جب عا کر گئے مزا اسی میں دل لگی کا کہ شوخیانِ ہنر تیرے ہن عجیب طرح کا معاملہ ہو وہ سوچتے ہیں بات پہرو عدوت کو پہنچا آج جس اُسی پہ کل مہربانیاں ہزار ہنر نگِ عاشقی کے جو انکو برتے وہ انکو جانے پیامبر کی مجال کیا تھی جو انے کہہ کر جواب لاتا</p>

<p>ہوئے ہیں غورِ جفا ہم یہ کہتے پہرے ہیں جا ہی ہم جو شکِ لقمان بھی چاہ کر ہو سچ ثانی ہو وہ اگر تو خطا کرو گے جو رومہ مانگایہ کیا کہا پہر نہ ہم سے</p>	<p>جو کوئی ہم پر ستم کریگا ہم سکے حق میں عا کرین گے کسی اچھے ہوئے نہ ہونگے ہم آپ اپنی دوا کرین گے خطا کر نیگے خطا کر نیگے خطا کر نیگے خطا کرین گے</p>
<p>کوئی ہو رنج و غم کہا شک اٹھائے ظلم و ستم کہا شک وہ حضرت داغ ہی نہیں اب جو تجھے مہر و فاکرین گے</p>	
<p>وہ دل یکے چکے سے چلتے ہو ابھی وہ نکلے تو میں سیر کو نہ اترائے ویر لگتی ہے کیا عدم میں ہی ہم نیند بہر کر نہ سو محبت میں ناکامیوں سے خیر گلا کاٹ لون میں ہی سنجر تو دو مرے جذبہ دل پر نہ الزام آئے کرین وعدے پر وعدہ وہ ہم کو کیا</p>	<p>یہاں رہ گئے ہاتھ ملتے ہو چلے آئیں مجھ تک ٹہلتے ہو زمانے کو کروٹ بدلتے ہو گئے حشر میں آنکھیں ملتے ہو بہت کام دیکھے نکلتے ہو تہمین دیر ہو گی سنبھلتے ہو وہ آتے ہیں آنکھیں بدلتے ہو یہہ چکے یہ فقرے ہیں چلتے ہو</p>
<p>داغ کے دل پر کہو تو بات بہت تمنے دیکھے ہیں جلتے ہوئے</p>	
<p>وہ لیتے ہیں چٹکی وہ لٹا رہا سی کیون چاٹ نہ لون خاکِ دریاؤں را سی</p>	<p>کیا دل کو مزا دیتی ہے تکرارِ ذرا سی اکسیر ہے اکسیر کی مقدارِ ذرا سی</p>

آتے تو چلے ہیں وہ مری راہ سپکین
اندیشہ ہے اک صاحبِ تقوٰے کی نظر کا
اُسے شوخِ غضب ہے تری ابرو کا ایشہ
وِشنام پس بوسہ جو تو دے تو مزہ آ
اُس فتنہٴ عالم سے یہ کہتی ہے قیامت
موسٰی کو توجب بھی نہ ہی تابِ نظار
اُس شانِ رحیمی نے بہت رنگ کیا
زاہد مری خاطر سے مسلمان سمجھ کر
سٹوکلے کروں دل کے تولے کو خیرِ یاد
کہلجی تے ہیں اکثر ترے فقرے ترحی لیں
ہمسائے میں وہ آئے تھے جب جہان گناہ کا
اکثر تو قیہوں سے مرے تھے وہیں سکو
جب ہم کوئے تلخ میسر نہیں ہوتی
بیدِ افلاک نے توجہت زور دکھایا
ساقی مجھے ترسا کے پلاتا ہے مےٴ ناب

باقی ہے ابھی منزلِ دشوار ذرا سی
مےٴ چھوڑ دیا کرتے ہیں میخوار ذرا سی
کیا دیکھتے کرتی ہے یہ تلوار ذرا سی
تلخی بھی ہو اے لعلِ شکر بار ذرا سی
دے ڈال مجھے شوخی رفتار ذرا سی
جھلکی تھی پئے طالبِ دیدار ذرا سی
جسوقت جھکی چشم گنہگار ذرا سی
دل توڑ نہ تو پئی لے میرے یار ذرا سی
وہ کہتے ہیں یہ جنس ہے درکار ذرا سی
باقی ہے کسرتجہ میں یہ عیثِ راز ذرا سی
اونچی رہے سر سے مروی دیوار ذرا سی
تعریف ہی ہو جاتی ہے اک بار ذرا سی
افیون ہی کہا لیتے ہیں ناچار ذرا سی
کر تو ہی کمی اے ستم یار ذرا سی
اک بار بہت سی نہیں ہر بار ذرا سی

کہتا ہے وہ ہم داغ کو دل میں نہیں کہتے
میں چاہوں جگہ دے مجھے دلدار ذرا سی

کہ ابتدا میں ہوئے رنج انتہا کے مجھے
 شب فراق نے مارا لٹا لٹا کے مجھے
 بناؤ کرتے تھیں بدگمان بتا کے مجھے
 وہ منہ ہی منہ ہیں سنتے ہیں سر جھکا گئے ہیں
 کہ اور جیپ چڑی سا منے خدا کے مجھے
 یہ لہٹے لیتے ہیں تنہا غریب پا کے مجھے
 وہ گہورتے ہیں بہت سامنے بلا کے مجھے
 یہ حال سینے ذرا سی کہی پلا کے مجھے
 بگاڑ ڈال دیا آدمی بسا کے مجھے
 خیال تھا وہ نہ پچھتاے آزما کے مجھے
 یقین نہ آئے تو وہ دیکھ جائیں آ کے مجھے
 میرا قریب ہی رویا گلے لگا کے مجھے
 اجل کہاں سے کہاں لگئی لگا کے مجھے
 جفا کے لطف تجھے میں مرے فاکے مجھے
 تم اپنے دل میں ہو خوش کس قدر سنا کے مجھے

رہیگا عشق ترا خاک میں ملا کے مجھے
 دئے ہیں مجھ پر دیکھ دو کس بلا کے مجھے
 ہوا ہے نہ نظر اس طرح سے ترسانا
 حدو کے شکوے یہ یہ انفعال ہی ہو گیا
 نہ کی شکایت معشوق شرم عصیان سے
 بھونم ماز میں گہر کر دو بائی دی دل نے
 ارادہ قتل کا ہے یا میں شکل کے مشاق
 عجیب غیر کے افسانے میں ہے کیفیت
 مگر اہل فلک میری مشت خاک ہے میں
 طریق مہر و وفا میں کمی کی کیے ہی غبی
 بغیر موت کے کس طرح کوئی مڑا ہے
 بلائے عشق تو دشمن کو بھی نصیب نہ ہو
 کہ یا یہ دل نے چلو آج کوئے قاتل میں
 ہر ایک شخص کو حاصل جدا ہے کیفیت
 ستم تو یہ ہے کہ پیر اس خوشی کی قدر نہیں

غضب ہے آہ مری داغ نام ہے میرا
 تمام شہر جہلاو گے کیا جہلا کے مجھے

یہ سب حضرت کی خوبی و حمیت ہیں حضرت ہیں	دگر	ہم اپنے دلوں میں دھندلے ہوئے ہیں
ایسے رہتے ہیں اپنے پاس کہیں	دگر	عشق میں دل کہیں جو اس کہیں
بہر کے جاتا ہے کیون گلاس کہیں		کون پر دے میں چپ کے پٹھا ہے
نہ غلط ہو میرا قیاس کہیں		جھک رہے اس سے احتمال وفا
یہ دو آئے دل کو اس کہیں		نہ پر کہلاتے ہیں تنگ اگر ہم
یہیں ہو گا وہ اس پاس کہیں		بزم میں داغ گر نہیں تو نہ ہو

رویف واو

تیری بُرائی چاہیں گے تیرا بُرا نہ ہو		وہ سے بد گمان تو دل مبتلا نہ ہو
کیون التجا کریں جو کوئی مدعا نہ ہو		بے وجہ یہ نیاز نہیں غور کیجیے
اب کہہ رہا ہوں یہ کہیں میرا کہا نہ ہو		اول تو یہ دعا تھی کہ وہ بھی ہو پورا
سب کچھ مجھے قبول مگر تو خفا نہ ہو		دل کا جان کا قیامت ہی کیون نہ آئے
انکہوں آنکہوں نہیں کہا گیا دل کو	دگر	ز وقتِ نظر
کروں گواہ خدا کو تو وہ گواہ نہ ہو	دگر	عشم کوئی تب نہ ہو
درست خیر سے اسکا مزاج ہو کہ نہ ہو	دگر	خدا جانے آج ہو کہ نہ ہو
جب آدمی ہے تو پورا حیا ج ہو کہ نہ ہو		معشوق کی طلب و غلط

رویف ہاے ہوز

یا مری اللہ مری تو بہ	سے ایسی تو بہ
-----------------------	---------------

میرے دل سے کوئی پوچھ غم دار
لگا رہا ہر مدت سے اسے جان کے ساتھ
جھگڑے لگے ہیں یوں تو بہت آدمی
نبوک سیکو محبت کیلئے ساتھ
جب یہ نہ ہو تو کیوں ہو دنیا و دین خراب
سارے لگا و رہتے ہیں دل لگی کے ساتھ
کہہ دے ایمان سے تو غیر کے گھر جانے
کہ فقط جائیگا ایمان ہی انسان کے ساتھ

رویف پائے تھانی

بہرے بیٹھے ہو تم محفل میں اے داغ
کہے دیتی ہے خاموشی تمہاری
جو بیٹھی انکھیں تو پلکیں ہی کوئی پل کی ہیں
رہی ہیں بس یہی انکھوں کی سیواں باقی
ہلا یا جب مری آہ و فغان نے
زمین پکڑی ہے کیا کیا آسمان نے
رقیبوں سے ہر دوستداری تمہاری
دیگر نہ ہو گی نہ ہرگز ہمارا تمہاری
ہر رنگ میں ہے داغ سا ہر گ کہاں
دیگر بڑبڑوئیں وہ بوڑھا ہر جوانوں میں جوان ہے
برخ دیتے ہیں اُسکو آپ جو رنجور ہے
یہ کہان کی رسم ہے کہ گلے کا دستور ہے
خاک میں تم ملائے آئے ہو
یونہی کوئی کسی سے ملتا ہے
اسی داغ یہ کیا بات ہے ہمو کو توتاؤ
دیگر رہتا ہے وہاں ذکر تمہارا کتو
ساقیا چاٹ لگی چاہیئے پیمانے کی
ہم تو لے ڈالیں گے مٹی ترے
کہتے ہیں لوگ تیری طبیعت اٹک گئی
یہ جانتے نہیں مری قسم لگئی
غضب ہو اس شکر پر دل امید وار ہے
دیگر کرم سے جسکو نفرت ہو وفا
ہم کو حار ہے
اپنی تقدیر پہ گریبان جو شبِ غم ہوگی
دیگر گلِ خورشید قیامت پہ بھی انیم ہوگی

غنیمت پر انکی طبیعت آئی دیگر گرجہ سے سچ ہے توقیامت آئی
 دل پہ اور ایک یہ آفت آئی یہ کسی اور قیامت آئی
 ہم اپنے کاتب اعمال کو ملا لیں گے دیگر گناہ سہل ثبوت گناہ مشکل ہے
 یہ کیا ہے حضرت ناصح ذرا سنو تو یہی دیگر ہر اک سے کہتے جو میری ذرا سنو تو یہی
 باطن میں کینہ اور بظاہر یہ بات ہے دیگر دنیا کہے کہ داغ پہ کیا التفات ہے
 محبوبیت کی شان نہیں ہے سنگری دیگر محبوب ہو کے آپ دل آزار کیوں ہو
 گر ہونو تو پیچو دئے شوق حیرم ہو کیا جانیں ہم سزا کے سزاوار کیوں ہو
 اپنے جمال ہوشربا کی خبر ہی ہے کہتے ہو ہم سے طالبِ یدار کیوں ہو
 تہوڑے دنوں میں لطفِ اسیری ملا نہ تھا ہم کیا کہیں کہ چھٹ کے گرفتار کیوں ہو
 ملا کر آنکھ سے آنکھ اسکو گرایا کر دیا کس نے دیگر کہ اپنی آنکھ نم کی قطرہ شبنم سے نگرے
 اہلِ محفل سے ملائی آنکھ جیبا سے ذرا دیگر مختلف سب سے اشارے ہو گئے ہاتھ کے
 بولے وہ ماہِ مصر کی تصویر دکھ کر ہاں خیر کچھ درست ہے یہ آنکھ ناک سے
 تنہا جو آئے مری آنکھوں پر آئے دیگر ساتھ اپنے غیر کو نہ کہی لیکر آئے
 دیکھنا نہ وقت بچ ہی اُس رشک جو کر دیگر آنکھیں اُلٹ گئیں یہ مصیبت تو دیکھ
 کرتا ہے داغ کو چہ قافل میں تاک جہاں پیروے پڑے میں آنکھوں غفلت دیکھئے
 ٹھیکری آنکھوں نہ دانستہ جو مخمور رکھتا دیگر لیلے پردہ نشین جا سے باہر ہوتی
 اُسے نگاہ مٹے ہی دل سپر لگی وہ چوٹ دیگر بجلی سی اپنی آنکھوں کے نیچے چمک گئی

دل کو چھ الیا ہر نگاہوں پر اور دیگر
 آپ کی آنکھوں میں کس طرح نہ ٹیسیں چوڑے دیگر
 خورشید میرے سامنے یا شمع طوری دیگر
 اُس بدگمان کو نشہ سے کا گمان ہے دیگر
 ہر طرف مجسم اغیار ہیں دیکھا ہم نے دیگر
 ہفت افلاک سے تاثیر دعا مانگتی ہے دیگر
 چمپکے بیٹھے ہو مرے دل میں پروا کیا ہے دیگر
 جو گہری عیش کی گزرے وہ غنیمت جانو دیگر
 بالین سے اُٹھتا تھا کیا تم نے قیامت کی دیگر
 غم حین میں اُٹھ گیا سرخرو اور داغ دیگر
 تو کرے الطاف دشمن پرستم یہ بھی تو، دیگر
 کوئے جاناں میں اوڑا لیچل تن لانگرا دیگر
 کیا ترپنے ہی کو خالق نے طبیعت دی ہے
 بادشاہوں کو بھی لوگ ہیں دینے والے

آنکھوں میں بیٹھے ہیں ہٹائی تو دیکھیے
 زردیے چہرہ ہمارا اثر کرتی ہے
 آنکھیں جو تیرا گئیں یہ کس کا نور ہے
 آنکھیں چڑھی ہوئی ہیں ہماری بنجار سے
 آنکھیں ڈرائیں تری نرم میں کیا کیا ہم نے
 سات گہر بہک یہ مانند گدا مانگتی ہے
 دیکھنے والے سے پوچھے کوئی دیکھا کیا ہے
 زندگانی کا مری جان بہرہ و سا کیا ہے
 لو بیٹھے گئیں آنکھیں بیا محبت کی
 یہ بوجہ تو نے اُٹھایا علی علی کر کے
 غم غلط ہو غیر کا محب کو الم یہ بھی تو ہے
 ایک تنکا اسے نسیم صدم یہ بھی تو ہے
 صبر دیگا وہی جس نے تری الفت دی ہے
 یہ فقیر دن ہی کو اللہ نے ہمت دی ہے

خمسہ بر عنزل خود مصنف

کہتا ہے کیا کہ جاہل زندان آدمی ہیں
 جو آدمی ہو لیکن وہ جانے آدمی ہیں

زندانی آدمی تو فرزانے آدمی ہیں
 زاہد نہ کہہ برے یہ ہستانے آدمی ہیں

تجسکو لپٹ پڑینگے دیوانے آدمی میں	یہ لوگ وہ ہیں اسنے الفت ہزار کچے انکو بہ فکر ہر دم چو کین تو وار کچے غیر دن کی دوستی پر کیوں اعتبار کچے	یہ دشمنی کرینگے بیگانے آدمی میں
یہ سچ کہ لوگ جو ہیں سودر دو غم تہا کہ	منست سے پوچھتے ہیں آزار و رنج سار کہ ظلم و ستم کے کشتے اندوہ و غم کے مار کہ جو آدمی یہ گذرے وہ اک سوا تہا کہ	کیا جی لگا کے سنتے افسانے آدمی میں
جب غیر کوئی آئے بے شبہ اسکو ٹوٹے	اب جی میں ٹہن گئی ہے جائینگے جان کھوٹے ہم روز کے سلامی کیوں کہاتے ہم یہ دھوکے کیا چور میں جو ہمکو دربان یہ روکے	کہدو کہ یہ توجانے پہچانے آدمی میں
دے جلد بہر کے ساغر جو کچھ پیخم میں باقی	کم طرف جو ہوں اُنسے کر تو یہ خوش مذاقی غافل یہ صحبت مل ہر امر اتفاقی مے بوند بہر ملا کر کیا ہنس رہا ہے ساتی	بہر بہر کے پیتے احسہ یہاں آدمی میں
قسمت پر اپنی محب کو کیونکر نہ آئے حسرت	تکو ہی کچھ نرالی ایسی نہیں کہ ورت ناکارہ جہاں ہوں صورت نہ میری ریت میں وہ بشر کہ مجھے ہر آدمی کو نفرت	تم شمع وہ کہ تمپر پروانے آدمی میں
بے محنت مکن کب کوئی مکان بنا ہے	دیکھو خلیل ہی سے کعبہ بنا ہوا ہے	

ہے گرچہ ایک خرا کہ بکریا ہمارے جا ہے	تسے ہمارے دل میں گہر کر لیا تو کیا ہے
آ آ کرتے آخر ویرانے آدمی ہیں	
ہم عشق کے مین بندے ہیں جیسے چوٹا	یہ عشق کا مزار ہے ہول بے جام صہبا
صہبائے عشق کو بھی کہتے ہیں آپ بچا	اے شیخ صاحب اس جا کیجے ایسا
حضرت کو تا کہ کوئی یہ جانے آدمی ہیں	
ان خدمتوں کا اپنی حق لینگے زور محشر	دنیا میں جانتے ہو جیسے فدا ہیں تیر
پہر بندگی ہماری دیکھو گے بندہ پردہ	جب داور قیامت پوچھ گیا تمہ پر کھگر
کہہ دینگے صاف ہمتو گیکانے آدمی ہیں	
اے کشتہ تغافل اے بسمل جدائی	مجرع ناوک غنم مقتول بیوفائی
کب ہوتی ہے کسی سے جو تو نے کر دکھائی	شاہد داغ تجھ کو کیا تیغ عشق کہائی
جی کرتے ہیں وہی جو مردانے آدمی ہیں	
خمسہ پر غزل حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ	
این چہ رفتارست بجا میری	بنجو دانہ بست صہبا میری
میروی و بے محابا میری	سر و سمینا بصحر میری
نیک بد عہدی کہ بے ما میری	
ثانی نظارہ روزے نکو	جلوہ دیدار محشر ہو تو ہو

کب ملا یہ دن کلیم طو کو	اے تماشا گاہِ عالم
تو کجا بہر تماشا میروی	
کون کر سکتا ہے تجھے ہمہری	سب سے پہلو بڑی
ہے حجاب و شرم طرزِ دلبری	رو سے پہنائی دازم مردم پری
تو پریر و آشکارا ہی رہی	
حسن تیرا غیرت شمس و قمر	ناز تیرا دلکش و جاد و اثر
خوش ہو کیا ایسا کیوں دیکر	گر تماشا سے کنی درخودنگر
کے بخوشترین تماشا میروی	
آدمی سے بولتا ہے آدمی	فکر یہ کیسی ہے کیسی خامشی
منتظر ہوں دیر سے کہہ تو ہی	مے نوازی بندہ رایا سے کشی
مے نشینی یک نفس یا میروی	
ہے حرام ناز سے دل تماشا	اگرچہ پامالی ہی ہو حد سے زیا
عاشق پاؤں کی آئے مرا	اگر قدم جہش من خوا ہی نہا
دیدہ بر رہے ہم تا میروی	
جو ترا شیدا ہوا روخت	تیری فرقت میں رہا کب تندرست
داغ غم نے اچھا سنا یہ ہے حسرت	دیدہ سعدی و دل ہمارا
تا نہ پسنداری کہ تنہا میروی	

سَلام

بھوکے پیاسے بیوٹوں کے خانان بیٹھے ہوئے
 شادیاں کرتے تھے گھر میں شادمان بیٹھے ہوئے
 تیرتن پر دل پہ داغ جانستان بیٹھے ہوئے
 اور اونٹوں پر چلین کچھ ساربان بیٹھے ہوئے
 جا بجا تھے ڈاک پر سب خط رساں بیٹھے ہوئے
 جانب قبلہ زمین پر نیم جان بیٹھے ہوئے
 کچھ کہتے روتے تھے کچھ پیر جان بیٹھے ہوئے
 اپنے گھر تھے چین سے شاہِ مان بیٹھے ہوئے
 کہانی میں عابد نے غم کی برچیاں بیٹھے ہوئے
 زخمِ کاری تھے بہت تاستخوان بیٹھے ہوئے
 صبر کا کرتے تھے باہم امتحان بیٹھے ہوئے
 سب کی سنتے تھے شہ کوں مکان بیٹھے ہوئے

کہانی میں عابد نے غم کی برچیاں بیٹھے ہوئے
 زخمِ کاری تھے بہت تاستخوان بیٹھے ہوئے
 صبر کا کرتے تھے باہم امتحان بیٹھے ہوئے
 سب کی سنتے تھے شہ کوں مکان بیٹھے ہوئے

انکو بھرتے جو زیرِ آسمان بیٹھے ہوئے
 شورِ ماتم سنکے اہل بیت کا سب اہل شام
 شاہِ اسپر ہی اٹھادیتے تھے اعدا کے قدم
 وادریعا دستِ عابدین تو ہوا انکی مہا
 کر بلا سے شام تک دم کی جاتی تھی خبر
 امتِ عاصی کے حق میں شاہ نے مانگی دُعا
 جب مدینہ میں شہادت کی خبر اڑ کر گئی
 کو فیون نے خود بلا کر یہ ستم برپا کیا
 خلق پر سنجر چلا سبطِ رسول اللہ کے
 بیٹھے بیٹھے پشٹین پر ہی پڑی شہِ زمانہ
 راہِ تسلیم و رضا میں اہلبیتِ مصطفیٰ
 کہہ رہے تھے العطشِ حُبوت سب اہل حرم

قُطع

ہمسے فافل ہوں در پر پاسبان بیٹھے ہوئے
 پہرہ دیتے تھے اپنی پٹیریاں بیٹھے ہوئے
 دیکھنا جنت میں بھی ہونگے مکان بیٹھے ہوئے

حضرت عابد کو زندان میں بھی اتنا لحاظ
 رات کو چپ چاپ ہوتی تھی کوئی دم کو اگر
 شاہ کے ماتم میں روئے ہیں بہرِ حجب ملک

حج زیارت کر چکے اب کر بلا کو بھی چلو
داغ مدت ہو گئے تھکویہاں بیٹھے ہوئے

سلام اسکو کیا جس نے نام چار طرف
پڑی تھی گہیرے ہوئے فوج شام چار طرف
خضر ہی لانا سکے ایک بوند پانی کی
نکل کے جائیں شد دین نہ کر بلا کیسے کہیں
جب اکیلا رہی ساری سپاہ ٹوٹ پڑی
مدد کہیں سے نہ پہنچے یہ سبکو دھڑکا تھا
یہ عرض شاہ سے کی کرنے کیجئے اپنا
عدو کی جان پہ گرتی تھی ہر طرف بجلی
ادب تو حیدر اظہرین ہر طرف ماتم
قضا ہی آئی تو مر مر کے آئی مقتل میں
در آیا جب صف اعدا میں ابن شیر خدا
بلا بلا کے کرین کر بلا میں شدہ کو شہید
ہزار قتل کئے ذو الفقار حیدر نے
کھڑی ہوئی تین شہیدوں کے واسطے خون
محب آل محمد محبت حق ہو گا

اسی اللہ علیہ وآلہٖ وَاٰلہٖٖ وَسَلَّمَ

اسی کے نام درود و سلام چار طرف
حسین بیچ میں تھے روک تھام چار طرف
یہہ اشقیاء کا رہا انتظام چار طرف
پہنچ گیا تھا یہی حکم عام چار طرف
کیا ہے شاہ نے کیا قتل عام چار طرف
حسین ابن علی کا تھا نام چار طرف
نہ بیٹھے یا مرے مولا غلام چار طرف
چمک رہی تھی چو تیغ امام چار طرف
اُدھر خوشی کی پڑی دہرم دہام چار طرف
عجب طرح کا رہا اثر دہام چار طرف
تو بھاگتے نظر آئے تمام چار طرف
پہنچ گئے تھے یہ خفیہ پیام چار طرف
قضا نے خوب کیا اپنا کام چار طرف
لئے ہوئے نے کو شر کے جام چار طرف
یہہ مشہرے نبی کا کلام چار طرف

اگر چہ پیسے ہوئے تھے تمام چار طرف	مٹاں خدا سے صرتے متفق دشمن
عنم حسین علیہ السلام چار طرف	رہیگا حشر اور داغ بے شکوہ

رباعیات

جو حوصلہ تھا پست ہوا اگر ہوا	بے مہری پھر سے دل سڑ ہوا
بیداغ ہوا کوئی توبید نہ ہوا	جو حصار دور ہو کرے داغ کی قد

ولہ

ہر طرح اُسے رزق تو پہچانا ہے	بیفائدہ انسان کا گہرا نا ہے
منطور جو اللہ کو دِلوانا ہے	قارون کے خزانہ سے ہی ملایا گیا

ولہ

معالج مجھے ایسے مکان تک توہنی	صد شکر پہنچ فخر زمان تک توہنی
اونچی مری تقدیر پہان تک توہنی	پستی سے فلک نما پ آیا اس داغ

ولہ

گرد و نگو اگر مہر جہاں تاب دیا	دیر یا کو اگر گوہر خوش آب دیا
اللہ نے حاتم تجھے نواب دیا	دجر اغر وہ انکا تہا بہ تیرا حصہ

ولہ

ہے منظر جلال و فرائد اُمرا	ہر صاحبِ اقبال و تالاف اُمرا
ماضی کو کہے حال و فرائد اُمرا	دجر اغر عجیب کیا ہر بہرین پیر دین

ولہ

شہرت ہر بڑی شان سے آئے نواب	اقبال کے سامان سے آئے نواب
جان لگی لے داغ بخت میں	جب ہم نے سنا کان سے آئے نواب

ولہ

دربارے سخی کان عطا کون کہ آپ	مشکل کے مری عقدہ کش کون کہ آپ
داغ اپنی پریشانی دل کس کیجے	نواب و ترالامرا کون کہ آپ

ولہ

بجسٹا نہو دکھ درد کا سہنے والا	بیفائدہ بیقاعدہ رہنے والا
حضرت سے مراثوق حضور کیجے	ایک نہیں ملتا کوئی کہنے والا

ولہ

دوسری مرتبہ دیشان ہر خان خانان	چشمین انسان ہر خان خانان
ہر سنیہ میں دل ہر او دل میں امید	قالب میں مری جان ہر خان خانان

ولہ

گنجینہ دولت سے سناوت بڑ بکر	اشار و سناوت سے شجاعت بڑ بکر
نواب و ترالامرا کے اوصاف	بڑ بکر میں مانے سے نہایت بڑ بکر

ولہ

نواب عہد و زنج سے آزاد ہے	اللہ کرے صاحبِ اولاد ہے
ایر داغ ہمیشہ یہ دعا ہے انہی	تادہ و رفیک خوش ہے آباد ہے

مہری کو اگر خیر زبان کہتے ہیں	ولہ	یا محسن ملک اسکو بیان کہتے ہیں
زیبا ہے کہیں محسن عالمِ رداغ		جو چلے کہنا وہ کہاں کہتے ہیں
اس خیر کا انسان کوئی ہو تو سہی	ولہ	ذمی تہ ذیشان کوئی ہو تو سہی
ہر شخص کی ملوث ہے خاطر داری		یوں دل کا نگہ بان کوئی ہو تو سہی
ہے باغ شجاعت کا شجرِ افرخج	ولہ	ہے بحر سخاوت کا گہرا فسخج
ذمی تہ ذمی صلہ و شانِ ذمی		رداغ نہیں کہی مگر اخج
خورشید سے نور ہر تری اے میر	ولہ	امید ہے جو کہ ہے تر فیض کثیر
نواب میر ملک یکتاے زمان		آپا جو اب اپنی مثال اپنی نظر
یہ کہے دے تے ہیں مجھے سب اغیا	ولہ	دلو او جو چہ ہم کو تو ہو وصل گما
ایمان کی پری رداغ جو پوچھو یہ		ہیں اشیٰ مرقشی تو دو نون فی النہ

ولہ

سلطان کن کے ہوئے اشفاق بہت		اشخاص نے مجھے کئے اخلاق بہت
دلی کو اگر جاؤں تو ملکر جاؤں		میں آپ کے ملنے کا ہوں مشتاق بہت
جب تک ہیں ضیا بخش مہ و مہر میر	ولہ	جب تک ہوا گب سے فلک پر تنویر
دشادر ہے خوش ہے آباد ہے		نواب قدیر جنگ یار بہت قدیر
جب تک ہر جہان میں دوساقتی باقی	ولہ	جب تک ہے لذتِ تلاقی باقی
باقی کی نہ کیوں ہو عمر و دولت کو بقا		فانی فانی ہے اور باقی باقی

قطعات

قطعہ تاریخ تہنیت منہ نشینی خباب ستطاب ثواب مجہ مشتاق علیخان بہادر
فرزندِ دلپذیر دولت انگاشیہ والی ریاستِ مصطفیٰ آباد و قسطنطنیہ

زبہ نشاط زبہ خرمی زبہ عشرت
جہان جہان ہر خوشی عشق افساط سرو
نگہ نگہ سے ٹپکتا ہر بادہ عشرت
دہن دہن سے دہائے بقائے دولت
عروج دولت اقبال شان شوکت سے
ہوا و سادہ نشین و زجبعہ کو نواب
زبہ طراوت اک و ہوائے گلشن ہر
وہ جوش نگہ ہر ہوا بے نیشتر ہی شہاب
مثال خاطر بشگفت ہر گل مہید
سب اعتدال سے ہیں اب عناصر ربیع
مزاج اہل زمانہ میں ہر وہ یک سوئی
چڑھا کے ساغر صہبائے عشق کو صوفی
قضا قضا کرے لیلیٰ کے چمکیاں پیہم

بنا ہر غیرت فردوسِ مصطفیٰ آباد
زبان زبان سے ادا فہم مبارکیا
نفس نفس سے یہ آواز ہر کما آئی مراد
سخن سخن میں ہر شکر و سپاس سے یاد
بنا ہر عالم بالا یہ عالم ایجا
نمازیوں نے دعا دیکے دی مبارکیا
قدم جما کے سنبھلتا ہر باغین شمشاد
جو قصد لے رگ شاخ نہال کی قصاد
بزرگ عنچہ نشگفت ہر گل مسرہاد
سب اتفاق سے ہیں اب خاک آتش باد
مریض کبھی ہی مرض میں جمع ہوں اصدا
پکارا اٹھتے ہیں نشے میں ہر چہ باد
کسی مرض کو بہو لے سے ہی آئے یاد

شار برق ہی دانتوں میں سے لے لیتا
 تیرے سکونِ طبیعت قیامِ دولت سے
 فروغِ سیّر اقبال سے عجب کیا ہو
 تیرے زمانے میں دل ہو گئے ہیں آئینہ
 گدا کو بھی وہ تمول ہر عہد دولت میں
 تیرا اشارہ ابرو کلیدِ فضلِ اُمید
 ڈلی ڈلی کو نمک کی ترستے ہیں اعدا
 اب اسکو سہو کہیں ہم کہ حافظہِ ٹھہرین
 بہت قدیم ننگوارِ مستممت از
 جگر کار و دل انگارِ مضطرب و غمناک
 اسے خدا نے با عزاز و آبرو کہا
 امید وار ترحم ہو خواستگارِ کرم

ہو اے عدل سے ہو ضررِ خزان برباد
 کہے ناب سے زمانہ کو کوئی سببِ بنیاد
 پڑ ہے اگر خطِ مقتدر کو رِبادِ زاد
 ہوا تھا صاف سکندر کے عہد میں فولاد
 جو اس زمانے میں ہو خسرو کی کرے فرہاد
 تری نگاہِ دل آرزو ہے جانِ مراد
 مٹا ہر عہد میں تیرے وہ نامِ شور و فساد
 ہمیشہ تجھ کو رہا دیکھے بھول جانا یاد
 یہ داغِ مہجِ سرا ساکنِ جہان آباد
 قتیلِ حنجرِ اعدا و گشتِ حساد
 مدام شا در با یہ بعضل رب عباد
 نگاہِ لطف رہے خلدِ آشیان سے زیاد

دعائیں دیکھے یہ لکھتا ہے مصرعِ تاریخ

جلوسِ خسرو عالمِ پناہ نیک نہاد

۳۰۰

قطعہ تاریخ مدارِ المہامی جنرلِ اعظم الدین خان بہادر

جہاد و منصبِ بلا با سانی

اعظم الدین خان بہادر کو

یہ مدارالمہام عالیجاہ کیون نہوتا یہ فوج کا جنرل عدل وانصاف و داد و فیض و کرم داغ آشفۃ ہو گیا بجور تن ہے آلودہ ہزار امراض مانگت ہر دعائیں صحت کی اپنے جرنیل کو دیا عہدہ	مستقل ہے بحکم سلطان ہے شجاعت میں رستم ثانی عہد دولت میں با صد اوفائی ہے یہ آزار دشمن جانی دل ہے محسوسہ پریشانی پس چلو فضل ربانی ہے یہ نواب کی ہنردانی
--	---

اس نیابت کی یہ بھی تاریخ
اصف اعظم جہا نانی
۳۰۴۰

قطع تاریخ سالگرہ مبارک حضور نوح حضرت نظام الملک اصفیٰ نواب محبوبان
بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی دامت دولۃ و صولۃ و سلطنتہ و جنتہ

مسعود مبارک جو تھکوانہ خیر و دربار سالگرہ
یہ سالگرہ ہے سالگرہ نکبتہ میں اسے ہاں سالگرہ
بڑھ کر ہو کلا وہ کا بکشان ہر ایک گرہ خیم تابان
اللہ کرے ہولا کچھ برس یوں لایق و شایان سالگرہ

یہ چاند ربیع الثانی کا یہ میر کا دن تاریخ چہٹی
 ہر فضل خدا تیسیمین ہر ابائشہ دیشان سالگرہ
 ادیس مسیح الیاس و خضر دین ہر کلاوہ رشتہ عمر
 تار و شمار اسکا ہو شمار ایسی ہر فراوان سالگرہ
 یہ جشن سحابیہ دہوم محی عالم کو بلا ہر گنج گہر
 ہر عفتہ کشاے بخت جہان بار و زرافشان سالگرہ
 وہ شور مبارکباد ہو اسب گونج رہے ہن ارض و سما
 کیا حور و پری کیا انس و ملک کا ہن خوش الحان سالگرہ
 ہر وقت خوشی ہر آن خوشی ہر لحظہ خوشی ہر لمحہ خوشی
 ہے عیش کا سامان جشن طرب ہر جشن کا سامان سالگرہ
 آراستہ ہن بازار و مکان پیراستہ ہن سب پیر و جوان
 ہے زمینت بلدہ سالگرہ ہر رونق ایوان سالگرہ

احمد داغ دعا سلطان کو دسترخ لکھنے کی یون
 جاوید ہمایون بید ہر محبوب علیجان سالگرہ
 ۱۳۰۶

تاریخ دیگر

سالگرہ نظام

قطب

ہوئی ہر سالگرہ آج شاہ والا کی	خجستہ فال ہے یہ اور نیک فال گرہ
یہ جشن وہ ہر کہہتی ہر ساری خلق اللہ	کہلے نصیبوں کی یارب ذوالجلال گرہ
ہزار دانہ یا قوت کی بنے تسبیح	بڑے کلاوہ میں ہر سال ایک لال گرہ

لکھا ہے داغ نے یہ اسکا مصرع نایرخ
ہزاروں سال مبارک یہ جشن سالگرہ
۱۳۰۵ھ

قطعہ مبارکباد و تقریب ولادت باسعادت و خستہ نیک اختر حضور پور
حضرت میر علی بنیان بہا نظام بجا دام قبالہ

امحور و جم شمس فلک قدر	ہے عہد ترا با مبارک
اللہ رکھے تجھے سلامت	ہو عشرت جانتے مبارک
اللہ نے دی ہے شاہزادی	اللہ کی یہ عطا مبارک
چہ ہے سکندر الیکا کا	یہ رسم کرے خدا مبارک
اس دن کی دعائیں مانگتے تھے	یہ دن ہے بہت بڑا مبارک
ہوتی ہے ولادت اسمین مسعود	ہے ماہ صیام کا مبارک
آئی رمضان میں عید گویا	سب عیدوں سے ہے بڑا مبارک
دیکھ چٹھی چلے شادیاں سب	جلسوں کا ہو دیکھنا مبارک

<p>آتی ہے یہی نیدا مبارک کہتے ہیں جدا جدا مبارک مقبول ہو یہ دعا مبارک اس باغ کی ہونے مبارک سب دوست سب آشنا مبارک دنیا میں ہے جایا مبارک</p>	<p>ہے مٹھ پر فلک طرب ساز سب اہل زمین و اہل افلاک پھولیں پہلین فہ ہال شاہی سرسبز ہے ریاضِ اولاد عالم کو خوشی ہو کہہ ہے ہن تقریب سعید و جشن سرخ</p>
--	--

تاریخ کہی ہے داغ نے آج
 نورس تجھے بادِ شامبارک
 ۱۳۰۵ھ

قطع مبارکباد سا لکھ شاہزادی علیحضرت حضور پر نور نواب میر محبوب علیجا بہا
 نظام الملک آصفیادام اقبالہ و خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

<p>ہوئی ہے سا لکھ آج شاہزادی برائے نذر شہنشاہ داغ کلبہ تاریخ</p>	<p>رہے ہمیشہ ابھی بہار سا لکھ زیادتا بہ آمد ہو شمار سا لکھ ۱۳۰۵ھ</p>
---	--

تاریخ حصول شرف حضور پر نور علیحضرت نواب میر محبوب علیجا بہا
 نظام الملک آصفیادام اقبالہ و خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

<p>بدبو سے حضرت کا حاصل ہوا</p>	<p>بڑے شوق سے اور آرمٰن سے</p>
---------------------------------	--------------------------------

یہ کہدو طبع داغ سلطان سے

۱۳۰۵ھ

حضور کی تاریخ پوچھیں اگر

تاریخ تصنیف و طبع یو خان بستطاب خاتم ختمی نیاپی حاجی حرمین
مشیر قیسر مندوب کلب علیخان بہادر فرزند دلپذیر دولت انگاشیہ
اعظم طبقہ اعلائی ستارہ ہند والی مصطفیٰ آباد عرف امپودم ملکہم قباہم

سخن ہر نام اسکا طبع نیکو اسکو کہتے ہیں
یہ ہر وہ بیت شکستہ بر و اسکو کہتے ہیں
زہے معجز بانی عطر اُردو اسکو کہتے ہیں

۱۲۹۲ھ

برسن دین کہاد یوان ایسا میرے آقا
کہیں ہن داغ نکالتے دین اسکی تاریخین
یہ بول مصرع تاریخ ہر تالیف دیوان کا

چو پوچھے کوئی سال طبع پڑے دون مصرع تانی

چہا مطبع میں اچھا نقش جاو اسکو کہتے ہیں

۱۲۹۳ھ

ایضاً

اللہ رے اللہ رے یہ دستگاہ نظم
کہتے ہیں اسے میر سخن ہر یہ یہ نظم
ہے راہنا شوق کو یہ خضرہ نظم

کیا خسرو آفاق نے دیوان کہا ہر
کسطح یہ دیوان نہو سامع افرو
ہر روح فرا دل کو یہ عیسیٰ فصاحت

اے داغ ہر طبع کلام شہ والا

اس نظم کی تاریخ کہی میں نے
شہِ نظم
۱۲۹۵ھ

ایضاً

خسرو عہد کا چہپا دیوان سخن تازہ اس کو کہتے ہیں ملکب اس کلام سے اس در داغ	کیون نہو عرش پر دماغ کمال ترو تازہ ہے اس سے باغ کمال ور نہ معدوم تھا سراغ کمال
--	--

یہ نتیجہ ہے طبع روشن کا
اسکی تاریخ ہے چسراغ کمال
۱۲۹۵ھ

تاریخ طبع کلیات میان منیر صاحب

چہ خوب طبع شہدائین ہے نظیر کلیات خوش سست مصرع سال شروع طبع اداغ	خوشا تجلی طبع جہان فروز منیر طلوع شد باودہ میر منیر و ز منیر ۱۲۹۵ھ
--	--

ایضاً

جب یہ دیوان ہو چکے مطبوع داغ نے اسکی یہ کہی تاریخ	ہو گئی نظم و نشر عالمگیر آفتاب منیر و بدر منیر ۱۲۹۶ھ
--	--

قطعہ تہنیت خلعت یاست نواب مشتاق علیخان بہادر الی

دار بن میں برتری لبندی
قشریف شریف احمدی
۱۸۸۸ء

نواب کو جو حصول یار سب
خلعت کا ہر داغ عیسوی سال

تاریخ وفات فرزند جناب راجہ گروہاری پشاد بہادر

دو چشم ذی رتبہ عالی منتر اغان داغ
اسطرح بر باد ہو جائیکہ ایک اُسکا باغ
آفتابہ خاندان ہوتا تو یہ گہر کا چراغ
تنگنائے دہریں حاصل نہیں تھا فرغ
اس جہان پر المین کوئی کیا ہوا باغ
جو خدا کے بہید میں ملتا ہے کب کا ترغ
آہ باقی کو ہوا اب دوسرے بیٹے کا داغ
۱۸۸۸ء

راجہ بنی نگر کو باقی تخلص نیک خو
ایفکال افسوس یوں ہو مبتلائی حادثات
سال بہر میں دوزن فرزند آگے پیچھے
سچ ہر ہستی کے لئے لازم ہوئی ہر ہستی
ایک دن عشرت گدہ چالیس دن ہر غمکہ ہ
آدمی کو چاہیے صبر و شکیبائی کرے
داغ نے یہ عیسوی سن میں لکھی تاریخ آج

تاریخ ناول فشی ریاض احمد صاحب خیر آبادی

ہو سکے کیا ہم سے تعریف ریاض
ناول ناو رہے تالیف ریاض
۱۸۸۹ء

یہ فتنہ کس قدر رنگین ہوا
داغ لکھ د اُسکا سال عیسوی

تاریخ طبع دیوان میرزا محمد قادر بخش مخلص صابر

تجھے آفرین عاتل خوش بیان
یہ تاریخ اسکی کہی داغ نے

کیا اپنے اُستاد کا حق ادا
خوش پاک دیوان صابر چہا

۱۳۰۴ھ

ایضاً

شہ سخن سخن شہزادہ دہلی
بگفت داغ چنیں سال طبع دیوش

چہا فصیح و بلیغ ست و ششہ معقول
بسانت جہا انکار صابر مقبول

۱۳۰۴ھ

تاریخ وزارت نواب رفعت جنگ عمدۃ الملک اعظم الامراء امیر اکبر
بشیر اللہ ولد سر اسما نجا محمد مظہر الدین تاجان بہادر مدار المہام سرکار عا

پہلے سلطان ابن سلطان خسرو ملک دکن
قابل مدح و دعا ہیں لائق وصف و ثنا

یہ دلاور بہر سکندر روہ بہادر ہمتن
جہذا خاقان دوران مرجا نواب عہد

یہ بہر شمع سلطنت تو وہ چراغ اُبھت
یہ اگر اکبر کرم ہر دریائے نوال

پہر بشیر اللہ ولد عا ول امیر ابن امیر
بادشاہت بے بدل بہر تو وزارت بے نظیر

شاہ عالمگیر دستور معظم شیر گیر
اُس سجان اکرام میں بہر اس دل احت پر

مالک اقبال روشن صاحب الہ منیر
کیون ہے ملک دکن میں نام کو ہی نفیر

داغ تاریخ وزارت اتفاق شہ سے لکھہ

<p>سر دامہ آسمان نورین شاہ وزیر ۳۰۵ھ</p>	
<p>تاریخ خلعت سر آسمانجاہ بہادر</p>	
<p>ہلا آج نواب کو خاص خلعت کہی داغ نے خوب تاریخ اسکی</p>	<p>ہوئی دہوم سی دہوم ماہی سے تارا وزیر شہنشاہ سر آسمان اجا ۳۰۵ھ</p>
<p>تاریخ خطاب میجر نواب میجر افسر جنگ بہادر</p>	
<p>قدر دان ہے قیصر ہندوستان ہو مبارک یہ خطاب میجر اسے بہادر پاکدل پاکیزہ خوی قدر دان تیرا ہے شاہ کن</p>	<p>کر دیا میجر زراہ معدلت تجربہ کو اسے نواب دالامرتبت مہج کے قابل ہر تیری ہر صفت شاہ کینا شاہ فخر سلطنت</p>
<p>مصرع تاریخ کلبا داغ نے میجر افسر جنگ عالی منزلت ۳۰۵ھ</p>	
<p>تاریخ۔ باختیار شدن اجہ برکن سنگہ بہادر الی کشن کوٹ ملک پنجاب</p>	
<p>جیو بیسہر برکن سنگہ جی کہی داغ نے آج تاریخ سال</p>	<p>شنا ہے ہلا اختیار آپ کو مبارک کشن کوٹ راجہ کوہو ۳۰۵ھ</p>

ایضاً

راجہ صاحب ذرا سے مٹینے
آپ کے اختیار ملنے کی
یہ ہزاروں میں ایک ہر تاریخ
بخت بیدار و نیک ہر تاریخ
سنہ ۱۳۱۸ھ

تاریخ تیاری مکان و باغ نواب قادیان بہادر
میر نور احسن خان ذی جاہ
داغ بک مصرع و د و تاریخ است
کرو قصہ رنیںع و باغ بہا
خوش جا قصہ۔ باغ روح و نسا
سنہ ۱۳۱۸ھ

قطعہ تاریخ صحت عظم لدین خان بہادر مدار المہام ریاست مہار
کرم گستر داغ جنرل بہادر
شنیدم چو این شہرہ تاریخ گفتہ
ترا منصب و جاہ و ثروت مبارک
مبارک ہر آنکہ صحت مبارک
سنہ ۱۳۱۸ھ

تاریخ انتقال نواب دلاور النسا بیگم

جلد نشر تاریخی
نواب دلاور النسا بیگم پاکدامن نے انتقال کیا
سنہ ۱۳۰۵ھ

ایضاً

<p>قصر جنت میں ہوئیں زینت بخش بہر تاریخ یہ کہہ کے اور داغ</p>	<p>بیگم رابعہ اوصاف و خصال پنجشنبہ کو ذی الحجہ سال ۱۳۰۵ھ</p>
ایضاً	
<p>شب پنجشنبہ کو ذی الحجہ میں یہ تاریخ اسکی کہی داغ نے</p>	<p>یہ واقع ہوا واقعہ جگہ پڑی دلاور پٹا طاعتی جنتی ۱۳۰۵ھ</p>
<p>قطعہ تاریخ اشغال آفتاب بیگم نور اللہ مرقدہ</p>	
<p>بہشت باد فیض آفتاب بیگم را نوشت داغ جگر ترقہ مصرع تاریخ</p>	<p>کرین جهان بجان دیگر خرامان شد عجیب زیر زمین آفتاب پنهان شد ۱۳۰۵ھ</p>
<p>قطعہ تاریخ رحلت حضرت محمد عبد اللہ نبی شاہ صاحب مجدد قدس سرہ واقع ہنکندہ ضلع ملک دکن</p>	
<p>زہے در گاہ فیض آثار و پر نور برائے چشم و دل وقت زیارت دریغ ہر کہ حاجتمند آمد بحن سورہ اِنَّا فَتَحْنَا</p>	<p>کہ از ما ہی منور گشت تاماہ زعرش آید صدائے نور اللہ مراد خویش حاصل کرد دلخواہ چ فتح الباب گشت بایگانہ</p>

<p>بہد میر محبوب علیخان بسمی کار پردازان دولت</p>	<p>شہ دیندار و آصف جاہ بیجاہ چہ خوش تعمیر شد الحمد للہ</p>
<p>گلو داغ از سر اخلاص تاریخ مزار اشرف عبد اللہ شاہ ۳۰۵ھ</p>	
<p>چو کحل خاک شود زیب دیدہ بینا ۱۱۰۳ھ</p>	<p>تاریخ رحلت حضرت سید حسن رسول نما قدس سرہ العزیز بعین عبد بود آشکار مسرما ۱۱۰۳ھ</p>
<p>حبیب پاک بین نور شراب و لطفا ۱۱۰۳ھ</p>	<p>ز قبر اطہر سید حسن رسول نشا ۱۱۰۳ھ</p>
<p>ایک صفا</p>	
<p>افکار و داغ ۳۰۵ھ</p>	
<p>عجب روح افزا و فرستہ ہے تم اے داغ یہ اسکی تاریخ لکھو</p>	<p>تاریخ طبع دیوان منشی اقبال حسین صاحب وکیل راجہ بیکنیر بہار سخن سے گلستان عاشق قصائیف اقبال دیوان عاشق</p>

تاریخ طبع دیوان جناب ذاب احمد علیخان بیکارہ رونق

سخن سنج ذاب احمد علیخان	سخن را کر ز بہت سامان دین
ہمیداشتہ اعجاز جادو طرازی	ز گفتار رونق بدیوان ربّی
ہمہ زیب معنی بہ معنی آرا	ز بہ رنگ رونق بخشان رونق
چہ پر سیدار داغ تاریخ طبعش	بگفتہ شمع گشتان رونق

تاریخ مراجعت حضرت بندگانی مفتاح مظالم از ہنگمہ

ہوئے زیب بلدہ جو شاہ دکن	ملا دیدہ و دل کو نور و سحر
کہو خیر مقدم کی تاریخ داغ	ہنگمہ سے آگے آب حوض

قطعہ تہنیت تسمیہ خوانی شہزادہ والا تبار میر عثمان علیخان دہلی
ولیعہد شاہ دکن

شہزادہ ہوا ہے زیب کتب	سحبان ہوشانی ولیعہد
سورۃ اقرأ کی آج سن لی	سلطان نے زبانی ولیعہد
اللہ کرے کہ شاہ دیکھے	پیری و جوانی ولیعہد
اس رسم کی داغ تو ہی تاریخ	لکھ تسمیہ خوانی ولیعہد

تاریخ وفات محمد تاج الدین خان صاحب بیجاپور علی حسنی میرزا فوج سرکار نظام

کر جهان شد آه آن گیتا عید
بود تاج الدین خان دانا عید
۱۳۰۷ھ

جمعه ثانی میہ شوال بود
داغ سال ارتحالش در قم

ایضا

این جهان پدر و در دکان فوج
دید تاج الدین خان حال جان
۱۳۰۷ھ

در میہ شوال روز جمعه واسے
داغ سال طلت از بافت شنید

قطعه تاریخ تہنیت عید دیکھجے

یا الہی خوش ہے صبح و مساشام گچہ
عید حج اسعد مبارک ہوشہ گیتی پناہ
۱۳۰۷ھ

میر محبوب علی خان خسر ملک کن
عید دی کجھ کیست تاریخ لکھی داغ نے

تاریخ سند یافتن فیض محمد خان کیل ساکن بلند شہر

گرفت سند برائے کار سرکار
تختا رنجور گل — وکیل مختار
۱۳۰۷ھ

چون فیض محمد امتحان داوین با
نبوشت دتاریخ بیک مصرع داغ

قطعه تاریخ دیوان جناب لوی ممتاز احمد صاحب مقیم خواگدہ

بارک الله محمد احمد	کرد مست از چو بصدق و عین
داغ تایخ طبع دیوان گفت	جسوه پروازت سرور دین
	۱۳۰۸ھ

قطعه تایخ ولادت یاسعاشزاده بلندقبال بادشاه دکن طوالمحمد	
ولادت ہوئی سفا ہزارہ کی آج	کہ جس سے ہوئے شاد و سب خا صر عام
ایسی دن کی سب مانگتے تھے دُعا	دعا گوہن اسکے دعا گو تمام
ابھی یحیٰ مولود مسعود ہو	بحق محمد علیہ السلام

یہ سال ولادت کی آئی ندا	
کہ اے داغ لکھدے شبیہ نظام	
	۱۳۰۸ھ

تایخ ہذا در شر

سُبار کباد سا لکرہ مبارک	بندگانی آصف جاہ ادا مملکہ
	۱۳۰۸ھ

وَلَد	
-------	--

تبارک اللہ اب آئی یہ ساعت مسعود	مبارک ایشتر عالی تبار سا لکرہ
سعید و شریخ و مسعود و سعد و اسعد ہو	حضور کو میرے پروردگار سا لکرہ
ہزاروں بار ہون دربار جشن سلطانی	ہزاروں بار ہوا شہر یار سا لکرہ

<p>ہوئی ہر باغ جہان کی بہار لکڑ کہ ہے زمانے میں یہ یادگار لکڑ جو کہو لے اے مری ماہوار لکڑ</p>	<p>گفتہ سخنِ خاطر ہر باغ ہر خلق زمانہ آج کے دن فیضیاب ہوتا ہے کسود کار کا یہ دن ہے کیا تعجب ہے</p>
<p>کہا ہے داغ دُعا گو نے مصرعِ تاریخ اسی روش سے ہوں اسی ہزار سال لکڑ ۱۳۰۸ھ</p>	
<p>تاریخ سرفرازی خطابِ نواب و اولیٰ داور الملک داور جنگ داور مرعلینان بہادر</p>	
<p>سازگار اے ابھی متفق لیل و نہا ۱۳۰۸ھ</p>	<p>یہ سرفرازی مبارک زیب ہر باغ و شان ۱۳۰۸ھ</p>
<p>میرزا صاحبِ ملاہری یہ خطابِ یادگار ۱۳۰۸ھ</p>	<p>داغ نے زیبا کہا ہر سال اس ہنود کا ۱۳۰۸ھ</p>
<p>تاریخ سرفرازی خطابِ نواب آصف نواز جنگ آصف نواز الملک سید عبدالرزاق علینان بہادر معتمد صرف خاص سرکار نظام دکن دام قبا</p>	
<p>شاہ نے بخشا نہایت انتخاب جسکی قدر و منزلت ہر جیباب سید والاحب عالی جناب</p>	<p>اک خطاب آصف نواز اولیٰ آج دوسرا آصف نواز الملک بھی ان خطابوں کے تھے شایان آپ ہی</p>
<p>داغ نے تاریخِ اسکی یہ کہی</p>	

مستتر صاحب ہوئے زیبا خطاب
۱۳۰۸ھ

تاریخ سرفرازی خطاب نواب انتصار جنگ وقار الدولہ وقار الملک مولوی
مشتاق حسین خان بہادر

از انتصار جنگ بہادر وقار ملک
تاریخ این عطا خطابات داغ گفت
دایم وقار دولت وزیر عسادی
افزایش خطاب مبارک زیادہ
۱۳۰۸ھ

تاریخ صید گنی حضرت شہ کا نفا متعلا مذطلہ العا بہ شہ ملک دکن

میر محبوب علی خان خسرو آفاق کو
داغ اس شیر افگنی کا سال اگر پوچھ کر کوئی
بخت اسکندر دل رستم دیا آئندہ
کہے اچھا شیر مار شاہ آصفیہ
۱۳۰۸ھ

ایضاً

رستم دوران شیر ملک دکن
کرد چون شیر افگنی بنوشت داغ
کر نہ پیش شیر چرخ آمد ستوہ
بادشاہ شیر افکن باشکوہ
۱۳۰۸ھ

و لہ

ایک ہفتہ کا ہے حساب شکار
داغ کی تم زبان سے سن لو

کہی گیتی کی ایک ہی تاریخ	شاہِ آصف نے شیر مارے دے
--------------------------	-------------------------

۳۰۸ھ

قطعہ تاریخی ترتیبِ دیوان شہزادہ رحیم الدین حیا

طبع شہزادہ رحیم الدین	مبت کان ادا و جان حیا
کرد نواب قدردان محمود	تا ابد شہرہ زبان حیا
ذیب ترتیب داد و جملہ کلام	کہ بماند از دستان حیا

داغِ نبوت سالِ دیوانش

شاہِ شوخی بیان حیا

۳۰۸ھ

ایضاً

خوشا تو جہ نواب قدردان محمود	سخن کی قدر یہ ہر قدر کی بنایہ ہے
کیا ہے جمع کلام حیا بسعیِ بلین	کلام کیا ہے کہ معشوقِ دل بُرایہ ہے
کلام صاف پہرِ اسطر کا فصیح و بلیغ	کینے آنکھ سے دیکھا ہے دیکھنا یہ ہے

کہا ہر داغ نے سن لو یہ مصرعِ تاریخ

سخن طرازی شہزادہ حیا یہ ہے

۳۰۸ھ

قطعہ تاریخ تصنیفِ سوختِ مثنوی خجیب الدین صبا خجیب ملازمِ ریاست کو روئے

بناد لبرز مائیکامیہ وامخت
ہوا جلنے جلایکامیہ وامخت
۱۳۰۵ھ

نجیب الدین کیا کہنا تبارا
کہی بے داغ نے تاریخ بکی

قطعہ تاریخ تقویم میر حیدر علی صاحب حیدر آبادی

نوشتہ دوشمیں مادیہ
زبت نقش جهان تقویم حیدر
۱۳۰۵ھ

الکون حیدر علی استاد کامل
گفت مصرع تاریخ اے داغ

تاریخ طبع دیوان مشفق میر ضامن علی صاحب جلال

یارب رسد نوید بہر صاحب کمال
آہنگ طبع نازک ضامن علی جلال
۱۳۱۱ھ

دیوان با مذاق سخن طبع شد
جبتہ گفت مصرع تاریخ طبع داغ

قطعہ تاریخ رحلت طوبی آشیان مزاحم سلطان فتح الملک شاہ
فخر الدین ولیعہد بہادر گورگانی انار اللہ برہانہ

دہدش معتم جنت زکرم کریم غفار
بکشد آہ حضرت دوصد وازدہ بار
۱۲۴۲ھ

غم فتح ملک سلطان چہ بلا جان دل شد
چوز داغ سال حلت دل درمنہ سپید

قطعہ تاریخ مقتول شدن جنرل محمد اعظم الدین خان بہادر جنرل یاسپور

محمد اعظم الدین خان بہادر	خطیم الشان معظم اعظم عصر
وزیر امپور جنرل فوج	امیر با و تار و اگر عصر
حکیم ماہر طہر ز زمانہ	فیہ واقف کیف و کیم عصر
سوم تارخ ماہ صوم و شب	بغفلت کشتہ شد آن ضعیف عصر
بہر چہل و پنج افسوس افس	رہائی یافت از قید نعیم عصر
عجب نبود اگر تاعش اعلیٰ	رسد نہ یاد اہل تا نعیم عصر

بفکر سال داغ از مات غیب
نہ آآمد مزار رستم عصر
۱۳۰۸

تاریخ حلت مانی پگم مرحومہ سبئیہ محمد البرہیم خان لہر دار لونی ضلع میٹھ

گشت این حادثہ در ماہ ربیع الثانی	در دوشنبہ بشمار آمدہ بست و چارم
سال مرحومہ و مغفور چنین داغ نوشت	کاملہ رفت بفرودس مانی پگم
	۱۳۰۸

برائے نواب محبوب یار جنگ بہادر نوشتہ شد

اے داغ آج دیدہ جو ہر شنائین	جو آبرو ہے بیش بہا در کے واسطے
اُس سے زیادہ ہو سر سامان آب و تاب	محبوب یار جنگ بہادر کے واسطے

تقریظِ مثنوی ضیائے دکن مصنفہ مولوی سید باقر حسن صاحب
المتخلص بہ ضیا معتمد مجلس عالیہ سرکارِ عالیہ

وہ عالی نسب میر باقر حسن
وہ اولاد دستور شاہِ جہان
وہ سرکارِ آصف بین بین باوقار
عدالت کی مجلس میں ہیں معتمد
طباحت منورِ تخلص ضیا
وہ شیریں زبان اور شیریں مقال
ہنرور ہنرمند کے جو ہری
کہی مثنوی کیا عیدیم المثال
وہ چمکی جہان میں ضیائے دکن
یہہ تاریخ بھی قابلِ دید ہے
ہر اک سطر گیسوے دلدار ہے
ضیائے دکن پر پڑے گرگاہ
بیان صاف صاف اور ایسا متین
زبان وہ زبان جو فصاحت کی کان
نہیں اسمیں مضمون اُلجھے ہوئے

وہ سید وہ آل شہِ دُورِ حسن
مخاطب بہ نوابِ اسلام خان
مُعزز مکرم بڑے عہدہ دار
نہیں عدل و انصاف کی خشکی حد
کہیں جسکو کاشمیر و بدر اللہ حی
کہ پانی بہرے جسکے آگے زلال
شفیق و کرم گستر داغ بھی
محرم گے لنگر کا ہے جمیں حال
کہ ہر بیت سوچ کی ہے اک کرن
اسی حجام میں جامِ ہشید ہے
ہر اک نقطہ خالِ رخ یار ہے
تو قربان ہوں روز و شب مہر و ماہ
پھسلتا ہے چپرِ دلِ ساحلین
بیان وہ بیان جو بلاغت کی جان
ہزاروں کہیڑے ہیں صلیجے ہوئے

ہزاروں میں مضمونِ جدت کے ساتھ
 ہر اک لفظ میا خستہ لوشین
 مضامین کی ایسی بند ہی ہے لڑی
 مرصع وہ ترکیب الفاظ کی
 پری بھی ہے جو خوش انداز ہی
 فسوں ساز ہے ہر اک ڈہنگ میں
 کوئی اسکا مصرع بگڑتا نہیں
 ہر اک مصرع شوخ ایسا کہہا
 کہیں کچھ کہیں کچھ کہیں کچھ ہے رنگ
 سنو کیا کہہا اور کیا کہہا
 گل اسپر ہے بلبل یہ ایسا ہے باغ
 طبیعت روان ایسی دیکھی نہیں
 کہیں رستی کر گئے رزم میں
 جو ہے عیش کی شکلِ جنت کی ہے
 نزلے مضامین نئے رنگ ڈہنگ
 چہلا وہ ہے بجلی ہے طبعِ روان
 طبیعت کی طراریاں دیکھئے

ابھی پھر ایسی فصاحت کے ساتھ
 مگر پھر کوئی بے رعایت نہیں
 کہ ساون کی گویا لگی ہے جھڑی
 کہ جیسے جاہر جڑے جو ہری
 یہہ جادو بھی ہے اور اعجاز بھی
 یہہ ہے شعبہ باز ہر رنگ میں
 حریفوں سے ہی اپنے لڑتا نہیں
 ادھر منھ سے نکلا ادھر دل میں تھا
 مگر ہے زبان کا وہی ایک ڈہنگ
 بچا کر کہہا سب سے جتنا کہہا
 چراغ اسکا پروانہ یہہ وہ چراغ
 روانی میں روئے کہ حرکتی نہیں
 کہیں خسروی کر گئے بزم میں
 مصیبت ہی ہر تو قیامت کی ہے
 طبیعت عجب چلی شوخ ڈہنگ
 ابھی یہہ یہاں تھی ابھی ہے وہاں
 عمرو کی سی عساریاں دیکھئے

<p> نہیں اسکی بندش میں ششستہ رسانی میں نجات سکندر سے ہم منور مہ و مہر سے ہی دھند بیان سے ہر باہر زبان کی صفت زبان پاک ایسی کہ مؤمن کا دل ضیا کا دہن مٹیوں سے بہن دکھائے تو دوشعر لکھ کر کوئی سیاہی شبِ قیر کی ہو جھسم نہ پوری ہو تو صیف الخضر جب اسکے لئے عہد محبوب ہو رکے جسے اہل ہنر نے نظیر </p>	<p> لکھو فیضِ حیرتِ ششستہ نزاکت میں گل سے بھی بڑھکتے ہیں بلند ہی میں ہے آسمان بلند زبان سے ہر اظہر بیان کی صفت دل صاف ہے آئینہ منقلب سخنور اگر تدراسکی کریں سزاوار اسکا نہیں ہر کوئی جو کاغذِ فلک کہکشان ہو شلم صفت اسکی لکھیں فرشتے اگر یہ کیونکر نہ مطبوع و مرغوب ہو سلامت برین پادشاہ و دیور </p>
---	--

سنیں اسکی تاریخ اہل سخن
 منور مبین ہر ضیاء دکن
 شاہ

قطعہ تاریخ میلاد شریف مصنفہ وزیر الدین صاحب تحصیلدار

<p> کیا خوب وزیر دین نے لکھا میلاد شریف خوب و نیرہ ۱۳۰۹ھ </p>	<p> اللہ کرے قبول اسکو ابر داغ یہ لکھدے اسکی تاریخ </p>
---	--

قطعه مبارکبادِ جشنِ عیدِ لفظِ مدحِ حضرتِ بگالِ عالیِ حضورِ نورِ رستمِ دوان
افلاطونِ مانِ سپا لارِ مظفرِ الماکِ فتحِ جنگِ السلطانِ ابنِ السلطانِ
میرِ محبوبِ علیخانِ بہادرِ نظامِ الملکِ آصفِ جاہِ خلدِ اللہِ تعالیٰ ملکہِ دوامِ اقباء

اگر شہِ عالیِ ہستم	بادشہِ ذیِ چشم	تو ہے جہانِ کرم	تجسسِ جہانِ فضیلا
مالکِ ملکِ سپاہ	خسر و گیتیِ پناہ	رستمِ دوانِ نظام	آصفِ ثانیِ خطا
سجستِ میں اقبالِ میں	جاہِ میں اجلالِ میں	آپ ہی پناہِ عدل	آپ ہی اپنا جواب
آج تری نیکیاں	کس سے گنی جائیگی	کل پہ مقرر ہوا	اسلئے روزِ حساب
بارشِ ابرِ کرم	جیسے ہوئی دمِ بدم	کون پریشان ہے	کیسکی ہر مٹی خراب
مصلحتِ خاصِ اگر	صلحِ یہ ہو رہی من	شیر و شکر ہو میں	رستم و افراسیاب
پر تو نورِ نظر	چھائے جو قطبین پر	ایک بنے آفتاب	ایک بنے ماہِ تابا
شیرِ فلکِ خوف سے	ماہِ ہی بے آب ہے	شہرہٴ شیرِ انگنی	سنکے ہوا زہرہٴ آب
تو جو حمایت کرے	وہ ہو قویِ ناتواں	بادِ مخالفِ ہے ہی	سینہ سپرِ رُوحِ باب
شیدوہِ حضرتِ نظام	ہے یہ پئے انتظام	قہر و سیاستِ یہ	رحم و عنایتِ ثرتا
عہدِ میں تیرے ملے	راحتِ عیش و سکون	دہر کو پہر کیا ہیں	چپ نہ رہے انقلاب
شہرِ ہر گلزارِ یوں	خلقِ ہر گلزارِ یوں	جیسے چمنِ دچمن	باغینِ ہولے گلاب
جلد کا اک اک مکان	امن میں دارِ الامان	شہر کی اک اک گلی	جادہٴ راہِ صواب

شاہ کے بدخواہ کو	اگر نہ جلا کر ڈبوئے	بحیرین کیوں موج ہو	نارین کیوں التبا
ہات میں شمن کے گم	دولتِ نیا ہو یوں	آنہ سیکے جس طرح	جا کے دوبارہ شباب
کثرتِ اولاد سے	پھولے پھلے بادشاہ	اے میرے رب کیلیم	ہو یہ دُعا مستجاب
رزم میں ہو دلنوا	نعرۂ تکبیر و حمد	بزم میں ہو دلغیرب	نغمہ چنگ و رباب
عید کا دربار ہے	ہونی ہین اکثر عطا	منصب جاگیر و زر	خلعت جاہ و خطا
ایک زمانہ ہوا	آج ترقی پذیر	داغ ہوا خواہی	دورہ سے ہوا آفت
شاہ سلامت ہے	تا بقیامت ہے	عدلِ سخاوت روئے	لوٹے ہزاروں ثواب

جشن شہنشاہ کا مصرع تاریخ ہے
 عید مبارک تجھے آتشِ آصف جتا
 ۱۳۰۸ ہجری

قطعہ تاریخ مبارک باد و ولادت باسعادت فرزندِ ارجمند نواب
 رفعت جنگ عثمۃ الملک اعظم الامراء امیر اکبر بشیر اللہ
 سر اسما نجاہ محمد مظہر الدین خان بہادر مدار المہام سرکار عا

و یا آسمان جاہ کو حق نے بیٹا	یہ عالی نسب فخر ہے خاندان کا
اس اختر سے ہر جرج اقبال روشن	یہ ہے روشنی بخش کون و مکان کا
یہ بھر کرم کا دُر بے بہا ہے	یہ ہے پھول امید کے گلستان کا

کھلا غنچہ آرزوئے خلائق	کھلا عقدہ بخت پیر و جوان کا
ملے اسکو عسیر آبدیا الہی	یہہ لوٹے نرا عشرت جاودان کا
پھلے پھولے یہہ نوہالِ امانت	ترو تازہ جنتک ہے گلشن جہان کا

جہاں داغِ یاقوت سے تاریخ پوچھی	یہ آئی۔ خورشیدِ ہر آسمان کا
	شہلا ہجڑی

قطعہ تاریخ سالگرہ مبارک خدیجہ گان عالی متعالی حضور پر نور
 اُمّ قبائلہ خلد اللہ ملکہ

محبوبِ علیحان شہ ملکِ دکن کو	اللہ سلامت رکھے دنیا کی بقا تک
ہر عسیر دراز اس شہِ والا کی الہی	دیتے ہیں دُعا پیر و جوانِ زن و کو دک
یہہ روز و نہ روز ہے وہ ساعی مسعود	منہم خوشی مل سے غم و رنج ہے منفک
دربارِ دربار ہے سلطانِ دکن کا	سب بابلِ چشم جمع ہیں فرزانہ وزیرِ ک
گردِ کیتا جمشید ہی یہہ جشن تو کیتا	ایسا نہیں سامانِ حیرتِ عجیب
دیکھا نہیں ایسا تو زمین کو کبھی پُر نور	کرتا ہے فلکِ چشم کو اکب سے چمک

یاقوت نے کہا داغ سے یہ مصرع تاریخ	
سب نیک گہڑی سالگرہ جشن مبارک	
	۱۳۰۹ھ

ایضاً

وہ آج دن ہو مبارک وہ ساعت ہو جہاں کیون نہ سے منتظر ہو یہ دن کیسکی سرخ قبا ہے کوئی گلابی پوش خطاب و منصب جاگیر آج سے ہیں زمین سے تا بفلک دہوم دہام ہر اسکی میرے حضور کو یارب یہ نہیں مبارک ہوں	شعبہ دکن کی ہوئی شاہوار سالگرہ کہ جسکی آپ تہی امیدوار سالگرہ و کہار ہی ہے یہ رنگین بہار سالگرہ ہوئی ہے باعثِ عز و وقار سالگرہ سعد تر ہو یہ پروردگار سالگرہ ہزار سالگرہ سو ہزار سالگرہ
--	--

لکھی بلا کے سیر الف داغ نے تاریخ
ہمیشہ شاہ کو ہوسازگار سالگرہ
۱۳۰۹ھ

قطعی تاریخ صحت اعلیٰ حضرت کا نعتیہ معانی حضور پر نور دام قبولہ خلد اللہ

رہے شاہ دکن یارب سلامت لکھی یہ داغ نے تاریخ صحت	صنیا حاصل ہر جیت تک بہر و نہ کو مبارک دور صحت بادشہ کو ۱۳۰۹ھ
--	--

دیگر

میرے حضور آہی چین ہزار برس لکھی ہر داغ نے یہ سال صحت سلطان	شفا سے چٹکی سکون ہر دل زمانہ کو خدا نے دی ہر شفا عادل زمانہ کو ۱۳۰۹ھ
---	--

قطعہ تاریخ انتقال حکیم محمود خان دہلوی نور اللہ مرقدہ

خان محمود سیاح و لقمان حکمت	رفت ازین دار فنا از طلب بود و
داغ این مصرع تاریخ شنید از ہاتف	جائے محمود شود خوب مقام محمود

قطعہ تاریخ شگاشیر افغانی اعلا حضرت گاندگا لے لے حضور پر نور دام قبا و خلدہ

سلطان دکن رستم دوران دلیر	ایسا بے زبردست کرے شیر کو زیر
لکھا سر آغاز سے یہ داغ نئے سال	بالفعل جہاندار نے مارے دوشیر

۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ ولادت باسعادت شاہزادہ نامور بلند قبائل طومرہ

شاہزادے کی ولادت کا ہمایوں سال ہر	یا فروغ دید کہ بون با چراغ دودان
مجھے ہمت نے کہا اور داغ یہ تاریخ لکھ	چاند سا بیٹا مبارک امیر شہ کیوان مکان

۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ ولادت باسعادت شاہزادہ دیگر طال اللہ عمرہ

چاند سا فرزند اور شاہ کو حق نے دیا	غلغلہ تہنیت چار طرف ہے کمال
رب کریم اسکو دے سایہ محبوب میں	بخت سکندر کی طرح عمر خضر کی سال
خضر و ملک دکن دیکھے بہا چہر میں	پہلے پہلے تا ابیش میں یہ فونہال

شاہ کا ہے فیض عام بہن متمول تمام داغ دم فکر سال غیب سے آئی نیا	کوئی نہیں خستہ دل کوئی نہیں خستہ حال یہ کہو۔ پیدا ہوا اختر جاہ و جلال ۱۳۰۹ھ
---	---

قطعہ تاریخ نو تعمیر پنج محلہ	
------------------------------	--

شاہ محبوب کا مکان بنا اس سے بہتر ہے اور کیا تاریخ	غیرت قصر و قصر و قصہ غفور کہدے ای داغ سیر گاہ جزو
--	--

قطعہ تاریخ طبع دیوان مسٹر	
---------------------------	--

ہر کہ بیند این کلام نغز اگوید مہین مصع تاریخ طبعش گفت داغ دہری	وہ چہ خوش ترکیب لفاظت انداز سخن چاپ دیوان مغر شد از اعزاز سخن ۱۳۰۹ھ
---	---

قطعہ تاریخ طبع دیوان حق	
-------------------------	--

واہ عصمت آب کیا کہنا تپش دل کی آگ ہے اس میں کیا فصیح و بلیغ ہے یہ کلام جس طرح رنگ و گل ہوں نشہ دل بندش اچھی زبان اچھی ہو	کیا ہی اچھی کہی ہے لغت نبیؐ اور اک لاگ ہے محبت کی کہیں تمکین ہے تو کہیں شوخی یون ہے چسپیدہ لفظ سے معنی یہی شعر و سخن کی ہے خوبی
--	---

کافہ اسکا ہے یاد دلِ صوفی
خامہ اسکا ہے یا ہے بالِ پری
بطفیلِ محمدِ عربیؐ

رگِ حُسن و بے خطِ طہر
ہے دواتِ اسکی یا ہے دیدِ جو
حقیقاً اے اسے کرے مقبول

طبع دیوان کا سالِ توارِ داغ
کہہ دے۔ مطبوع عشق پاکِ خفی
۱۳۱۰ھ

قطعہ نایخ تعمیر مسجد حاجی جہانگیر بخش صاحب واقع کانپور

حاجی کو بیت رب سے محبت جو ہر کمال
پہنچے نہ جسکے طاق تک اندیشہ و خیال
باخت و جاہ و طنطنہ و عزت و جلال
مسجد میں بیچگانہ پر میں پانچون نو نہال

مسجد بنائی خوب جہانگیر بخش نے
اللہ اکبر اسکی عمارت ہر وہ بلند
فرزندِ پانچ اُمس کو خدا نے عطا کئے
مثلِ حواسِ خسہ رہنِ اتفاق سے

اے داغِ گرزمانہ تاریخ کی ہے فکر
کہہ دے۔ کعبہ جدید جہانگیر بخش۔ سال
۱۳۱۰ھ

قطعہ تہنیتِ خواتینِ فزاد قاضی حسین صاحب دریں منگون ملک کاٹیا

جسکو فرحتِ فراے جان کیئے
جسکی خوبی جہان جہان کیئے

اے زہے شادمانی و شادی
اے زہے بزمِ انبساط و مسرت

خوب شادی کا یہ مٹھا چھایا
 پستہ اقبال کیجیے تحیر
 تختہ گلستان اسے لکھیے
 یہ سیلمان کا تخت اور ستون
 لالہ کیئے ہر اک کنول کو اگر
 کیا کمانوں سے بہر گیا منگول
 ابروؤں کی مین دو ہلال کی ایک
 ہر کمان میں ہے روشنی ایسی
 جلوہ برق بھروسہ لکھیے
 فرحت افزا ہے ہر گلی کوچہ
 بدر دین کی ہوئی ہر بسم اللہ
 اُس سے پوچھوں جو ہو بڑا سیاح
 آئے پن اپنا گہر سمجھ کے تیس
 بٹ رہا ہے طعام کو سون تک
 عطربزم طرب کی خوشبو کو
 بینڈ بابے کی ہے صدا دلکش
 رقص کرتی ہے چرخ پزیر

نور کا جسکو آسمان کیئے
 بر رحمت کا سائبان کیئے
 چادر مہتاب لہن کیئے
 سبز پر یان میں بیگان کیئے
 چوب کو شاخ ارغوان کیئے
 غیرت خانہ کمان کیئے
 سو کمانین ہین یون کہاں کیئے
 جسکو ہمیشہ کل کہت ن کیئے
 اختر بخف خسرو ان کیئے
 غیرت کشت زعفران کیئے
 کہ جسے بدر آسمان کیئے
 کہین دیکھا ہے یہ تمان کیئے
 میہانوں کو میزبان کیئے
 وہین موجود ہو جہان کیئے
 نگہت گلشن جہان کیئے
 ایسے نغمہ کو درستان کیئے
 اتر آئے ابھی بیان کیئے

ایسے دربار کی صفات و ثنا ا سکا چرچا کہاں کہاں کیجیے یہی سینے جو داستان سینے میں کہے جاؤں یوں مبارک با جلوہ گرہن یہاں حسین میان	جاودان سنئے جاودان کہئے یہ حکایت کہاں کہاں کہئے یہی کہئے جو داستان کہئے دوست فرمائے جائیں ہاں کہئے جنکو خورشید آسمان کہئے
--	---

یہ ہے وہ سینہ بان خدا رکھے
داغ کو جسکا میہاں کہئے

ایضاً

ہم تجھے دیتے ہیں نوشاہ مبارکبادی دہم سنی ہوم ہر شہرت سی ہر شہرت اسکی چھپے بیل گلشن کے سنے تو کوئی تن پہ ہر موزبان اور زبان سے قوت آج شب گشت میں ہیں غم سہرا بل طرب تم کو اللہ کی درگاہ سے ہو نہیں نصیب کیا تجب ہے کہ گلشن میں چپک کر غنچے	کرے مقبول یہ اللہ مبارکبادی پہونچی ماہی سے یا ماہ مبارکبادی شادیا نہ ہے کہی گاہ مبارکبادی دون تجھے نوشہ زیجاہ مبارکبادی گاتے جاتے ہیں سہرا مبارکبادی دے ہر اک بندہ درگاہ مبارکبادی گائیں بیل کے جو ہمراہ مبارکبادی
---	--

وجد کیونکر نہ کرے سنکرا سے اک عالم
داغ بے مثل ہے واللہ مبارکبادی

دیگر

مبارک ہو یہ سنت اربعہ اللہ کی شادی خوشی اسکی نانے کو ہوئی ہر عید سے بڑھ کر کرے اللہ عمر و دولت و اقبال و زافرون قیامت تک حسین نامہ کا نام ہو یا رب فلک پر شاہیاز ہر گائے قاف میں پر یا	ہوئی ہر آج بذا الدین شک ماہ کی شادی بڑے آریان کی ہزاروں کی چاہ کی شادی خدا دے زین و کمان گدگد پھین سیاد کی شادی کہ جسے خوب ہی لکھ لکھو و خواہ کی شادی زمین سے آسمان تک ہو کر خوشاہ کی شادی
--	--

دعا ہے داغ کی یہ بات دن ہر وقت بخظہ
مبارک ہو تمہیں فرزند عالی جاہ کی شادی

مبارک بادولادت باسعادت فرزند و بلند نواب فعت جنگ عظمیٰ الملک
امیر کبر بشیر الدولہ سر آسمان جاٹھ مظہر الدین جان بہادر المہارم سرکار عظیم

شاہ دیان روز ہون سرکار مبارک تمکو آسمان جاہ تمہیں حق نے دیا ہر فرزند وہ دن اللہ کرے لائے و لہن بیہولہ بزم جشن و طرب و عیش ہمایون ہو تمہیں صد و سی سال ہے گلبن باغ اقبال تم سلامت رہو اللہ سلامت رکھے	طالع مسرخ و بیدار مبارک تمکو ماہ اقبال کا دیدار مبارک تمکو وہ سہاگ اور ہو وہ پیار مبارک تمکو روز دربار گہر بار مبارک تمکو پہلا پہولا ہوا گلزار مبارک تمکو اور فرزند پر افوا مبارک تمکو
---	---

داغ مداح یہہ دیتا ہے مبارکبادی
تہنیت نامہ کے اشعار مبارک تمکو

بقیہ شاہ میرزا سراج الدین صاحب نصاب نیرہب الدین احمد ہمدانی

<p>مائیہ کان گہر حاصل گلشن سہرا دے رہا ہر رخ پر فور یہ جو بن سہرا دیکھیں گان کی نہ کیوں ڈال کے پلین سہرا آگیا ہے جو ترے تاسر دامن سہرا چشم بد دور جو ابر کا ہر معدن سہرا ہمنے دیکھا نہیں اسطر حکار وشن سہرا رخ نوشتہ سے جو سر کا تر تو سن سہرا اسمین یہ شرط ہر گوند ہے گی شہا گن سہرا</p>	<p>جو ہر لایا یاد ہر لاتی مال کن سہرا ہو مبارک تجھے نوشاہ سراج الدین خان مردم دیدہ کو بھی تاب نظارہ نہری اس سائی سے بڑی عمر گل و گو ہر کی ہر لڑی گو ہر دیا قوت و زمر کی گندہری شجر طور کے کیا پھول گندہ ہے ہن اسپین سب نے جانا کہ یہہ چلتا ہے زمین چو رشید حور کو بھی یہہ مناسب ہے کہ مال کن بنستی</p>
---	--

بہر دیئے داغ نے گلہائے مضامین ہمیں
کیا عجب گلے اگر لب لبّل گلشن سہرا

دیکر

سراج الدین احمد خان کا سہرا

یہ شام نہ سرو سامان کا سہرا

انسا ہے نوشتہ و نشان کا سہرا

سر نوشتہ پر ہے تاج اقبال

<p>کہ بن جانے میری شرکان کا سہرا نوشی سے یہ بگل خندان کا سہرا شعاعِ شیرِ خشان کا سہرا سحبِ ہر گوہرِ سلطان کا سہرا منورِ اخترِ تابان کا سہرا بڑی چاہت بڑے آراں کا سہرا</p>	<p>یہ ہر چشمِ تماشائی کی حسرت نہیں پہلا سنا آپ میں آج ہوا مقیش کے سہرے سے ظاہر رخِ نوشاہ پر نورِ علیٰ نور ثریا طرہِ بیدری کہکشان ہے مبارک سب عزیزوں کو اکھی</p>
<p>نہ کہت داع تو پہر کون کہت نہال باغِ عارف خان کا سہرا</p>	
<p>بتقریب دی نواب محمد متاجر حسین خان بہادر دام اقبالہ تیس پانچویں</p>	
<p>کیا گلے ملتی ہو ایک ایک لڑی سہرے کی ہو گئی اس لئے تو قیر لڑی سہرے کی سبکو حسرت ہو نہیں آج لڑی سہرے کی گفتگو ہو گئی آپس میں گڑی سہرے کی بنکے انگشت جو ہر ایک لڑی سہرے کی چاندنی رات میں جیت پڑی سہرے کی ہو گئی بیچ میں دیوار کھڑی سہرے کی</p>	<p>عید آئی ہر کہ آئی ہر گھڑی سہرے کی خانِ متاجرین آج بنا ہر دولہ موئے کاکلِ رگِ دل شہِ جانِ نظیر جوہری کوہِ جمودِ عوی تو برمالن کو بہی ناز کیا عجب لے رخِ نوشہ کی بلائیں چٹ چٹ میٹ گئی تابِ قمر تابِ گہر کے آگے نظر بند نہ پڑے تاکہ رخِ نوشہ پر</p>

نہیں رہنے کی سی طرح اڑی سہر کی
منہ ہر چوٹا سا تراباٹ بڑی سہر کی

ہر فزون کا جواب ہر سے جواب خانہ
گل نے بلبل سے کہا نغمہ شادی شکر

ہے دعا داغ کی نواب کی جو عمر دراز
سب عزیزوں کو مبارک ہو گہری سہر کی

ایضاً

بیہ دو لہا ہے دو طایہ سہا ہے سہرا
کہ مشکل سے مالن نے گوند ہا ہر سہرا
ہمیں فخر ہر بیہ ہمارا ہے سہرا
جواہر لگا کر سجایا ہے سہرا
فرشتے پکار اٹھے اچھا ہے سہرا
عجب آب گوہر سے دریا ہے سہرا
مگر روئے نوشہ سے سر کا ہے سہرا
تو عتد ثریا پہ طرا ہے سہرا
کہ قدموں سے لپٹا ہی جاتا ہے سہرا
یہ ممتاز ممتاز اسکا ہے سہرا
یہ ہے تاک حور و فکو کیسا ہے سہرا
متہا ہی حق تھا جو لکھا ہے سہرا

مبارک ہو نوشہ کو زیبا ہے سہرا
نہیں پہل پہلے سماتے خوشی سے
کیہتی ہیں کہل کہل کے پہلو کی کلیان
گہر غسل یا قوت ہیرا زمر
کرن سے جو سوچ کی اسکو لایا
دکھاتی ہیں لڑائیں یہی لہر کے موجیں
ہوا شمع کا نور کا فور کیسا
خطا کہکشان سے جوابا ہے سہرا
متا ہے نوشاہ کے پانوں چوے
پہلے پہلے نواب ممتاز یار
ہر اختر بنا روزن در فلک پر
یہ کہتا ہے امیر داغ جو شمعیت

قصیدہ حبیبہ حضرت نبیؐ کان کا مٹا لے حضور پر نور رستم دور ان
 اخلاطوں مان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ نواب
 محبوب غلیچان بہادر نظام الملک آصفیہ جلد اللہ ملکہ و سلطنتہ و دام قلم

مین ہوا باد یہ پیلا طرف ملک کن
 نازنینوں کی کمرسید کی شاخ لرزان
 بستر قائم و سنجاب بنا سبزہ دشت
 قطرہ شبنم ہر خار سے گو ہرے آب
 شاخ آہو پہ گمان چچ و جسم کا کل کا
 زری زری سے نمودار منہ و غنچم
 دیکھے کوسوں سے مسافر کہ یہ آئی منزل
 خاک اس دشت میں اڑتی ہر کہ اڑتا ہے پیر
 قوت نامیہ اس جوش پر اللہ
 چو کرمی بھولے جو اس دشت کی سونگے خوشبو
 خار صحرا اسے انگلی کے اشارے سے بتا
 دیدہ غول بیابان نے جلانی مشعل
 زہرہ رہتا ہر تن عابد مرام کی شکل

سر پہ چشم غزالان ہوئی گود دامن
 موہر گیہ وان لف پریشان کی کشکن
 گمبہ محفل و کخواب ہر اک خشت کین
 زرد رولالہ کہار سے ہر لعل مین
 سبزہ دشت میں ہر سبزہ نوخط کی پھین
 جاو جاو سے عیان کا بکشا کا جو بن
 صبح صادق کی طرح شام غیر ہی شبن
 آگے اس خاک کے مٹی اثر مشک ختن
 دانہ مویکا جو بوین تو ہو خرمین
 کہ یہاں آہوے تار کا ہونشہ ہرن
 راہ بھولے جو مسافر کوئی آوارہ طون
 ہر گولے سے عیان قصبت نسیرین
 خشک ہو کر یہ بیابان میں بیان نکسین

شجر طور کے مانند منور بخرنسل آسمان سبز قدم ہو کے بناسبز خستر ندیان کوہ کی ہیں شک رہ جوئے شیر موجیں کرتی ہوئی پہرتی ہر صبا شلیم حوریں پانی بہرین نگہٹ کا جو دیکھیں گلہٹ ایسے جہرٹ کے باہم ہیں ثریا مثال اشہب خامہ چالاک کی پہرتی ہر عنان قوت باصرہ و شستہ تمکو ہو نوید	ملک کیا کہیں اس شستہ شستہ عکس افکن جو ہوا سبزہ کھار و دین جسے پھکی پڑی فردوس کی بھی نہ لہن لہلہاتے ہوئے سبزہ کا نرالا جو بن ہے اس انداز کا ہر ایک بت سیمین کہ زمین پر نظر آنے لگے پروین پرن صفت شستہ جبل طے طرف شہر چین باغ کی مدح میں گل کہلتے ہیں گلشن
--	---

مطلع ثانی

وہ طراوت کا اثر ہے کہ دم سیرچمن برگ برگ گل و گلزار یہاں تک پہنچا لاکھ و گل نے جو پہنچی ہے قبائے نگین فلقل شیشہ کی آواز ہے بستان بستان نوع و سانچین مست ہوئے ہیں کیا کیا وہ رطوبت کا اثر ہے کہ چمن میں خورشید بویئے تخم محبت کو تو پیدا ہو وفا لائے گرفتار خزان کو فلک نیلی رنگ	پانی دینے لگے یوسف کا یہاں چاہ دین جس سے کوتاہ ہو گلچین کا سر آمدین دیتی ہے خلعت نوروز بہا گلشن تو بے مے پہ تقاضا ہو کر لشکرین کہیں پنچھی ہے کمر سرو کو بھی شاخ سخن گو ہر شبنم شاداب سے بہرے دامن دائے پر تو رخ کو تو اگے سیب دین نیلی پیلی ہو غضب دیکھ کے اسکو سن
---	---

پیر پروانہ جہلے پھولن کا پنکھا ایسا
 کیا تپتپ ہو چنچے وہاں تک اثر غیض بہا
 اگر تو نہیں فصل بہاری کو راہِ تیش تر ج
 ایس طرح دستِ خنائی کرے نخل چنا
 شہر اس شہر کا ہے نام یہی بلدہ ہے
 تانی خلد وارم بانی ترین چشم
 چپ کمر سقفِ فلک یوں تہ ایوان بلند
 روشنی ایسی جواہر کی دکانوں میں عیان
 ایسے عشرتکدہ میں کیوں نہ ہو خلقتِ دلشاد
 شحہ عدل کا وہ خوف ہے بازارِ دُشمن
 ہاتھ باندھے ہوئے پہرتے ہیں یہاں دُشمن
 ذی خروائے ہیں فی فہم ہیں اتنے کہ یہاں
 ناظم و ناشر و سرزادہ و دانائے ادب
 حیدر آباد کا بجٹ ہے جہاں میں
 طفل کتب بھی پڑھاتا ہے فلاطون کو سبق
 حیدر آباد سے کیوں جائے کہیں عیشِ ابد
 دشت و کوہ و چمن و شہر کئی اچھے

کہ سٹے شمع کی بھی دل کی لگن دل کی لگن
 فلسفہ ہی بھی کہیں مہرِ تامل ہے چن
 شاخ طوبیٰ میں عجب کیا ہے کھلے زون
 تیغِ اردی سے بہا پہر تا ہی خونِ جہن
 فخر گلگتہ و مد اس تطیرِ لندن
 روکش چین و خن شہرتِ بغداد و
 قشتری ڈبا کہ ہے طرح کوئی زیرِ لگن
 جھکے نظارے سے ہر شے سے سادہ
 ایسے ماحول میں نہ کیوں کر زمانہ میں
 ہمیں ممکن کہ جو بہتر ہے ہی کھڑے ہیں
 لب سے رہتے ہیں یہود و ملو قسطن
 کیا قباحت ہے اگر کامی جگہ بولے میں
 عالم و عاقل و علامہ ہر اک ہر فن
 نو بہن کیوں نہ بچیں ہوم سے باؤن
 خلق ہوتا نہیں اس شہر میں کوئی گون
 خوشتر از ملکِ سلیمان نہو کیوں جُوطن
 ایسی شہید کو زیبا ہے کہیں چارچمن

چمن آسے دکن خُوبِ فیاض و جود
مدح میں اُسکی پُرمون مطلع نگین الیا

جسے شاداب کیا آبِ کرم سے ہمیں
جس سے ہر داغ ہو شرمندہ بہار گلشن

مطلع ثالث

خسرو تیر فگن تیغ فگن شیر فگن
دادگر داد دہ و داد رس و داد رس
پاک دل پاک نفس پاک نثار پال نہاد
قدردان قدر کن و قدر فزا قدر شسا
آفتاب شرف و اوج مہِ عین و علما
قاطع بغض و حد قاصع بیداد وستم
جمع جود و سخا مصدر الطاف و عطا
صاحب جاہ و چشم و ارشاد و ہم سیر
تیرے انوار کا پیر تو ہر کہ ہر پیر تو ہر
ہات ڈالا ہر محالات میں بخشش نے تری
وہ گہر بار ترا دستِ کرم ہے شاما
ہن برستی ہر دکن میں یہ مثل ہر مشہور
فیض ہر کوہ و بیابان کو ہی نہ گام نثار
کوئی سخن کرے اس عہد میں کیا ممکن ہے

میر محبوب علی جان ملک ملک دکن
فخر دین فخر نگین فخر زمان فخر مَن
نیک خونیک سیر نیکے و ش نیک چلن
حاکم علم و عمل بادشہ فہم و فطن
شمع کا شاد دین اختر بخت و روشن
بانی عیش و طرب باحی آلام و خزن
معدن حلم و حیا فخرن اوصافِ حسن
مالک سیف و قلم ظل و تیر ذل و لمن
تیرے اخلاق کی خوشبو ہر کہ خوشبو چمن
کہہ سکے کون عطا کو ترے مہا کن
آگے اس فیض کے پانی بہر بہا و نکی بہر
تو نے بر سائے گہر فیض سے معدن معدن
لیتے ہیں لعل و گہر دو نون بچھا کر دامن
موم سے بڑھ کے ہوا نرم مزاج آہن

کاوش و کینہ و آزار و غم و رنج و محن
 زخم پہیلیاے جو دامن قہر نے تردہن
 زخم میں ٹانگے ہیں یاد رکھ کے درحکمین
 بات پختہ ہے تری راسے تری سخن
 تیرے اعدا کا نہ بیکار گیا تا کہین
 شمع کی طرح سے گہلجائے تن و روین تن
 انگہ میں گہر ہر ترا تو ہے زبان پر سکین
 تو کرے لاکہ طرح سے وہ تری مدح سخن
 دل شکن عہد شکن تو بہ شکن روزہ شکن
 بانگ ناقوس پہ ہوتا ہے یقین شکن
 عصمتی اُسکو سمجھتے ہیں جو تھے تو شکن
 ششک صدف شکن آہن شکن البرز شکن
 مغصہ و کبر و چار آئینہ خفان جوش
 تیری تلوار اُڑا دیتی ہر تن سے گرد

عہد میں تیرے جو معدوم ہو گیا ہر پہن
 جو سلطان سے وہ منہج ہوے طرز رسال
 وہ ہی چپ چپ کے یہاں دیکھتا ہر پخت
 حکمت آموز غلاموں ہر تری عقل سلیم
 ریشہ یخ ز قوم اسکو باقی ہر زمین
 آتش قہر سے رستم کا بھی ہوز ہر آ
 تیرے مداح ہیں سب اہل نظر اہل کمال
 سوز بانین گل صد برگ سے لے فرض
 ہیں تیرے عہد عدالت میں شک ایحال
 بتکد و نین ہر بہ ماتم تری دینداری
 جہر یان پڑ گئیں آخر کو رخ تو بہ پر
 منہ چڑھے کون تری تیغ کے یہ کہہ نہ سکا
 ایک ہی وار میں تلوار کرے دو ٹکڑے
 اتنی حاصل تیرے اعدا کو سکد و شکی

تعریف اسپ

خوب سے خوب خوش اسلوب سراسر مہر
 جتنی چوٹی ہے کمر اتنی بڑی ہے گردن

کیا تیرے اسپ پر پوش کی کرو نین تعریف
 سینہ چوڑا ہر نلی چوڑی ہر سم چوڑے ہیں

ڈھنگے احسن کے سانچے میں سب کھنڈا
پہر سبکو صفت ہوئے بہا گشت
گر بنے قوس قزح اُسکی پچھاری کی رسن
نام لے اُسکا تو ہوصاف زبان الکن
تار برقی میں ہے آمیزش نعل تو سن

یال مہ پانوں شکم کان کوئی پٹھے
جست میں برق ہواڑنے میں بجی گشت میں چرخ
نہ بند ہے اسپ فلک سیر فلک سے ہرگز
اللہ اللہ رے اس تیز روی کی تاثیر
راتنی سرعت سے نہ ہرگز خبر آتی جاتی

صفت فیل

ریڑھ سنگ مخوف سپین سبک کو ڈھین
یا سہ طور پہ کافور کی شمعیں روشن
شبکو جسطرح ہے موچرخ پہ مہ جلوہ گن
دیکھ کر فیل شکاری کو ترے شیرنگن
ایسے بہ طرح سے ہر ایک رسالہ ملین
بہر سپاہی ترے لشکر کا ہر رشک شن
اس دعا پر تری کرتا ہوں اب ختم سخن
جب تک افلاک پہ ہوں اختر و انجم روشن
جب تک اظہار پہ ہر رنگ گل نسترون
جب تک اندازہ عشرت ہو بانداز حسن
جب تک آفت سے ہوں محفوظ زمین اور زمین

فلک آساود ترا پیل کہ جسکے آگے
ہیں ترے فیل کے دانتو نہ سنہری چوڑے
یوں سفر فیل سیہ زر و عمار سی تابان
ڈر کے رکبتا ہے قدم برج اسد میں خورشید
طعناق اور تری فوج کا وہ زرق و برق
دکھنی و عبرنی کا بلی و سنجابی
دلع ملاح و شاخان و ستایشی
جب تک آفاق میں ہو دولت و ثروت کی نو
جب تک انداز پہ ہے حسن و جمال لکش
جب تک آوازہ اقبال ہو آویزہ گوش
جب تک انجام کو پہونچے فلک پیر کی عمر

جبتک اسلام کا ہر نام جہان میں قائم بہلین شیفۃ جبک ہون بہا گیل حسن معشوق میں جبک ہو کمال تاثیر تو سلامت رہے آباد رہے شاد رہے تیری اولاد کی کثرت ہو تری نسل یوں	جبتک اس نام سے آباد ہر پہ در کہن اور پروانہ نثار سر شمع روشن دل عاشق میں کہی جاتی ہو تکیہ چوں زار ہو خوار ہو ناچار ہو تیر دشمن جیسے اک دانہ سے پیدا ہوں ہزاروں زمین
---	---

سُرخِ دِ اَع ہو یوں ظلِ کرم سے تیرے
پر تو بہر سے جس طرح بنے نعلِ مین

قطعہ جدید تہنیت العید الفطر بنا حضرت بگنا متعارف شرم دورا
افلاطون بنان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ نواب میر محبوب علی خان بہادر
نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ و اقبالہ

آج وہ روزِ مبارک ہو وہ ہر یومِ سعید دہوم ہی ہو خوشی سی ہو خوشی چارِ طرف آج منجانبہ پر ندون کی چڑائی دیکھو آج یوں قفلِ درِ میکہ سے اہوتا آج وہ دن ہو کہ پیتے ہیں اسے مہرِ آشا ہاں پیو بادہ کشو و کھین تو کرتا دم ہر	کہ گلے ملتی ہر خود شاہ کے اقبال سے عید تشانِ گلگون کی برائی اُسید توڑ دالین نہ کہیں میکہ کی سید سید دستِ زار ہر میں عوض پیرِ میخانے ہر کلید کی ہر دو چار برس پہلے جو ساقی کے کشید خود ہر ساقی کے طرف سے ہی تاک لید
---	---

تلخی بادہ ہر وہ آج کے دلنہ بخش
 زار خشک کے منہ میں ہی بہ آئے پانی
 حُسن میں تکتے ہیں بونٹ لکے جواہر
 اعتدال آب و ہوا کا ہے عجب روح فضا
 وہن کیا کند ہو جوتے نہیں ہتیا رہی کند
 خست نفس اہل کن میں زباناں کو ہی
 نبض خورشید میں پائے جو حرارت تو فلک
 دیدنی ہر یہ بہا چمن بوقلمون
 چمن میں سو بار خزان آئے تو کیا
 جو ہے بگناہ تعلق سے یگانہ ہے وہی
 نیک بد کا ہو ہر اکبات میں انسان کو خیال
 وہی شہزور رہا جس نے دبا یا اسکو
 بس خبر دار ہوا ہر داغ زار ہوش میں آ
 دیدہ دل سے اُٹھارو غفلت غافل
 آج دربار گھر بار شبہ والا ہے
 ہوش آتے ہی یہ مطلع مرے لب آیا

ہونٹ چٹا کرے اک گھونٹ چپے حمید
 دست ساقی میں بہا دیکھے اگر جام نبید
 جسطح برج میں میزان کے فلک پرناہید
 زہر ہولے سے کوئی کہلے تو وہ بھی ہویا مفید
 مثل یونان نہیں بلد سے میں کوئی شخص ملید
 نہ لے بہر دوا ڈھونڈ لے گر خست جید
 تخم سے قطرہ شبنم کے بنائے تبرید
 دیدہ دل سے کرے غور جو ہر فرصت دید
 نہو پڑ مردہ و افسردہ گل و صفحہ حمید
 کہ عجب شر ہے زمانہ میں فقر و تقصیر
 دوست سے وعدہ واثق ہو تو دشمن سے وعدہ
 نفس کرش کو سمجھئے کہ یہ ہر دیو فرید
 پند عطار کی اس طرح میں کیسی تقلید
 دیکھ سامان شہانہ کہ یہ ہر قابل دید
 چہائی ہر کیا درو دیوار پہ دربار میں عید
 کی فرشتوں نے بھی مضمون کی جسکے تیا

کیا عجب دیکھئے اگر جیکے دو بارہ شہید
 شاہ وہ شاہ فریدون فروختا کعبہ
 میر محبوب علیجان شہ کیٹا و حید
 رحم و الطاف فروزاں او دشمن اس سے نرید
 نہ کہیں رسم کتابت میں ہی کاتب کشید
 وقت الطاف و کرم عفو کرے جرم شہید
 کہیں ٹہکا نہ ابروے حسیان کی کشید
 جیسے وشمس کی تفسیر سے قرآن مجید
 دل کی فذیل میں روشن ہو چراغ امید
 جس سے ہر صوت اسلام نمودار و پید
 خانقاہوں میں یہاں سلسلہ محمدیہ
 کہیں قرآن کی تلاوت ہے جس تجوید
 ہر کہیں مشعل ذکر شہود و توحید
 شاہ دیندار کو ہر دم ہے لقا شہید
 کہ چمک جاے مرا بخت بھی مثل خورشید

جشن آراستہ شاہ کی مدت ہے مدید
 شاہ وہ شاہ سلیمان چشم و آصف جا
 صاحب بخت خوشال و فرخ و فیروز سعید
 غصہ و قہر ہے کم سے کم خطا اس سے ہی کم
 گم ہوا عہد عدالت میں تشدد و لیا
 وقت انصاف کرے تھوڑی خطا پر ہی نظر
 سید ہو جاتے ہیں اس عہد میں بانگے ترجہ
 شمع قبال سے یوں چہرہ زیبا روشن
 تیرہ باطن نظر آئے نہ کوئی کور سواد
 حیدر آباد ہے شاہ کے دم سے آباد
 مسجد میں ہر یہاں شور اذان و کبیر
 کہیں تعلیم و قلم ہے بدر سے و تریس
 ہر کہیں تذکرہ عینیت ذات و صفات
 کیوں نہ ہو محکم و مضبوط بنائے اسلام
 مدح حاضرین و پڑھوں مطلع روشن اسیا

مطلع ثالث

جس طرح سارے مہینوں میں مبارک عید

یوں سلاطین و کن میں ہر ترازو سعید

چار اکھین میں زمانے کی زمانے میں تیرے مان جاتے ہیں تیری اسے جہان آرا کو یون تری رے کے پیرو میں تمام اہل خرد دس دس لاکھ جو بجائیں عقول عشرہ جو گیا تیرے زمانے میں فلک کم آرا چرخ کا نپاٹے لرز جائے زمین ہستے رستیاں باندہ کے رکھے جو وعدا عجبیہ تیرے بدخواہ کو دولت بھی اگر حاصل ہو	چشم لطف یک بڑی ایک بڑی چشم امید اہل تقسیم میں ہوتی ہو جہان گفت شنید جسطرح اہل شنہ ہیں سب اہل تقلید کر سکیں نہ تری اسے کی ہرگز ترد درد ہوتا نہیں غماق کے دین ہستی الامان قت سیاست جو کرے تو تہید تو ہی ہرگز نہ بنے جبل متین جبل وید جب بھی مرد و مہو ملعون ہو مانند نیرید
---	---

قطع

آج وہ طنطنہ و دبدبہ شاہی ہے سکے لا حول و لا قوت الا باللہ تیرے بدخواہ تہید ست ازل ایسے ہیں تیری تلوار بھی مقراض اجل ہو گیا	یون فقر و ہون ترے نام سے بدخواہ و جسطرح بہاگ کے فی الن رہو شیطان کجھفہ میں بھی حریفوں کو نہ ہرگز ہو رسید جامہ ہستی اعدا کی کرے قطع و برید
---	--

در صفت اسپ

ہو بھی جائے جو سوار میں تھے اسے شتر چہرے کے دامن میں کو نہ کہی سرت خیال	پیچھے مڑ مڑ کے کہے باد صبا و پرتا کید طے کہے مشرق و مغرب کی وہ یون راہ
--	---

قطع

جن میں ترے گہور یکا قدم پڑتا ہے
اسکی تاثیر ہے وہ تیز روی حاصل ہو
الوق لیل و نہار اور بھی جو بن لایا
خلد سے باہر اسیدو اسطے گندم نکلا

پاٹ لے خاک و مانکی جو کوئی پیک و برید
برق و صرصر سے ہی ممکن نہیں جسکی تقلید
تیرے صمطلیل میں جاری ہوئی جنوقت
رملتی رہتی ہر لیلیہ میں جو گہوڑو نکو خود

در صفتِ فیصل

فیلمی زمین ترے جسے میں عالم کے پہاڑ
ایک مہرہ میں اڈا دے وہ اُسے رت کا
اُسکے خرطوم کا مضمون درازی بندہ
تو وہ مدوح معرف ترے شاہان میں
تجہ سے آسائش مخلوق خدا کا احباب
ہیں سپہدار ہزاروں ترے منقاد و مطیع
اسطرح حکم میں تیرے نہیں ہوتا اجال
شکوہ شایان ہری رتبہ فرائی کے امور
نہیں جنتے مجھے اشراقی و مشائیں کچھ
ہے وہ کٹال سے باہر جو کوٹی نہ چڑھے
شاہ سے مرتبہ و منصب و خلعت کی عطا
بنگی داغ خزین کا دل پر داغ ایسا

ایک اک فیض میں پرہیز مگر خرچ حبیب
گرتقابل میں ترے فیصل کے ہو کہ وہ حبیب
دونوں کو تاء ہو میں بحسب طویل اور
میں وہ علاج کہ قابل میرے سبحان لبیب
مجھے آرایش انداز سخن کی تجویز
سیکڑوں ابل سخن سحر بیان میرے سیکڑ
جسطرح شعر میں میرے نہیں تہی تقصید
مجھ کو زیبا ہے تری طرح و ثنا کی تمہید
تہے فلاطون ارسلو مرے شاگرد و شاگرد
نقرہ ماہ نہ لون میں نہ ظلام نے خوشید
داغ سے حرمتِ نعمت شایہ کی رسید
جسطرح پہلو سے گلزار ہے قبر شہید

خوشتر تجھے پہنچتی ہر زمانے کو مدد	تو مؤید ہے من اللہ برائے تاجید
شاہ کا لطف و کرم اُسکے لئے ہر در کا	سب میں کسوڑہ مکھوار و سندیم او جید
تیری سرکار سے کوئی نہیں جاتا محروم	تیرے دربار سے کوئی نہیں پرتا نوید
حد و اوصاف اگر ہو تو کرے حضور کوئی	میرے امکان میں نہیں تیرے وصف جمید
روز نور و زہر و ہر شب ہو شب عیش و نشاط	رات و دن جشن ہوں فخر خندہ و فیروز سعید
دل عارفین ہوں سرار نہانی جب تک	تیرے چہرے سے ہوں اقبال کے آثار پید
تجھے عشرت کو بھی ہر وقت ہو عشرت حاصل	تجھے اُمید کی ہر خطہ برائے اُمید

تو رہے تابہ ابد نامور و نام آور

تیری اولاد ہو سب صاحب اقبال سمید

قصیدہ در مدح حضرت بندگائے مستعا حضور پر نور رستم و سلاطین فلک
زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ نواب میر محبوب علی خان بہار
نظام الملک آصف جاہ دام اقبالہ و خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

کیا جوان بخت و جوان سال ہوا ہے عالم	فلک پر ہی کہا تابہ جوانی کی قسم
ہو گھر فصل ہاری میں ہی اکے برسات	جوش سے ابر بہاران کے ہوا یہ عالم
چرخ پر چائی ہیں اس طرح گہنائیں کالی	جسطرح ہوں رخ معشوق پہ لعلین برہم
ہو سنیہ ابرو میں اس وپ پہ بگلون کی قضا	انجم کا کاشان کی ہو لڑی جیسے بہم

گردِ افلاک سرین کو بھی ابر کرم دہشتا ہے
 جوشِ پر حمتِ بہار سچی تعجب کیا ہے
 کہین بادل کی گرجِ ہر کہین بجلی کی کرک
 نعرہٴ مت کا بادل کی گرج میں اندا
 ابر نیسان سے پہلے ایسی تری خشکی میں
 آتھ شمشیر میں جو سر ہے بسکل باہی
 پسلیان آبِ نہنوں دریا کی دہکائی تین
 کشتیوں میں کہ آن جلسہ میں چڑھے دریا
 قوتِ ناسیہ غلری ہو تو کچھ دوزہیں
 خاک میں جان ہو ایسی کہ نہیں اسکا عجیب
 نار و زرخ بھی بنو آج گلستانِ خلیل
 بات کی شاخ میں بھی آج وہ ہر استحکام
 اثر بادِ بہاری سے تعجب کیا ہے
 ارض کو فوق سما پر ہے اسی موسم میں
 وقتِ انشاء اثر تازگی مضمون سے
 خطِ گلزار ہو قسط اس پہ کہینچین جو لکیر
 ہے وہ بالیدگی سبزہ سیرا بگدز

تارِ بارش میں ہر موتی کی لڑی کا عالم
 چاہ بابل کا دہوان بھی جو بنے ابر کرم
 کہین بوند و کی پہو این کہین برسے چہیم
 نگہ شمع کا بجلی کی تڑپ میں عالم
 گامین دیکھ تو اٹھ شعلہ کی جامو جہیم
 آب آئینہ میں خواص سے عکس آدم
 خوب تن تنکے روان ہونے لگے موجیم
 ہو رہی ہیں کہین تیرا کوئین شریں باہم
 دھڑیں اٹھ اٹھ کئے زمین پر سے اگر نقش قدم
 زندہ ہو جائیں اگر زیر زمین اہل ہدم
 اخگر سوختہ بھی ہوں گل گلزار ارم
 توڑنا چاہیں تو ٹوٹیں نہ کہی قول قسم
 گلستانِ صورتِ گلزار ہو خنل ماتم
 کہ زمین لوحِ زمرد ہو فلک ہو نسیم
 شاخِ سرسبز بنے بات میں کاتب کے قلم
 ہو بزرگِ رگِ گل ریشہ سوراخِ قلم
 زور سے جسکے اکہڑ جاتے ہیں بڑے قدم

شوخی رنگ سے مہندیکے ہر رنگ شفق
 کہیں طاؤس چین کی ہر نوائے لکڑش
 ہر کہیں گل کی مہک تو کہیں بلبل کی چمک
 نگہت کل کا اثر ہونفس مطرب میں
 بہینی بہینی ہر وہ خوشبو کہ معطر مہراغ
 بوسہ سے لیتا ہے شکونے کے شکونہ کہلگر
 روز ہر باغ میں ہیں گلبندون کے جلسے
 یہہ ہر موجود و معدوم یہہ تازہ وہ کہن
 بزم عشرت کا عجب رنگ ہر اس موسم میں
 سب سے سیارہ کو ہی میں شرف حاصل ہر
 نہ ہے گرمی نہ کہیں حد سے زیادہ سردی
 روز نوروز ہر وہ فوج و مسعود و سعید
 عکس ہیں اسکا کہ بیضہ فولاد کو چور
 آج وہ قدر ہر آنکے بمقابل کیجے
 بیضہ مرغ کو گر بیضہ گردون سے
 شور ترقفل سینا کا چلو آؤ پیو
 لائے میخانہ پہ کیا آج قدم ہی پہلے

لائے باغ پہ ہے لال پر بلی کا عالم
 کہیں آتی ہیں مہیوں کی ہمدائیں پیہم
 کوک کوئل کی ہر آگست سے ہی خوشتر ہر
 گائیں اس فصل میں گر باغ کلی اہل غنم
 ٹنڈی ٹنڈی وہ ہلاٹین میں دلہا ہر
 شاخ سے شاخ گلے ملتی ہر کیا کیا باہم
 چندریان ساڑیان سُرخی اُسپہ ترشح کم
 باغ محبوب کہاں اور کہ ان باغ ارم
 گائے ہیں گوندلارا باغ اہل نفیم
 مقتدر آجکے دن چارون غنا صراہم
 حیدر آباد میں ہر فصل کا ایسا عالم
 کہ زحل کی یہی سعادت نہیں جبریں سے کم
 بیضہ بازی نوروز ہے وہ مستحکم
 تاج پرویز کے موتی نہ خریدے عالم
 خط محوڑ سے لکیر اُس میں ہوتا بہر دم
 منجھون نے ہی چا رکھی ہر کیا کیا باہم
 پہلے مومن کا جو ایمان تو ہندو کا بہر

محو و پنچو وہی کوئی آپ سے اُٹھ سکتا ہر
جشن نوروز پہ دربارشہ و الہام
منصب خلوت و جاگیر و خطاب و خدمت
عکس ہی تندرگزار نہکا ہوا نذر گزرا
شاہ کے نام سے ہوتی ہر محبت پیدا
نام لیجے اگر اُسے تو اُسیدم کہلجے
خسرو نامور بادشاہ نام آور

محفل عیش میں جم جائے یہاں پٹہ کے جسم
اہل دوبار ہزاروں ہن ہیاں کم سے کم
خیر خواہوں کو عطا آج ہوئے ہن سپہ
جانبجا آئیے یوان میں ہن قید آدم
کیون نہ محبوبِ دلِ فلق ہوا سہرا غنم
عقدہ کار جو کیسا ہی جو دشوار و اہم
شان میں جسکی کیا داغ نے مطلع ہر

مطبوعہ ثانی

صاحبِ طبع و مالکِ شمشیر و تسلیم
مالکِ مملکت و مالِ دولت و مکت
کو کب ملک و کدہ مسیر دولت
بخت و اقبال و مکتبہ دل روشن
جسکے جلوے سے ہر جہاں تاب کی نڈ
بذل میں عدل و حاتم و کسیری کی نڈ
ایسی سلطنت ہر کتبہ ہن اہل آذر
شاہ کا حرفِ سیاست ابے مشہور
ہمیت شاہ سے کہہ تانی پانی

میر محبوب و بلیغان شہ فرخندہ شمیم
صاحب و بدبہ و طنطنہ و جاہ و شمیم
مہر اقبال و چشم چشم و چراغ عالم
فہم و ادراک و ذکا و عمل و علم و علم
جسکے چہرے سے دیک ماہِ فلک کی ندیم
رزم میں بزم میں ہر تانی اسکندر و جم
موت ہی ڈھونڈتی ہر اپنے لئے راہِ عدم
خوف سے دانت نکالے ہوئے ہر ہین ستم
اگر آذر ہی تراشے کہیں ترشے نہ صنم

بازوے بازین ہو پرورشِ بچہ قاز
کنج سلطان کی اگر دیکھ لے کثرتِ قاون
اسی زبے جو کہ ہر خوان عطا خوانِ خلیل
قدریسی ہر سپاہی کی جو پاتا میرہ و
نیکیان شاہ کی لکھی ہن ازل میں جو بہت
مدحِ حاضرین لکھا ہر داغ و مطلعِ تیل

اور بزمِ خالہ کو آغوش میں رہی کا عی پائے مستقیم
تو دین ساتھ دولے کی صدا یت نکلیاے بہر
اسی زبے فیض کہ مستی ہی ز دستِ سنا ابر کرم
پہوڑا کر خدمت کا گرم کلو دس کو تار شرم
کچھ تعجب نہیں فرسو دین ہون گرج و سلم
شکے حسنت کہے ہر کس کو زبانِ عالم

مطلعِ ناست

کیا عجب ناموری سے تری آخر بجر کرم
جمع ہیں ایک تری ذات میں کتنے اوصاف
نور ایمان سے وہ روشن ہر دل پاک ترا
اور یہی دوسری پیدا ہو برابر کی اصل
تو جو چاہے زبے دہر میں کہتے کماقی
اگر کسی نرخ پہ ٹھہرے تری جسِ حنات
ہر دمِ معرکہ حاصل تجھے وہ استقلال
کعبہ مقصد آفاق ہے تیرا دیدا
تیرے ہی دستِ سخاوت کی کرامت کیے
تیرے حکمی ہے ترا حکم کٹلتا ہی نہیں

فلس مابی پہ ترا سکن یہ ہوتا سندرم
بذلِ انصاف و ہنس پر وہ ہر لطف و کرم
دیکھے یہ جلودہ تلوں انہ بتے شمعِ حرم
ملک الموت ہر مل کا اری تلوار کا دم
ماہی بجر کا بھی ذات نہیں خالی ہوشکم
تو فرشتوں کو یہ زبے ہو کرین بیعِ سلم
قلبِ نارے کی طریشے نہ بتے تیرا دم
مردم دیدہ ہوں تیرا نصرتِ طوفِ حرم
یوں جو بے یان کے چلتا ہر زمانے میں
قند انداز تو مثلِ قضاے مبرم

تیرے لئے ہر طرح کے سنگین پایا حشرِ کرب و غم یہ صدائیں آئیں یوں روبرو بارگاہِ عالی سے سامری فن بھی عدد ہو تو ہو اسکا گدڑ ہے ازل سے بہتر سے در کا سلامی شاہ دخل کیا ہو جو ترے عہد میں کوئی بر باد حید آباد ہے جنت سے سوادِ ارا لا من	اُسے اُلٹا ہی اَلَم کو تو ملا وہ ہی اَلَم کہ ہائے غم و اَلَم ہائے غضب و اَلَم جسطرح رکبہ نہ سکے چرخ پہ ابلیس قدم چوبِ دربان میں ہر موسیٰ کے عصا کا عالم پشتِ ہر پیر فلک کی اسی تسلیم سے خم کہ ہر گاہ کو رکھتی ہے بھگو کر شبنم کہا کہ گنہ گار نہ یہاں نہ کہی نکلے آدم
--	--

تقریبِ اسپ

شاہ کے اسپ کی کیا تیز روی ہو تیر صورت کا قد باد می ہ اُسیدم اڑ جا خامہ کا فدیہ نہ پہنچے کہ یہ مانڈیاں چاٹ لے خاکِ قدم کی اگر اسکے وہ کہی جائے سیکہ جو ترے اسپ کی صوت ہو تی	ہاتھ سے کاتب اعمال کے چھٹتا ہر قلم کبچے گرسفحہ قرطاس نہ نام اسکا رستم طے کرے آن میں صد و مجروحِ طاعن پشتِ ماہی یہ جمے گا وزین کا نہ قدم کنج قارون میں ذرا نام کو تہمتا نہ دہم
--	---

تقریبِ فیل

فیل و فیل جسے کوہِ جاہر کیجئے وقتِ رفتار کو ہلتا ہر دل کا وزین چلتے چلتے جو ٹہر جاے پڑے بوجہ ایسا	رُودِ الماس میں نانت اور بدن ہر تسلیم مست ہو کر جو چھٹے وہ تو جو عالمِ برہم ماہیِ ریز میں کا ہی تو دہس جائے شکم
---	---

سرچشم ہر نگاہ کا گر صانع نے
 مدحتِ خسرو آفاق ہو کیونکر پوری
 سایہ عاطفتِ شاہِ دکن ^{التمنا} ہر جہ سے
 بابِ عالی کی حضور سے وہ صل ہو شرف
 احمر بین فرشِ و خسرو دورانِ بجا
 از زبان تو ہر ثنا ساز و ستایش پر
 امی نگہ تجھ کو میسر رہے انوارِ جلال
 حوصلہ میری دعا کا تو یہی کہت ہر
 وہ دعا جس سے ہوتے زمین گفار و کلام
 وہ دعا جسکو فرشتے کہیں شکر ترین
 وہ دعا جسکے شجر سے ہیں حجر تک مستحق
 وہ دعا یہ ہر خدا تجھ کو سلامت کہے
 تجھ کو آخرِ ظنِ خدا عیشِ خدا کا میلے
 خضر و الیائس مسیحا سے ہی ہو عمر در
 زیر فرمانِ حکومت رہے بُرے سکون

جبلِ طور ترا شاہِ ز سر تا بقدم
 اتنی طاقتِ نذر زبان میں ہر بارے قلم
 کہاتے ہیں قصہ و غفورِ سر کی قسم
 جہین آتا ہے کہ خود چوم لون میں اپنے قدم
 امی عجب چل اُس راہ میں تو جسکے قدم
 از دہن تو بھی ملحِ حندِ یو عالم
 امی مرہ دست دعا جسکے دعا کر پیہم
 اور اونچا ہو کی طرح عرشِ عظیم
 وہ دعا جس سے شرف ہو قمر طاس و شلم
 وہ دعا حرزِ دل و قوتِ جانِ آدم
 وہ دعا جسکا اثر آج ہے عالمِ عالم
 تختِ شاہی پہ رہے شاد و بھدنا زغم
 تیرا حامی و مددگار رہے شاہِ عالم
 قیصر و خسرو و جہم سے ہو سوا جاہ و حشم
 اور منقاد رہیں اہلِ عرب اہلِ عجم

اس دعا گو کی دعا میں ہوں ابھی مقبول

داعِ مداح رہے موردِ الطافِ دکر

قصیدہ در بہیت الفطوح علی حضرت گانعالے متعالے حضور نور شمع دوان
 افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ السلطان ابن
 السلطان میر محبوب علیخان بہادر نظام الممالک آصفیاء خلد امکہ و سلطنتہ

ہے عید کے دن گلشن	صحہ زمین سطح فلک	اسے جدا اصل علی	صحہ زمین سطح فلک
پاک ابر حمت نئی کیا	صحہ زمین سطح فلک	ہے شامل اہل مفا	صحہ زمین سطح فلک
خصمت سے ماہ صوم کی	بدلے بہت و فوق ہی	عید آتے ہی کچھ اوتار	صحہ زمین سطح فلک
بے عید کا سامان چو	آئینہ ہون پست بلند	اکر صاف اے باد صبا	صحہ زمین سطح فلک
ہر فرد اک خورشید	خورشید کہ یہی عید ہے	ہے کس قدر رونق فرا	صحہ زمین سطح فلک
خوش جیسے آدم زہین	قدسی ہی سب لٹاؤین	بے عید سے کیا نقصا	صحہ زمین سطح فلک
یہ سبز سبزے پئے	رنگ آسمان کا اخضر	تخت زمر و کا بنا	صحہ زمین سطح فلک
یہ سبزے کی رونیدگی	اندھے بالیدگی	ہر برگ بڑ بکر ہو گیا	صحہ زمین سطح فلک
اسمین کہلے گلہاتے	اسمین ستارے جلوہ گر	ہے اک باب ما خوشنا	صحہ زمین سطح فلک
ہر رنگ سے گل کا دف	تو غفرانی سے شفق	عشرت فراغت فرا	صحہ زمین سطح فلک
بے خوشہ گندم بہان	ہے خوشہ پروین ہان	سامان کیا کیا رزق کا	صحہ زمین سطح فلک
دربار آصف جاہ ہے	روشن جمال شاہ ہے	جلوے جسکے ہر گیا	صحہ زمین سطح فلک
فرش مقیش سے عیا	اک چاندنی کا سامان	ہے آج کیا کیا خوشنا	صحہ زمین سطح فلک

رشن بن فشری جلازم	عقد ثریا ہے اُدھر	پر نور اک اک سے ہوا	صحن میں سطح فلک
مسند نشین ہے باوشہ	ہے شامیانہ رشکِ مہ	کیونکر نہ اترائیں جلا	صحن زمین سطح فلک
ودشاہ کا نور نظر	پر تو سے جسکے سرب	شمس الضحیٰ بدر الجہا	صحن زمین سطح فلک
بحرِ کرم ہے موج پر	سلطان کا طالع اوج پر	کرتے ہیں فخر اسکا بجا	صحن زمین سطح فلک
اسکو تہ ممکن تخت سے	اسکو تعلقِ بخت سے	تہ و حقیقت ورنہ کیا	صحن زمین سطح فلک
محبوب سلطانِ کن	ہے ظلِ ربِ ذوالمنن	پر تو سے جسکے پر ضیا	صحن میں سطح فلک
مطلع مضمونِ سبع	اک لکھون با شانِ سبع	جسپر ہوں شیدا و فدا	صحن زمین سطح فلک
مطلع ثانی			
چمکا فروغِ شہ سے کیا	صحن میں سطح فلک	اب ہے چین مہ لقا	صحن زمین سطح فلک
اول تو تیرا تہ	پہر اسپ تیرا حوصلہ	اتنا بڑا جہتِ بنا بڑا	صحن زمین سطح فلک
اسپر تر نقشِ قدم	اسپر ترا خطِ علم	کیسا نگارین بن گیا	صحن زمین سطح فلک
یہ تیرے گوبر کے لئے	وہ تیرے اختر کے لئے	اسوا سطرے پیدا ہوا	صحن زمین سطح فلک
گوبر کی اسمین آج ہے	اختر کی اسمین آج ہے	روشن میں اپنی اپنی جا	صحن زمین سطح فلک
بدخواہ کی ہر تاک میں	ملکر ملائیں خاک میں	ہیں گر چہ ظاہر میں جدا	صحن زمین سطح فلک
قبرِ عدو ہو اسمین گر	سپر گرے وہ ٹوٹ کر	پاتے نہ کیوں ٹھونا	صحن زمین سطح فلک
منظور ہو گشتِ اکو	پسین سپر بدخواہ کو	ملکر برنگِ آسیا	صحن زمین سطح فلک
شاہِ دکن کی نیکیاں	لکھی جائیں بے گمان	گر صفحہ ہو قوطاس کا	صحن زمین سطح فلک

یون شہ کا قباوت ہے	یون کی پین پٹھان ہے	جیسے سرا برو ہوا	صحن میں سطح فلک
دستِ کرم ہر زلفش	بختِ بسا اختر نشان	ان ولتوں نے بہر دیا	صحن میں سطح فلک
گم ہو گئے مفسی	محتاج ہیں میں ابغنی	کیونکر ہوں بے برگ و ثوا	صحن میں سطح فلک
دستِ سخاوت دیکھ کر	پہیلا ہولہ ہے کس قدر	ہر دامن حرص و ہوا	صحن میں سطح فلک
اس دم میں قلت کہاں	ہے جا بجا اس زمان	رہتے ہیں تاثیر شفا	صحن میں سطح فلک
آب ہوا کا ہے اثر	پہیلی ہر حرکت کس قدر	خود میں اشارات و شفا	صحن میں سطح فلک
عالم میں تیر خج بیان	آخر سمانگی کہاں	کیا بڑھ گئے ہو گاچو گنا	صحن میں سطح فلک

تعریف اسپ

وہ شپ چالاک ہے	بجلی سی حکمی پاک ہے	اک آن میں طم کر گیا	صحن میں سطح فلک
جب گرم ہو تیر سمنند	اڑ جا کب پٹ بلند	ہے اسکے آگے چیز کیا	صحن میں سطح فلک
گشتِ سمنند باد پا	گر ہو نہ دم میں جا بجا	بیکار ہے کس کام کا	صحن میں سطح فلک
فصل سم تو سن یہاں	ظاہر نہ ہو ہر وہاں	روکش ہو کیا کیا دیکھنا	صحن میں سطح فلک

در تعریف منیل

ہاتھی بھی سیار و منند	اسپیرٹاری ہی بلند	نیچا ہوا اونچا ہو ا	صحن میں سطح فلک
یہ سرخ و دی فوج کی	جس وقت عکس افکن ہوتی	مانند لالہ کہل گیا	صحن میں سطح فلک

صحنِ مینِ سطحِ فلک	آپس مین اکثرِ ملک	لشکر سے ایسی گڑبڑ	مشقِ قواعدِ جہتِ بی
صحنِ مینِ سطحِ فلک	چڑا ہو یا رب تا کجا	ہر چرخ تک پہیلی ہوئی	خاکِ عجبِ رعبی
صحنِ مینِ سطحِ فلک	مثلِ شفقِ رنگینِ ہوا	کیا جوشِ نینِ ہر چارو	نوارِ خونِ عدد
صحنِ مینِ سطحِ فلک	باندھا کر یگانا کجا	تأثیرِ کرحقِ سطلب	دیکھو عالمِ داغِ آب
صحنِ مینِ سطحِ فلک	جس نور سے پیدا ہوا	اُس نور کا سایہ ہے	ایجاد شدہ سیرِ شرے
صحنِ مینِ سطحِ فلک	تیرے ہوں غرِ ظلِ خدا	آئے نہ ناگردنِ خلل	ہو برعِ مسکونِ غفل
صحنِ مینِ سطحِ فلک	پھیلا کے دامنِ نبیِ دعا	حاصلِ دامنِ انوارِ ہون	زر کے یہاں انبارِ ہون
صحنِ مینِ سطحِ فلک	اسکو ہود و زخ سے ہوا	انگڑے برینِ چرخ	سیرِ سر سے بدخواہ کے
صحنِ مینِ سطحِ فلک	بن جائے یا رب دوسرا	دشمن کے دو دوا ہے	خاکِ تن بدخواہ سے
صحنِ مینِ سطحِ فلک	ہو زیرِ حکمِ بادشاہ	ہو دور دورِ شاہ کا	اس شش جہت میں باغیا
	یہ سلطنتِ قائم رہے	یہ بادشاہِ دائم رہے	
صحنِ مینِ سطحِ فلک		جب تک ہیں حاجتِ روا	

قصیدِ مدحیہ و تہنیتِ عہدِ اصفہانی بنامِ اعلیٰ حضرت بندگا نفا مت خاصہ پور نور و ستم
 دورانِ فلاطونِ زمان سپہ سالارِ مظفر الماک فتح جنگِ السلطان ابن
 السلطانِ میجر بوب علیخان بہادر نظام الملک اصفیاء خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

جلوہ شاہ معنی نظر آ یا ناگاہ

شب کو مینِ منکر مین تھا خلوتِ خاوت گناہ

بارک اللہ زجے حسن دل ہو پتا ب
 زنگہ رنگ پنا میں گل وریحان جسکو
 اُس پیکرہ خوش انداز کا وہ حسن و جمال
 غمزہ وہ تیر کہ پنچیر ہوں ترکان بہن
 عشوہ وہ اک مولد ذر نہیں جس کا
 شوخ گفتار کہ بلبل ہی کہے صل علی
 بانکے انداز سے کیا ترچہ ہی ادائیں کش
 سرو و شمشاد و صنوبر سے ہی زیبا قیامت
 تن نازک کو گران ہو جو چوڑے باوصا
 نوک منقار سے لے فصد رنگ گل بلبل
 رخ پر نور وہ روشن ہو کہ جسکے آگے
 اللہ اللہ وہ تجلی ہو رخ روشن کی
 دولت حسن کی کرتی ہیں حفاظت زلفین
 اُسکے عشق رخ پر نور کا دل شاہد ہے
 اُسکے خوشبو سے معطر ہے دماغ دل و جان
 شوخیوں میں وہ شرارت کہ ابھی توبہ
 ترک چشم آگاہ جناسد زہیے یا ترک فلک

خوش آمد خیم جلوه کہ ٹہیر سے نہ نگاہ
 نور وہ نور کہ پہونچے خیمے بہر نہ ماہ
 خور ہی جسکو کہے دیکھ کے ماشا اللہ
 عشوہ وہ سحر کہ تخی ہوں گردان ہوا
 غمزہ وہ تیغ جہاں نور نہیں جسکی پنا
 تیز رفتار کہ محشر ہی کہے بسم اللہ
 ہو گیا گوشہ ابرو سے طرف طرف کلاہ
 سرخ تر لالہ گل سے ہی قبا اور کلاہ
 چہرہ صاف ہو میلا جو پڑے گرد نگاہ
 اس نزاکت کا ہو سودا اگر اسکو ناگاہ
 مہر تابان ہو تو اماہر حسین خالی سیا
 دیکھ کر سورہ الشمس پڑھیں اہل اللہ
 اس خزانہ کے نگہبان ہیں ہر وہ ماہر سیا
 اُسکے حسن نظر افروز کی آنکھیں ہیں گواہ
 اُسکے رنگ گل خراسان سے رنگین ہر نگاہ
 چتونوں میں وہ قیامت کہ عیا ذاب اللہ
 فوج ہر گان ہو کہ چنگیز کی خونریز سپاہ

نرگس شیم کی تخییر بعینہ حب و
 ساتھ لاکھ کے وہ سسی کی دھڑکی اُلس پر
 رخ پر نور ہے خورشید تو ابرو میں بلال
 دل کو اُس چاہ زرخدان سے وہی نشہ
 سامعہ اُسکی حکایت سے بشارت اندو
 نہ وہ جیسم نہ بیدر نہ بے مہر و غل
 ہوش افزا طرب افزا خرد افزا کیا کیا
 لطف و اخلاص و محبت سے نہایت رغبت
 مہربانی سے وہ دے اُسکو دلاسا کیا کیا
 اپنے ہا نوں سے بڑا اُسے اُسی جانب دین
 حور جنت یگر عالم اسباب میں ہے
 اُسکی شوخی وہ قیامت کہ جسے دیکھتے ہی
 سینے دیکھا جو یہ جلوہ تو نہ ہے ہوشن بجا
 متحیر متعجب متفکر ہو کر
 دلربائی کے سب اندازِ آدائین لکش
 زہرہ ہر یا ہے قہر برق ہر یا ہر خورشید
 زہیر لب ناز و آواز سے متبسم ہو کر

خط عارض میں سراسر اثر مہر گیا
 شفقِ شام شبِ وصل ہم سُرخ و سیا
 جو ہر فرد دہن ہر تو کمر تارنگا
 پہلے کرنے سے جو یوسف کو خطِ تہا چاہ
 باصرہ اُسکے نظارہ سے منور و نحو
 صاف چہرے سے ٹپکتے تھے وفا و دریا
 حیلہ و کمر و وفا تھے نہ جھائے جانکا
 کینہ و بغض و عداوت سے بغایت اکرا
 حال دیکھ کر کسی مشتاق کا اپنے جوتبا
 دستِ مشتاق پڑے گر کسی صورت کو تا
 وصل اسکا ہر ثواب و فراق اسکا گنا
 لوٹ جائے دلِ مشتاق ترپ جائیگا
 لب سے نالہ دلِ پیاب سے نکلی اکا
 لٹ گئے ہوش کہ یہ کون ہے یایا الہ
 اُس سے پوچھا کہ ترانام ہر کیا کرگا
 حور ہر یا ہے پری جلد بتا دے
 اُسے یہ مجھے کہا میں ہوں نوید و نوا

بخبر شجوخ و خبر یہی ہے کہ عید آئی ہے
 حج ہر کیا چیز یہ وہ چیز ہے وہ نعمت ہے
 نہیں عالمین خوشی حج کی خوشی سے بڑھ کر
 آئے ہیں مکہ میں بامبر سے مافرا کہوں
 حق تعالیٰ کو ہوا جامہ احرام پسند
 نیت عمرہ سے احرام کسینے باندھا
 شور لبیک کہیں ہر تو کہیں شغلِ رُود
 سنگ آسود کا کہی بوسہ کہی لب پہ عا
 گشت کرتا ہر کوئی تن کے صفامروہ
 رہتے ہیں چارون اماموں کے مُصلے آبا
 کوئی ہر دولت عتبی کا خدا سے طلب
 ظلمت پر وہ کعبہ ہے مگر سرِ چشم
 چلکے کعبہ سے ٹہرتے ہیں مینا میں شبکو
 فاصلہ کعبہ سے نو کوس کا ہر ماعرفا
 ظہر کے بعد سے ہوتا ہر دیاں خطبہ شروع
 مسجدِ مُرد لفظِ بین مینا و عرفات
 پڑھتے ہیں ساتھ وہاں آکے عشا و مغرب

عید حج کہتی ہر اس عید کو حسبِ حق اللہ
 مدتِ العمر کے ہو جاتے ہیں سب غلوگ
 کہ مسلمانوں کو دیتا ہے یہ دولت اسطی
 اہل اسلام کا کیا جو شش ہے اللہ
 ایک ہی وضع ہے درویش سے تاشا نشا
 اوپر یہ شوق کہ طح جلد ہو تعیم کی را
 بانگ پیکر کہیں ہر تو کہیں بانگِ صلاہ
 ہے طواف و کعبہ داخلے بیت اللہ
 کسی مشاق زیارت کی حُجُوم پر سے نگاہ
 ہوتے ہیں ورد و صلواتِ اظہیہ ہر شامِ پگاہ
 کوئی کہتا ہے مرے بخشہ ہے اللہ گنا
 ہوتی ہر اہل زیارت کی منور جو گاہ
 اور سوئے عرفات آتے ہیں پُرقت پگاہ
 اس میں نوا کہہ سے ہوتی ہے سوا خلقِ اہم
 عصر کے بعد سے لے جاتے ہیں خیمہِ خرم گاہ
 بہر حجاج ہر اکبات کی وہ طاعن گاہ
 اہل حج کرنے ہیں تحمید و مناجات اللہ

جب چلے مزدلفہ سے تو نماز میں پہرے
رجم شیطان لعین کے لئے کنکڑ مارے
شتر و دنبہ و مَرز فوج ہوئے ہیں تھے
قابل دید ہر بازارِ مس کی جہلی
ہفت اقلیم کے ہیں اطلس و دنیا موجود
حج کے ارکان و مناسک کی یہی تکمیل
یوں چلا قافلہ بطحے سے بسوئے شرب
دلِ شتاق کو یہ شوق کہ اڑ کر پہنچوں
آمد آمد کی خبر سننے ہی مہمانوں کی
غلُ بواصل علی صل علی کا پیہم
چاہتے روزنہ اظہر کی زیارت کئے لئے
چرخِ اخضر ہر کبانِ قبۃِ اخضر کا نظیر
کعبہ کرتا ہر طواف اسکا یہ ایسا ہر مقام
یہ مقام متبرک وہ ادب کی ہے جگہ
پہلے حمام کیلے پہر وہین بدلی پوشاک
مسجدِ اکملِ مُرسل میں ہوئے سب حاضر
تھوڑی دیر ہی اعلیٰ اور کل مزارِ اقدس

تین دن کے لئے ہوئی بڑوہی منتر لگا
 پڑھ کے لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ
 آسمانِ شفقی رنگ بنی متربان گنا
 اسلحہ اُمّتِ اشیائے فراوانِ لُحُو
 ہے یہ بازار کہ گلزارِ ہر رنگین سُرِ راہ
 کرتی ہر طوفِ حرمِ جا کے جو پہرِ خُلقِ تہ
 نغمہ سیرِ خوش الحان بنی جُدھی ان ہمارا
 مجھے پیچھے ہی رہے بڑھ نہ سکے ننگا
 رہتے ہیں لوگ مدینے کی سبھی چشمِ براد
 دُور سے قُبَّہ اَنُور کو جو دیکھا ناگہا
 پاک ہوا شکِ ندامت سے وضو کر کے گنا
 ہفتِ افلاک نہیں جسکے مثالِ اَشْبَاہ
 اسکے قدسی ہی مجاور ہیں ہے وہ درگا
 دل لرزتا ہے جہاں کانپتے ہیں پائے کُٹا
 سب بسے عطرِ مینِ جیسے عروسِ فُشا
 خاک اُس مَسْجِدِ اَنُور کی ہوئی زینِ جہا
 چادرینِ نور کی پڑتی ہیں جہاں شامِ مِکُنَا

واسطے تختِ نبی کے متقاضی ہو کر
 شانِ حضرت میں پڑ جانے پر مطلعِ مقبول
 فخرِ انسانِ ملکِ شہِ کونینِ پناہ
 ملک ہو ملک ہو یا کوئی ملک ہو کہ ملک
 ہر رخ و موے مبارک ہی کے پرتو کا
 قابِ توسین کا پایا ہر مقامِ عالی
 آپ کی ذات ہو وہ مادی دینِ ایمان
 آپ سا کون ہو عالم میں شفیقِ امت
 شافعِ روزِ جزا ہو وہی ذاتِ اقدس
 آپ کی وجہ سے ہر دولتِ عقبی حاصل
 نا تو ان کو قوی دل جو کرے آپ کا لطف
 صاحبِ علم لہٰذا واقفِ اسرارِ حنفی
 آپ ہی تو ہیں مددگارِ ملوک و ملکوت
 شاہِ دہ شاہِ سکندِ حشم و قیصرِ تخت
 شاہِ دہ شاہِ تہمتن تن و بزر و بازو
 شاہِ دہ شاہِ عطا پاش خطا پوش و شفیق
 آج دربارِ ویرِ بابرینِ سب حاضرین

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

دل نے جب مجھے کہلینے کہا بسلم اللہ
 سنتے ہی فرس ملک سب کہیں سبحان اللہ
 سیدی احمدِ محبوب و حبیبِ اللہ
 زیرِ فرمانِ محمد بن وہ ہے شاہِ نشا
 تاقیامت جو رنگا یہ سفید اور سیا
 اللہ اللہ یہ مرتبہ و رفعتِ جاہ
 آگئے راہ پر اسلام کے لاکھوں گمراہ
 کہ بیوا رہتی ہر مان باپ سے شفقت کی نگاہ
 بخشوا ئینکے وہی امتِ عاصی کے گناہ
 آپ کی وجہ سے فردوسِ نبا لغت گاہ
 لے اڑے کوہِ کوہی اپنی ہوا میں پرکاش
 حالِ کونین سے ہر قلبِ مٹھرا کا
 آپ ہی شاہِ دکن کے ہی تو ہیں پشتِ پناہ
 شاہِ دہ شاہِ فریدیون فر و حبشیہ کلاہ
 شاہِ دہ شاہِ فلکِ منزلت و کیوان جاہ
 شاہِ دہ شاہِ جہان پرور و آفاق پناہ
 شاہِ دہ اہلِ مسلم اہلِ سپاہ

مہج سلطان مین پڑون مطلع روشن ایسا

رشتہ خورشید جہا شتاب ہو جو غیرت

مطلع

خسر ملک و کن پادشہ نطل اللہ
مشتہری جاہ و عطار درستم و ماہ خدم
شان و وہ شان کہ بقصد مجھکے فرق نیاز
عدل و عدل نہیں جبین عایت مطلق
لطف و وہ لطف کہ ہون رام رمیدہ خاطر
غرم و وہ غرم کہ لے آن مین ربع مسکون
جاہ و اقبال کو ہر نطل سعادت سے شرف
جس قدر رنجت بلند اس قدر اقبال بلند
یہ فلاطون مان ہر تو اس طوئے مین
رو برو اسکے ہر سامان سکندر ایسا
چشم ہر نقش قدم شوق مین وارہتی ہے
نیزہ بردارون مین خورشید سے ہر نایار
یہ وقار در یہ تمکین یہ جمال اور یہ
مہر پر نور کہان اور کہان ذرہ خاک
ڈھونڈ کر تیر کی رنجت مٹا دیتا ہے

میر محبوب علی خان نظام صف جا
شاہ نور شید علم خسر و سیارہ سپا
نام و وہ نام کہ قربان ہوں خواہ غوا
بدل و وہ بدل کہ لاکھون ہوں خطا بحر فنا
خلق و وہ خلق کہ بدخواہ ہی ہوں نیکی خواہ
نظم و وہ نظم کہ عاشق کا بھی دل ہونہ تبا
دست امید کو ہے امن و ولت مین پنا
دل بھی اتنا ہی بڑا جتنا بڑا امن جا
حال روشن ہوا سے دیکھتے ہی نبض گنا
مختصر جیسے ہو درویش کا رخت بنگاہ
جب گزرتی ہے سواری تجمل سررا
چتر بردارون مین جہیں سے لیکر تاما
رؤ کشی اس سے کرے کب ہر مجال بدخوا
کوہ البرز کہان اور کہان جہشہ کا
اس لئے روز جلاتا ہے فلک مشعل

خیر خیرات سے انعام ہو جاگیرین میں صرف خاص اور ملازمین جو دیوانی کے قید ہر امر زبوں کی ہر بیا شک منطو ملح خافین پڑھوں مطلع ثانی کیا	چشم بد دور یہ سرکار ہے کیا عالی جا سب کو انتہا میں دن لٹتی ہو پرتی تھو اڑنے پائے نہ کہی ملک میں جھوٹی آوا سب کہیں اہل زبان سنتے ہی اک مرتبہ
---	--

مطلع ثانی

خون اعدا جو بہائے تری خونریز سپا جنگ اسکندر و دارا میں تو اعدیہ کہاں مانتے ہیں اسے بروم سے نا انگلستان چاند ماری نہ سمجھ جائیں اسے اہل تفنگ تین سے فوج ظفر موج کے کانپ اٹھے برق پہل ہر شمشیر سیاہ کا یا بال پری گروم معرکہ ہو تیغ شہنشاہ علم ضرب شمشیر سے ہر وقت لب لباب کہیں لگتی ہی نہیں کرتی ہر اک داہن اسکے جوہر کو وہ دیکھے نظر بد سے اگر خوف سے عجز سے لے دانتوں میں تنکا سنجر گم گرم سے ہو جاتے ہیں دشمن نے الٹا	وہ اٹھے موج کہ طوفان زدہ ہوشی ما ایک بازی کہ اطفال تہی وہ معرکہ گاہ یہ جبری اور یہ باقاعدہ ایسی ہے سپا چرخ ڈرتا ہے جو پڑتا ہر کہی مالہ ماہ تق گرد سے لشکر کے ہو گردا بر سیا حلقہ جو میر کا ہے یا حور کی جے چشم سیا اسد و ثور فلک کو نہ لٹے جاے پنا نالہ بانالہ ہو دما ز اگر آہ آہ آہیں سنگ سہی مانگتے ہیں اس سے پنا چشم آخر میں اتر آئے ہیں آب سیا رکھدے فقیر سر معرکہ قدموں پہ کلا اڑتے ہیں مثل شرفق شریر و جزا
--	---

کہے لا اَحُولَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ
 سایہ پڑ جائے جو انکارِ کافر ہو سیا
 بہاگ جائے اسیدِ چرخ بھی مثلِ دُوبہ
 کیا تعجب ہو جو مٹم ہو ہر اک برگِ گُیا
 نہ ملے اُسکو ترے بحرِ سخاوت کی قضا
 لکھدے جب سورہٴ اخلاص ترا کلک گُیا
 فیضِ فیران کے لئے سینہ ترا منزلِ گُیا
 مدعیِ خوارِ برہمن شاد رہیں دولتِ خوا
 والدے محکومِ کنارے یہ تری موجِ گُیا
 بے زبانِ مہ کی میری بھی بان سے کُنا

دیکھ کر صورتِ بدخواہ خودِ ابلیس لعین
 فیل وہ شامِ برن اور وہ شبنگِ ہیرا
 کان تک اُسکے جو پہنچے ترے اشقر کی پہل
 اثر اپنا جو کرے شاہ کی نیت کا پہل
 ماہیِ زیرِ زمین بھی جو لگائے غوطے
 کیون نہ مخلص ہو رعایا کہ ولو نہ لے
 نورِ ایمان کے لئے قلب ترا ظرفِ وسیع
 تنجیکِ مسعود و مبارک ہو شہا عیدِ سعید
 ظفرِ فکرِ مینِ آبِ غرق ہوا جاتا ہوں
 کس طرح اس کے ادا ہوں تیرے پورے اوصاف

داع کی ہے یہ وہ دعائیرے مساعِد ہوں مدام

بخت و اقبال و چشمِ سلطنت و دولت و جاہ

قصیدہٴ روحِ نوبِ سکندِ جنگِ اقبال اللہ لہ قدا الملک و قدا الامر بہا دام اقبال



اقبال جہانِ جہانِ اقبال
 ہے روحِ دروانِ جانِ اقبال
 ہے رونقِ خاندانِ اقبال
 پیدا ہوا اگر زبانِ اقبال

نواب ہے تونشانِ اقبال
 اقبال اللہ لہ نامِ آؤ
 ہے زینتِ خاندانِ شکرت
 تیرے ہی نصیب کی قسم کھا

مقامِ ازل نے روزِ اول
 وہ دیکھ لہیں تیرا مصحفِ رُخ
 پیشانی اگر ہے آسمانِ قد
 دیدارِ امیر ہے فرجِ بخش
 ہاتھ آئے نہ کیوں گلِ تمنا
 اسکندر و جم کا سرِ چنگ
 چٹکی میں تری خندِ گُہرِ نضرت
 تو گوہرِ کانِ سرورِ ہی ہے
 دیکھا تجھے جسے بول اُٹھا
 کہتے ہیں اسے قرآنِ سعید
 القاب ترا جو ہم عدد ہے
 دارِ ہے کہاں کہاں سکندر
 آنکھوں سے پیہ کا تباہِ اعمال
 کرتا ہے مطیع سرکشوں کو
 چرچا ہے ترا زبانِ نابیر
 گر جا نہ ز رہے تو ہے پیکا
 جسے ہے گرانِ قار کے پاس

بخشِ تجھ ار معانِ اقبال
 لیں فالِ جو کتبہ دانِ اقبال
 خطاُ سپہ ہے لکشاںِ اقبال
 سمرت میں میسناںِ اقبال
 گلزار ہے بوستانِ اقبال
 سرورِ تر آستانِ اقبال
 سہی میں تری کمانِ اقبال
 تو اخترِ آسمانِ اقبال
 کہتے ہیں اس کو شانِ اقبال
 تجھے جو ہوا تہِ رانِ اقبال
 خوشحال ہیں تر جانِ اقبال
 ہو جائے اب امتحانِ اقبال
 ہیں تیرے نگا مبیاںِ اقبال
 سرکار کا قہر مانِ اقبال
 ہر لب پہ ہر داستانِ اقبال
 جتنک نہو طیلانِ اقبال
 قیمت میں گرانِ کمانِ اقبال

ہشیا رہے پاسبانِ اقبال	کیون ورنہ بہانے اس سے ادا با
اقبال کرے زبانِ اقبال	لاکھون تری ہی بندگی کا
اللہ کرے امتحانِ اقبال	اکسیر ہو خاک کو جو چو لے
نچخیر کرے سنانِ اقبال	بد خواہ جو ہو ترے مقابل
گو یا ہے اک آسمانِ اقبال	ایوانِ رفیع و سعد و فخر
کس اوج پہ ہے مکانِ اقبال	کہتے ہیں فلک نما اس کو
معسور ہے اصفہانِ اقبال	اس کو ہر اس قدر عمارت
ہر صحنِ مکانِ چہانِ اقبال	ہر ایک ستون ستونِ ثروت
قابو میں رہے غمانِ اقبال	اسے ست ہسوارِ آشہب جا
ہے فضلِ خدا ضمانِ اقبال	اقبال ہے لازوال تیرا
کچھ کہتے ہیں راز دانِ اقبال	اقبال کی دیکھ کر ترقی
آراستہ ہو جو خانِ اقبال	کوئین کی نعمتیں ہون موجود
یہ نعمتِ جاودانِ اقبال	تا دورِ فلک رہے میر
دیکھ نہ کہی خزانِ اقبال	اللہ کرے کہ تاقیامت
ہر آن سوا ہو شانِ اقبال	اقبال ترا ہو روزِ افرون
شوکت ہو عینِ بیانِ اقبال	یاور ہو غوغا مثلِ آتش
دولت رہے تو آمانِ اقبال	ہمت رہے ہمغانِ دولت

<p>یوں طول کرے زبانِ اقبال تیرا ہی تو باغبانِ اقبال آباد ہے خانانِ اقبال تین کیا جو کروں بیانِ اقبال تو سر پہ ہے سائبانِ اقبال محبائے جو ایک آنِ اقبال نواب کا بادبانِ اقبال گیہان و خدا یگانِ اقبال پہو لار ہے گلستانِ اقبال دن رات ہو دو دمانِ اقبال</p>	<p>سو پست بہ پست ہو آمارت ہے باغ جہانگشا تا زگی بخش دنیا میں ترے ہی م قدم سے محتاج بیان نہیں تھے وصف گر زیرِ قدم ہے فرشِ دولت برسون کی مٹا دے کلفِ زمین ساحل پہ لگا دے میری کشتی زیبا ہے اگر تجھے کہوں میں اولاد کی تو بہت رو کیے روشن مند و مہر سے فزون</p>	
	<p>حاصل ہوا ہے یہی دولتِ بخشش یہ باغ ہے مدحِ خواںِ اقبال</p>	
<p>دیوانِ مشابہ باغِ اقصاء یافت</p> 		



تقریظات دیوان مہتاب داغ از ساج انکار سخن طرازان

عالی دماغ بحساب حروف بھی

تقریظ از طبع وقاد جناب سید وحید الدین احمد صاحب

بہ بخود تخلص دہلوی شاگرد حبیب مصنف

<p>کون ہے دو جہان میں ایسا کسے میدان شاعری مارا لابق مرح شان ہے کسکی کسے مضمون نے نکالے میں یون بڑائی ہے کسے شان سخن آجکل کسا نام ہے ایسا کسکے حصہ میں آج یہ فن ہے کسا سکھ دلون پہ ہے جارخی کسا مضمون ہے برتر و عالی کسا ایسا کلام رنگین ہے کسے اپنا بنا لیا سکو اگلے لوگوں میں تہی بیہت کہاں جو خلاف اس زبان کے جانا دموم اہل سخن میں تہی کسکی شاہ آصف نے کسکو ناہر جانا جو نہو بتاؤں اُسے اُسکا چہ پتا ہے تیسرا دیون لوگ معجز بیان کہیں جگو میرے استاد انگر کے آگے</p>	<p>مانتا ہے جسے بڑا چوٹا کسکا بخت ہے آجکل کا مستجاب زبان ہے کسکی کسے سانچے میں شعر ڈالے میں لوگ کہتے ہیں کسکو جان سخن کون شیریں کلام ہے ایسا کس سے دلی کا نام روشن ہے زخم کسا جگر پہ ہے کاری کسے پائی زبان ٹھکالی جو حسین ہے وہ جو حسین ہے کسے دل سے بہلا دیا سکو اُسکو مانے ہوا ہے ایک جہان اُسکو اہل زبان نے کب مانا ایسی شہرت و کن میں تہی کسکی آج کسکی طرف زمانہ ہے نام استاد کا سناؤں ہے آج جو خسرو سخن ہے یہاں خضر ہندوستان کہیں جگو ہو جو عرفی بھی تو قلم رکھدے</p>
--	--

برقِ ایمنِ بیاضِ نامہ ہے
 کیا پچھن حاسدانِ خستہ جگر
 سخت دشوار ہے امانِ پانی
 تے والے کا ہوشِ پُران ہے
 اسکو دیوان کون کہتا ہے
 ماہِ کسے دل میں داغ ہے اِکھا
 مہتابِ سخن ہے یہ دیوان
 ہے ترا نمل لبِ معنی کا
 شاعر و ن کے لئے وثیقہ ہے
 اک جہان اس پہ جان دیتا
 اس کی شوخی کا مبتلا ہے کوئی
 ایک رنگینوں پہ مرتا ہے
 کوئی مظلومِ جان دیتا ہے
 گرم مضمون کو کوئی سنتا ہے
 ہے کیسی زبان پر نال
 کہیں معشوق کی زبانی ہے
 شاہِ فیصل کا بیان ہے کہیں

لسترا فی صریر خاصہ ہے
 کلک کیا سنانِ ہین جو ہر
 ہے سیاہی میں تیغ کا پانی
 نقطہ نقطہ میں نکستہ پنبان ہے
 یہ فصاحت کا اک صحیفہ ہے
 مجہدین اسکے نام پر ہین وندا
 آفتابِ سخن ہے یہ دیوان
 ہے یہ نوشتہ عروسِ مغنی کا
 لبِ زاہد پیچہ و طیفہ ہے
 جکو دیکھو وہ اسکا شید ہے
 طرزِ گفتار پر وندا ہے کوئی
 سادگی اک پسند کرتا ہے
 کوئی مقطع پہ پیٹ لیتا ہے
 کوئی پڑہ پڑہ کے سر کو دہنتا ہے
 ہونٹ پر ہے کیسے تجنل
 کہیں گدڑی ہوئی کہانی ہے
 غمِ فرقت کی داستان ہے کہیں

شکر و کبک کہیں گلا دیکھ
 شکوہ جو رپا سبان ہے کہیں
 کہیں غیروں کی کچھ نکایت ہے
 شکر کرنا کہیں شکایت کا
 تذکرہ ہے کہیں رقابت کا
 شمع و پروانہ کا بیان ہے کہیں
 کہیں صیاد کے ستم کا بیان
 کہیں کچھ کہے جھٹ پلٹ جانا
 کہیں معشوق کی طرف داری
 کہیں چٹکی جگر میں لے لینی
 کام اک بانگین کا کر جانا
 کہیں تہمت کا اپنے سر لینا
 کہیں دشمن سے بات کر لینی
 کہیں اپنے سے بھی بگڑ جانا
 کہیں جنت کے نام پر مرنا
 کہیں توہین بادہ خواروں کی
 کہیں صحرا سے باغ کو جانا

عاشقانہ معطلی دیکھ
 ظلم افلاک کا بیان ہے کہیں
 کہیں قیمت کی بھی شکایت ہے
 کہیں رونا ہے دردِ فرقت کا
 ذکر ہے کچھ کہیں محبت کا
 گل و بلبل کی داستان ہے کہیں
 کہیں بیداد آسمان سے فغان
 کہیں شکوہ زبان پر لانا
 دل بیتاب کی کہیں خواری
 کہیں چپتی ہوئی سی کہہ دینی
 خود کہیں سادگی سے مرجانا
 کہیں شکوہ پہ اسکو دہر لینا
 کہیں مٹی پلید کر دینی
 اور ناصح پہ منہ کہہ آنا
 اور کہیں حور سے حذر کرنا
 اور کہیں مدح میگاروں کی
 کہیں گلشن سے دشت میں آنا

<p> کبھی چہ یار یا د آجانا در و فرقت میں رشک سے مرنا اور کبھی ہجو وصال یار کی فکر اور کبھی اُس سے رشک کی تہین کبھی اپنے سے بد گمان رہنا اور کہیں راہ سے بھٹک جانا گھایاں کہا کے دل کہیں دینا راز الفت کہیں نہاں کرنا طرزِ وحشت نئی دکھا جانا کبھی کچھ ساربان سے گفت و شنید کہیں یوسف کی وہ خریداری اور کبھی قید زلف سے دل شام وعدہ حشر کی امید کہیں دہکیمان ہیں کہیں قیامت کی کبھی محفل میں اسکی جسم جانا اپنے مطلب کی کچھ سنا دینی کہیں رونا کہیں رولا، سینا </p>	<p> کبھی جنت میں جی کا گہرا نا گل و مہبل پہ مگر نظر کرنا کبھی ناسازی مزاج کا دکھ نامہ بر کی کبھی مدار تین کبھی مرگان کا خون چکان ہنا راہ بر سے کبھی بھٹک جانا جان دیکر بھی بوسہ لے لینا کہیں ارمانِ دل بیان کرنا حسن لیلیٰ پہ مٹہ کبھی آنا کبھی مجنون کے حال کی تقلید کہیں الفت کی گرم بازاری کبھی زندانِ مین نالہ و فیراد شوقی دیدار کو نوید کہیں شوخیان ہیں کہیں جو آفت کی کبھی کوچہ میں اسکے کیم جانا بات اسکی کبھی اوڑا دینی کہیں ہنسنا کہیں ہنسا دینا </p>
--	---

کہیں تعریف ظلم کی کرنا
 وصل اُنکے خیال سے گا ہے
 کہیں نالوں سے ہوش کھو دینا
 کہیں ممنون لطف بچہ کے
 یا دشوخی میں بیقرار کہیں
 کہیں تکرار کا مزا لینا
 کہیں توحید کا بیان کرنا
 دیکھ لینا وہ ہر کہیں اُسکا
 کہیں تشبیہ ہے مثال کہیں
 کہیں اوستا و ذوق کے انداز
 کہیں جزائے ڈھنگ ہیں سارے
 کہیں اندازِ میسر و مؤمن کا
 حمد میں خوش ادبیاں کہیں
 دین و ملت کا ہے کہیں جہگڑا
 کہیں تجنازہ میں چلے جانا
 کہیں معجزہ نہا کا تھا کہیں
 کہیں زخموں پہ ہے لیتیں چمن

کہیں اپنی وفا کا دم بہرنا
 ناامیدی وصال سے گلے
 اور کہیں بکیسی سے رُودینا
 ذکر چھوٹے کہیں خوشامد کے
 جبر پر ہی ہے خستیاں کہیں
 لستہ افی کہیں سنا دینا
 غیر پر یار کا گان کرنا
 کہیں اپنے پہیے میں اُسکا
 عاشقانہ ہی میں خیال کہیں
 طرز غالب کہیں پر راز و نیاز
 کہیں سودا کے رنگ ہیں سارے
 اور پر خاص طرز سب جگہ
 نعت میں گلِ فشان زبان کہیں
 سدا ہے کہیں قصوف کا
 کہیں کعب میں اُسکو دیکھ آنا
 سحر چشمہ بانِ حلال کہیں
 کہیں نازہ ہے داع کا گلشن

کہیں فصل بہار کا ہے سما	اور کہیں جلوہ گر ہے صاف خزان
کہیں دامنِ کمال پر نچین	کہیں ذکر الفت شیرین
کوہن کا لکھا ہے حال کہیں	پیر زان کا ہے اور جاں کہیں
اسطرح کی کوئی کتاب نہیں	سر سے پانک کہیں جواب نہیں
جتنی غزلین ہیں بے مثال ہیں سب	جتنے مضمون ہیں ہر حال میں سب
جو رباعی ہے لا جواب ہے وہ	جو قصیدہ ہے انتخاب ہے وہ
کون ہے وہ جو مدح خوان نہوا	ختم بخود یہ وصف بان نہوا
ایسا جادو زبان نہیں دیکھا	یہ زبان یہ بیان نہیں دیکھا
سیکڑوں اس زبان پہ مرتے ہیں	مدح میں اسکی گل کرتے ہیں
کر سکے مدح جو زبان میری	اتنی تاب و توان کہان میری
بے پلاتا نہیں ہے کیوں ساقی	شکر تاریخ ہے ابھی باقی
لکھوں جو کچھ وہ انتخا لکھوں	اسکی تاریخ لا جواب لکھوں
میں صنعت رکھی ہے کیا سمجھیں	تخریج ہے جواب کا سمجھیں
کسے پایا ہے اسطرح کا دماغ	تیسرا یہ ہے کارنامہ داغ

تقریظ نکتہ فہم و نکتہ سرائے علی سید محمد شہباز علی صاحب دہلوی شہ صاحب

کہولی ہے کسے کا کل مشکین ایسی مہا
آتی ہے بوداغ میں مشک تار کی

حمد خدا کے سخن آفرین و نعت رسول حاتم السلیمین ایک دریائے بے کران ہے حسین
 بڑے بڑے شہنشاہوں کا دم پھول جاتا ہے اور منقبت آل کرم و محمّد ^{معدن} و اوصیائے
 ایک وادی بے پایان ہے جہاں خضر جیسا رہبر رستہ پھول جاتا ہے۔ مجھ پر پورے
 کہانیاں آج جو گوہر مطلب کو بہ مدد خواص و مکرر سے ہاتھ میں لاؤں یا جاؤں
 مقصود کو برسانی عقل رہبر پاؤں۔ الحق جہاں مسلم بالکل عاری ہے اور
 زبانوں پر یہ شعور جاری ہے۔

زلف حمد و نعت اولیٰ است خالک و خفتن سجود می توان کروں درودی می توان گفتن
 آج قلم کا دماغ ساتویں آسمان کی خبر لاتا ہے۔ اور کاغذ اپنے جامہ حریری میں
 پہلا نہیں سماتا۔ عروس بہار بصد شان رعنائی و انداز دلربائی مسند
 جلال چربلوہ افروز ہے۔ برنظارگی صورتِ زیبا بہرہ اندوز ہے۔ گوہر
 گراںمایہ سخن کے جوہریوں اور شمع زبان کے مشتریوں کو وہ زہرہ حسین
 شہرہ سنار ہی ہے۔ محاورہ چست پر مرنے والوں اور طلیق اللسانی کے
 دم بہرنے والوں کے دلوں کو ٹہہا رہی ہے۔ کہ ان ایام میمنت فرجام میں
 رونق ایوان سخن ناسخ دیوانہائے کہن روشن کنندہ دل و دماغ اغنی متباب
 داغ جو شہسوارِ عمدہ سخنور می شمع محفل بہر پروری بہار پر پائے گلشن معانی
 انجمن آراے بزم نکتہ دانی ناظم غذب البیان استاد می جناب نواب مرزا ظفر
 صاحب التخلیص داغ دیو کا تیسرا دیوان بلاغت عنوان ہے چپ کرتی رہ گیا

دیوان کیا ہے دیباچہ کتاب الف و لوح بیاض محبت ہے۔ قیلان خنجر ابر
 کے لئے بخشش کا پیام بسملان تیغ نگاہ کے واسطے مریم زخم التیام مہجور
 دل افکار کے لئے مژدہ آمد دلدار یاران بادہ گار کے واسطے شراب بے خار
 عاشقانِ دور از حبیب کے لئے قاصدِ صبارِ قنار۔ دوستانِ خوش نصیب کے
 واسطے آمد آمدِ فصل بہار۔ ہر مطلع مطلع آفتاب سے زیادہ نورانی۔ ہر غزل
 میں مضامین تازہ کی گل افشانی۔ ہر بیت بیتِ ابروے خوبان اور ہر مصرع
 رشکِ قدِ محبوبان۔ ہر شعر کا زلاؤٹہنگ۔ ہر بیت میں نیارنگ۔ ہر شعر
 فرقتِ زوگانِ دور از یار کو تسلی بخش پیام۔ ہر بیت مہمان کو نئے دلدار کو شرب
 مواصلت کا جام۔ ہر فرد و لطافت مضمون میں طاق۔ ہر شعر نزاکت میں شہرہ
 آفاق۔ شوخی اس انداز سے جھلک دکھاتی ہے کہ ہر شعر پر نکتہ فہمان معنی
 رس کی جان جاتی ہے۔ جسے کوئی مصرع سنا نہ دہنا خصوصاً عاشقان
 دل از دست دادہ کی توجان ہے غزل کی غزل و رد زبان ہے ایک طرف
 بندش مضمون واہ واہ کہواتی ہے۔ دوسری طرف سلاستِ زبان تڑپاتی
 ہے۔ کلام کیا عنبر بار ہے جسے دلی سے کلکتہ تک سبکو معطر کر دیا ہے
 شمالی ہند سے دکن تک ہر کہ وہ کا دماغ اپنی خوشبو سے بہر دیا ہے۔
 اعجاز کہون تو بجا ہے سحر مہری لکھن تو روا۔ مخمس کیلے پتہ خانی سے
 بھی زیادہ روشن۔ مدح ہر ہنر آرایش سے مزین۔ قصیدہ بلندی

شان و شکوہ سے فلک بے نقمین پر کراتا ہے ۔ ہر مصرعہ رباعی اپنے آپ کو
 بجائے خود ایک عنصر بنا ہے ۔ غرض اس صاحبِ کمال نے قلم توریڈ
 ادا کرنے میں شاگرد صاحبِ دیوان کر کے چھوڑ دیئے ۔ بہا صاحب ایسا کلام
 فصاحت و بلاغ پر مہیا ہے کہ نہ خربہ زاروں کا اثر و حام ہو ۔ ابھی جب تک بیل
 کی زبان پر نالہ و آہ ہے ۔ ہم شاگردوں کے سر پر سایہ اوستا و عطوفت
 پناہ رہے ۔ این دعا ازین و از جملہ جان آیین باد فقط

تقریر از سراج افکار جناب سید جلال عظیم آبادی عاشق کلام فردوسی
 شاگرد جناب موصوف مظاہر العاقل مقیم قصبہ بہمیر صلیع ممبئی

بنام ایزد بخشنیدہ بخت بشکر

اقرب ستارے گرامی نامہ مہتابی داغ کہ از آسمان نامی فرخیشوران فرخیشور فرزند آباد دانش پور
 کہن دستور زبان اردو جہان جہان اوستادیش راجستو کا لہ سنخوری را
 روشن روان ۔ نغمہ آموز نہاران گلستان ہندوستان کیوان ایوان
 روشن دل و روشن دماغ نواب مرزا خان داغ دہلوی ہستیش را ایزد برتر
 روز افزون گرداناد ازنگ شاگرد دانش سید جلال عظیم آبادی

ستایش ز داد و در سے کتم

بسمین ایام آن مے ناب ا

سز نامہ چون خامہ سے کتم

خدا یکہ مہتاب راتاب د ا

نمایان یکدماغ بر روی او
 بلند آسمان برین جانی او
 نه این دماغ تنها گزین خداست
 بگل تر تو شش باغ باغ آمد است
 تو گوئی دل ماه تابان شده
 از و آسمان راست آراشی
 چراغی بر فروخت بر آسمان
 خدا را که همت و مانا بود
 اگر مهر و ماه است گیتی فرو
 دور و دوسویست هنجار
 ز کیوان و جبریس و بهرام و تیر
 ز فروش و ار نوش و چار و شیخ
 و گر مهر چه از نیستی هست شد
 بدو نیک پیهم از و آمدست
 ستایش گرش نیک جانان
 ز به آن گزین جهان ازین
 هر آن کس نبزد خدا بهتر است

که باشد و را بسته نیکو
 یکے گردگان گرد پنهانی او
 همانا که مهر نگین خداست
 دل ابله دل دماغ آمدست
 ز خیر بجا و ز نمانان شده
 و زو این جهان راست آسایش
 فروغش فرو زنده روی جهان
 بنا بود و نیها توانا بود
 یکی را شب آمد یکے راست رو
 یکے بهر چالش یک آرام را
 ز نامه یزید بنده چرخ پیهر
 ز تری و خشکی و کوه و جلج
 و فرمان او بر تر و پست شد
 اگر چه بداد نکو آمدست
 نیایش گرش بر دل روشنست
 ز ساد از آسمان برین
 تا بنمبر با شمی که بهتر است

نخجہ ماہ تابندہ بزمین	کہ خاش بوسہ سپهر برین
زمین خاکبازیت خریش را	نہم حیح جاے بزرگیش را
چہ اور استائی تو ای خود سکا	بدشوار را بے منہ پیش پاے
تو موسیٰ نئی ہے کہ باہوش باش	زبان بگیزند خاموش باش
پراگندہ شید پیچ دستار ما	ز پر کار افتاد پر کار ما
دور و از خداوند گہبان برش	بود فسرہ ایزدی برش
بیاران و برپیران سترگ	بر آن نامبر دار تخم بزرگ
بمانا و آن سیایہ پایدا	کہ پیغمبر از ابد از کردگار
تماشاے خوابیدہ رہ و لکشت	شب ماہ شبذیر اندن خوشا
کشیم زباز را برنگ نوی	دری اندر و گوئی پہلوی
ببخشم جہاز را ہم از پنج گنج	کہ شادی گدراست شہراست رنج
بیا عربت ماہ پیکریا	کہ از رنج و اندوہ گردم ہا
چانی بیا سادہ چرکار من	بہ پہلوے من آے و شو یا من
یکے بلبلی از سہ ارغوان	بدہ تامل سپہ گرد و جوان
چو بیم مے و ماہوش را بگام	نختین خورم بوسہ پستری جام
چو پیہم بدست تو ساغر خوم	ز سوز کیان و کعبہ داوم
سیہ ستیم دور دارد ز رنج	یک آسایم اندر سراپنج

تراشیده ام خامه از مشک بید
 ز خوبان بندی و ترکان چین
 ز بالابلند ان افغانیان
 ز نازک نهالان باغ فرنگ
 هم از سرو سیمینه شیرازیان
 کنون نام بُردن ز بی اگهی است
 نمائند ز باغ جهان بابیشت
 که مهتاب داغست مینو سرشت
 بهشت اندرون کاخهای بلند
 سراسر همه رنگ و بوی و نگار
 بگرداندرش باغهای پربار
 خیابان خیابان گل و سمن
 خزان اندرین باغ ننهاده پی
 شگفته هوا بشگفتا ندیده
 بهر سوز جوئے و انگبین
 نه در روز تابش نه شب تیرگی
 کس را که هست اختر ارجمند

نویدے بامید واران نوید
 ز دوشیزه دریدک نازنین
 ز خوشرو جوانان ایرانیان
 ز رومی پر یزادگان شوخ و شنگ
 ز طغ زکشیر و از تازیان
 و گرنه و چشمان بربش تھی است
 نگه کرده باید بدین خوب و شیت
 همانا به از است خرم بهشت
 که از گرم و سردش نیاید گزند
 پرستار مهر و هزاران هزار
 ز گلبن هزاران بر آن صدر
 چمن و در چمن لاله و فتن
 که اُردی بهشت است اینجا ندیده
 ز هر رنگ گلها و ماند همه
 لبالب بدستربان سنگین
 جز چشم پوشیده از خیرگی
 نه دار و نه آخته نه بخت نبرد

سرود کو تماشاے مینو کند
 چه خوش گفت گوینده در رزم سو
 جهان این پری را خریدار شد
 فروخته گیسوے او از سرست
 سفیدست گردن چو دندانِ پیل
 به پیشانی ماه را بوسه گاه
 ورم ابرو دانش که پیوسته است
 چه مرگان سناها برافروشته
 سیاهانِ خونی و چشم سیاه
 ز بینی دودبالاست خونی و پیش
 چنان گوش ز آذینه گوش او
 رخانش ترو تازه چون لاله زار
 دلباش یکے جام پر گوهرست
 ز خندان چو خوشترنگ سبب بهشت
 چگویم بر و باز دے و دوش او
 نگارین هم آن نجبه نازنین
 دو پایش بچشم و دل دوستان

وزان پس بدیدارشان خو کند
 چه نه نیز و بیک موے جو
 چه گویم چنان گرم بازار شد
 سرایش مشکین پزند اندرست
 نمایان یکے فرسخ از دو میل
 گدرا کند بوسه اش بادشا
 تو گوئی دو سنجر یکے سته
 هنر بران از و روے برگاشته
 ستاره بریزد تیرنگ
 ازین رو گوید که چنینش
 همه ریزد اختر باغوش او
 لبانش شگفته گل اندر بها
 هم از شاخ طوبی زبان کیست
 گلویش خوش آواز ایزد شست
 جوانی زند جوش آغوش او
 خوش آئیده گلده سته فردین
 نماید جو سرو اندرون بوستان

چو تکل بهشتی ست بالاے او
 چنانش جهان آفرین آفرید
 بکارش بسا سال پرداختند
 خوش آنکه یوسف بزر میخند
 گداز دل و سوز و ساز منش
 اباسو گوارش خوش آینه تر
 یکے مرده آوردم از بوستان
 که این نامه نامبر وار گنج
 ز پرگار استادمرد کهن
 ز باندان آسیم روشنیون
 بهوش آور و پیکر بهوش را
 خدایش که چالاک چیست آفرید
 که مستور اردو زبان است
 بخوانند نواب مرزا
 سخنور بخوانند استاد داغ
 خدا از جبهه ش چنان آفرید
 هم از تخمه مرزبان زاد آست

ز بالا بلند ان نه همتاے او
 که کس در جهان سپح نشنید دید
 سراپا ز ناز واد ساختند
 خرنده بجان و بر سر میخند
 بصد سو گوار می سو سر نش
 که مهرش بهمانست پائیده تر
 برآمد امید دل دوستان
 فراهم نموده به بسیار ریخ
 سر انجام شد کار این انجمن
 بهین پیشوائے سخن پروان
 ز کمرسان و دلاگری گوش را
 ز بهوش نخستین نخت آفرید
 زمینش بلند آسمان آست
 بر راء دشوار اندیشه را
 دماغ خرد را بدانش چراغ
 نگون شد سرش هر که زو کشید
 جوانمرد و خوشنوی و آزاد آست

نژادش پدر بر پدر نامدار
 بگیتی ز نام و نشان روشنست
 ز شیوایی بدست گذاشت
 که از بیم دریای کولاک زنا
 بر دمی گتا و ربر انگخته
 جهان ز خاشاک و خس سوخته
 چه گل گل شگفت ست گلشن آرد
 از و میرزا سیر زانی بماند
 و زو میرزا دست فرزانی
 از و نام منظر هویداشت
 هم او نازش خاندان نصیر
 چو دیدش سخن راست و پرچم
 چو گلبرگ و اغش که بدشید
 تاراج رفت ز آشوب بپند
 و ریغاکه سر مایه ناز و ذوق
 از آن پس بگفت ست گلزار غ
 و گر آفتاب با داغ نام

نهادش بخوبی خند او ندگا
 تهن تن است و بدل بیرونست
 نه آید تهر نه جید تهر نه تید هر بدست
 گریز و بار اندرون کر گن
 که از ریخت سنگ ریخت
 چراغ دله را بر افروخت
 و زو آرزو دله آرزو
 که در نامه اش دلکشانی بماند
 و گرنه چه بود بیدارنگی
 و زو در درانام پیدا شد
 هم او روکش شاه استاد پیر
 بنارید خافتان هندی بد
 سخن باغ باغ اندرو پر بهار
 نشانش پیدا به بنگال و سند
 نهان شد چنان گشت اینا زوق
 که راه سخن راست روشن چراغ
 که خورشید خشنده اوران غلام

بر فراز آید از کلبه او
 کنون این مه آسمان جایگاه
 بگردند گردون بگردش
 خدایش نگهدارد از چشم بد
 درین نامه گوئی روان گرد است
 به افرنج و جرمش خرم است
 ز به اوستا سخن آفرین
 بهر رنگ بهر رنگ آمد
 به اختر اگر خرد چرخ پیر
 چو تار گردد شهر یار دکن
 که از خانه پروردگان کنش
 که این تا چه شاه است اوستا
 در آن آتش رشک میخستند
 بصدگر پزی دیده باد و ختن
 چو کچند ز یگانه شد روزگار
 درآمد به بخشایش بے نیاز
 همه سرشان تا خمیدند سر

شد از مال بلبلان نگ و بو
 کلاهش نغور شد تختش
 در خشنده اختر بر اندرش
 پناهش دادار یزدان رسد
 که این جسم آباد میخوشت
 کرد دانش آموز شد هر دیا
 نگارش بود رشک از گن چین
 کجا ز هر دندانش سنگ است
 بسرمایش دشت ناکرده گیر
 یک چشم بکشا بکار دکن
 کشاده زبان از دینش
 اگر چند باشند با فروجه
 دمان دریده نه میخستند
 یک آتش فتنه افروختن
 برآمد از ان روسیا هان ما
 نیایش کنان سرکش سرفراز
 ستایش کنان دست بر نیاید

ز نالغستنیها بیک سوشند
 از آن لیک شسته فرو پایگان
 ز بد دست هر چند برداشته
 دم عیسوی را شمارند باد
 ازین مدت کز سبلی روزگار
 بزرگی و دهر هر کرا کردگار
 چه خوش گفت آموزگار این سخن
 بزرگی سراسر بود و داد و
 ز به داغ چرخ برین جائے
 بهتر اے آواز ه کوس او
 بدان از در فریبی رانده اند
 به بد گفتن چپند بد گوهران
 ستایش سگازا بود همچنان
 نه سگ را توان گفت انباشیر
 به تندر نماناست بانگ جرس
 چه ماند به آذر گشپ انگری
 یکے بے هنر کو دے خرد سال

بنا دانی خویش خستوشند
 پیر بر پیر خوار و کم پایگان
 نهانے ازین دے برگاشته
 دل مرد و خویش از ند باد
 فتادند در چخبه گیر و دادر
 نکوهند او بود خوار و زار
 بجای بزرگان و لیری کمن
 هم او دار و آباد و بر باد او
 دل ما و تابان تر پائے او
 مهین چرخ باشد زمین بوس او
 بکوز برگسند افشانده اند
 کجا بد شود نام نام آوران
 که سگ پاک گردونه از گادرن
 که قالین نه بافند از پشم کیر
 چه خفته چه بیدار گیرس
 خرنگ و شب ز چالشگری
 چه داند که استاد سیه جلال

که باشد کدام است آن مروت
 شگفته نباشد بغوغای سگ
 که ما شیر مردان یزدان پرست
 نوازیدن که بران خجسته ما
 بما هر چه آید همانا زماست
 چه خوش گفت فردوسی را زین
 سرنا سزایان برافراشتن
 سر رشته خویش گم کردنست
 درختیکه تلخ است و زراشت
 و رازجوی خلدش بهنگام آب
 سرانجام گوهر کار آورد
 بعنبر فروشان اگر بگذری
 و گر تو شوی نر و انگشت گر
 ز بدگوهران بد نباشد عجب
 بنا پاک زاده مدارید امید
 ز به اصل چشم بی داشتن
 به ایزد کنون خاک را کنیم

چه وار و هنر یگانه شصت
 دلیران مارانجنسید رگ
 بخون پلیدان نشویم دست
 چو گلها شگفته بود روی ما
 مبادا سر ما بداند پاست
 خداوند دانش خدا سخن
 و زایشان امید بهی داشتن
 بحیب اندرون مار پروردنست
 گرش در نشانی بیاع بهشت
 به بیخ انگبین یزنی مشهد تاب
 همان میوه تلخ بار آورد
 شود جامه تو همه عنبری
 از جبر سیاه بی نیایی و گر
 نشاید سترون سیاه بی شرب
 که زنگی بشستن نگر و سفید
 بود خاک در دیده انباشتن
 سرانجام از خواستگاری کنیم

خدا یا نکوئے دیا وادورا
 سراخجام بہ باد این نامہ
 و ہد ماد را داغ مہتاب داغ
 نگارندہ گوئے گوئے نگار
 بنام کہوری زبان آوری
 جہان داوار مستایش است
 مرا پاک کردی ز ناخواندگی
 یہ بچہ رگہا نیایش کم
 ہمیدون کہ خشت سب بالین
 خرد اسوے تیرگی راہ شد
 پریشان دماغ و پراگندہ دل
 درینغ این برو بازوی چیدی
 کجا آن ہمہ ناز و آزادی
 اگر خود ظہوری بباشم چہ بود
 پریشان گہر ہا نیارست سفت
 سخن گفتن و بکرجان بنفست
 نگہدار آہنگ سید جلال

پناہندہ و مہتدایا ورا
 مہباز انکو ہش بود خامہ را
 خوش آئندہ گرد چوزین ایام
 بود تا بود مہرومہ برقرار
 بسرور گہبان پئے داوری
 کہ بند گران را کشایش ست
 توانا نمودی زوا ماندگی
 بہنگام شادی ستایش کم
 زخار و زخاشاک قالین من
 ازین و از آن دست کوتاہ شد
 فروماندہ یکبارہ پایم گل
 دریغ و رین زوالا سہری
 خداوندی و مرزبان دادگی
 ہم او را بگویند بود آنچه بود
 مگر آنچه استاد ویرینہ گفت
 نہ ہر کس منزلی سخن گفتن است
 خلے تو یارست چندین سال

شہرم باندیشہ روزگار
مہ چارہ چند ہر ہفت شد
۱۳۰۹ ہجری

ز انجاش سال و سال شما
سر انجاش نامہ درین سال بد

تقریظ از تیجہ فکر میرزا محمد شرف یار خان صاحب متخلص (شرف)
از عماید ریاست جاوہر شاگرد حضرت داغ دہلہ

یہ کیا کہا کہ داغ کو پہچانتے نہیں
وہ ایک ہی تو شخص ہے تم جانتے نہیں

اسوقت میں اپنے نامی گرامی اوستاد حضرت نواب میرزا خان صاحب داغ
دہلوی مدظلہم کے تیسرے دیوان اسمی مہتاب داغ پر ایک سرسری خیال ظاہر کرنا
چاہتا ہوں۔ میرا پہلا فرض یہ ہے جو کہ عام طور پر مہتاب داغ کو ایک لاجواب کتاب
کہا کرتے ہیں اطمینان نہ کروں بلکہ ایک ایسی تصویر کھینچوں جو اپنا ظاہری اور باطنی
جو بن ایک ہی جلوے میں دکھائے۔

مہتاب داغ ایک وسیع بازار ہے۔ اسکی ہر عالیشان۔ اسکی شاندار المیاریں
سجا ہوا قیمتی سامان۔ درد۔ عشق۔ سوز۔ عبرت۔ معاملہ۔ زبان
اور اسکے بے انتہا سڈول ساپنے۔ غزل۔ قطعہ۔ رباعی۔ مسدس وغیرہ
دہلیر ایک عجیب قسم کا اثر کرتے ہیں۔ اونچی اونچی میزوں کے اچھے اچھے
سامان اسلئے مکلف غلاموں سے ڈھک دیئے گئے ہیں کہ انکی حسرت دیکھ

خریدار کو آگے قدم نہ بڑھانے دے۔ الماریوں کے دروازے کھول کر دیکھیے ۵
 گھٹا میں برق چومپسکی تو یاد آئی پھر ادا کیگی وہ پردہ اٹھا کے آنے کی
 تو ہر شئی اپنے نظارہ کی مقناطیسی قوت سے دل کو کھینچ لیتی ہے اور دیکھنے
 والی کی آنکھ کا یہ نقشہ ہے کہ اُسی حد میں ایک عرصہ تک چکر کھانے میں
 مدیا کا بہنور بجاتی ہے شرف ۵

پہاڑ کرتی ہیں حلقہ میں شب و روز مری آنکھیں ماسفر میں وطن میں
 لیکن اب تک یہ امر تفتیح طلب ہے یعنی بہنور کا مل طور پر اس امر کی تشریح
 نہیں ہوئی ہے جسکے اظہار کا وعدہ ہو چکا ہے اسلئے دوبارہ میں مہتاب
 کو کسی اولی العظم بادشاہ کی میر کا خوشنما گلہ ستہ قرار دیتا ہوں اور یہ کہنے
 کی قدرت رکھتا ہوں کہ کوئی مسکرانے والا غنچہ ایسا نہیں جو اس میں نہ ہو
 اور نہ کوئی مینے والا پھول ایسا جو اس سے باہر ہو حقیقت میں ہر پھول کی
 قدر اُسی مالی کو ہے جسے اسے تیار کیا یا اُس ذیجاہ کو جسکے لئے تیار کیا
 گیا مسجع ہے ۵ قدر گو ہر شاہ داند یا بداند جو ہری پڑ مگر میں جس قدر
 خیال کرتا ہوں تو میرے اُستاد مدظلہم کی بانگین تصنیف اپنے دلچسپ
 دلکش اشعار اور نازک خیالات کی داد میں مجھ سے وہ لفظ مانگتی ہے
 جو میرے پاس موجود نہیں اور نہ شاید آئندہ میں مہت کر سکوں انص
 اس امر پر ایک عالم کا اتفاق ہے کہ ہندوستان میں آج تک کسی کتاب

کو ایسا فروغ نہوا سچ ہے ! سچ ہے !! سچ ہے !!!

الحمد للہ کہ یہ ملک کا سرمایہ ہماری بے انتہا خواہشوں سے آجکل زیر طبع ہے
اور غنقریب ہمارے گلون کی حامل بننے والا ہے آخر میں بارگاہِ صدی
میں یہ دعا ہے کہ اس یگانہ روزگار کو عسکرِ خضر عطا فرمائے اور تھوڑے
ہی زمانہ میں ہم پر سنیں کہ حضرت داغِ مظلوم کا چوتھا دیوان جلوہ آرا
جہاں ہونے والا ہے فقط

اردو ہے جگانام ہمیں جانتے ہیں داغِ ہندوستان میں دہوم ہماری زبان کی ہے

تقریظ از جناب عالم باعمل فاضل اکمل جامع علوم معقول و منقول منبع فروغ
واصول ہر ہر فن لوی مثنوی ابو الجہیل محمد عبد الجلیل ضا شیفۃ بیکانپوری منظر کو
ضلع تربت

جہاں مثلِ زلیحہ مشتری تہا جن مضامین کا
تماشا ہی وہ یوسف بنکے ہیں بازار میں آئے

اللہ اللہ کیا کلامِ فرحت التیام ہے جو منتخب و الاجاب لاکلام ہے سبحان اللہ
دیوان ہے یا بلاغت کی کان ہے ہر شعر بے نظیر ہر ایک غزل دلپذیر
ہر قطعہ خوش قطع گویا زبانِ ہزار داستان قطع کرتا ہے بندش حیت عباد
صاف و درست فکر بلند زبان شستہ و دلپسند سراپا آمد آورد و ندارد۔

تکرار الفاظ کیا خوب روزمرہ کیا ہی مرغوب کہیں نعرہ عاشقانہ ہے۔
 کہیں نشید مستانہ ہے کہیں آتش و ناسخ و اسیر و صبا کا رنگ ہے۔
 کہیں غالب و ذوق و نسیم و سودا کا ڈبنگ ہے۔ کہیں میر تقی میر
 و میر درد کا انداز کہیں مومن و آباد و میر حسن و رند کا پرداز
 ہر فرد بشر قطعہ فرمین پر مسرور ہے اس جہت و انبساط کا شہرہ دور دور ہے
 ہر صریح بادہ سخن کی ایک بوتل ہے جسے ایک جام پیا وین مست بخود
 ہوا جو اس سے محروم پہرا ہمیشہ کفِ حسرت و افسوس ملتا رہا کیون نہ ہو
 یہ اُس شاعر عالی شان بلینغ البیان حضرت داغ دہلوی کا کلام بلاغتِ نظام
 ہے جسکی اطرافِ عالم میں دہوم و ہام ہے آج کون ہے جو آپ کے کمالات
 شاعری سے واقف نہیں اور سوسن وار ہزار زبان آپ کے فصاحت و بلاغت
 کا و اصف نہیں حضرت مدظلہ کو ابتدائے شعور سے ذوق و شوق شعری ہوا
 بفضلہ اس فن میں یدِ طولی حاصل کیا کہی فنِ شعر و سخن میں دقت نہ پڑی
 ادھر اجاب کی باتوں پر کان ادھر مضمون رنگین کا دھیان ادھر باتوں کا جوا
 ادھر شعر لاجواب غرض دیوانِ اول و دوم آپ کا تو مدت ہوئی کہ چمکے
 ہدیہ ناظرین ہوا اب یہ تیسرا دیوان ہے فخرِ نابالغ جسکا زیبِ عنوان
 ہے کبانِ بینِ شقائق زلینا نگاہ ادھر تشریف لائیں عزیزِ مصر شاعری کی
 گزرم بازاری ملاحظہ فرمائیں شش جہت میں غلغلہ شادمانی بلبست ہے اس

نویسے ہر اہل دل فرسند ہے۔ المختصر اس شاہ موش ربا کی تعریف خداوند
 سخن سے محال ہے مجہد ایسی کج حج زبانوں کی نہ کیا مجال ہے سچ بہ کہا
 حضرت داع کی آتش زبانی کہان شیفۃ دُحشۃ کی آشتی بانی ابراہیم
 میں قطع کلام کرنا ہوں اور اس قطعہ تانیخ پر اختتام۔

تقریظ نتیجہ طبع عالی جناب مولوی حکیم وکیل احمد صاحب عاجز نسویدی
 نائب صوبہ ارسو بہ شمالی ممالک و سرکار گورنر مظاہرین

کہ داع از غمہ از گشت بسازد	ز ہر سو خور در گوش من آید
فصاحت را صلائے عامم	بحرفی دفتر معنی کشاؤ
چو گل در گلشن معنی شکستہ	چو این مژدہ ز ہر سو در شگفتہ
کزو در طبع معنی نیز راست	بدل گفتم بلے او نکتہ سازیت
وزو قدر سخن را ارجندی	ازو باشد مضامین را بلندی
فصاحت را بلند آوازگی دم	غرل را از سر نو تازگی دم
سخن از نوی سامان خست	ز طرز دیگران تا دل پر خست
نیاراید کہے روے چمن را	ز طرز نو کہ آراید سخن را
سپند آسا کہ شوق طبعین	گنبد از نکتہ اش ہنگام دیدن
فصاحت نکتہ پیرانی زبانش	سلاست گو ہر آمانی نباش

خلاوت از مضامینش عسل جیش
 بهار آینه دار گشتن او
 حدیث بحبه معشوق از خار
 زبیب تابی چو میگرد سخن ساز
 اگر از یاس گرد نکست پرده
 ز وصل یار چون گردد سخن ساز
 ز راز عشق چون لب آکوده
 غلط گفتم بمعشوقان طناز
 نزاکت از کلامش تا دیده
 ز عشق و عاشقی افسانه دار
 دے کو بے خبر از عشق با بخت
 بعشاق از بیانش بیقراری
 همانا عشق ز انداز بیانش
 کلامش چون داغ آتش نشانست
 کجا عاجز که منکر ناقص او
 نه پنداری که این معنی طرازیست
 نباشد تا بدل داغی جو مهاب

صفائی از کلامش نه درغوش
 تجلی محور از روشن او
 بزا به حرف او شمشیر بارد
 کند از شرم رنگ برق پروا
 در آید شکل نومیدی پیرواز
 پری آید به پیش جلوه پروا
 کلامش عشوه شا به نموده
 بیاموزد بیانش عشوه و نا
 عرق سان رنگ و می گل چکیده
 همه لغت میر مشاق قانه دار
 ز حرف او بد لبها سحر سائست
 بزم او از کلامش دلخجاری
 تو گوئی در دخیل و از زبانش
 پسند خاطر گل پیکر انست
 بگردد از کمالش سخن نگو
 بے درپیش تو افسانه سائست
 بنیاید بر زبان مضمون نایاب

بسازم بردعا انجاستم تقریظ	بدوشاید مگر مندرجام تقریظ
بگردون تابود مہتاب روشن	بود اسرار پاکت لمعہ آفتاب
نماند در جہان تا داغ مہتاب	نماند چشمہ فیضت پُر از آب

تقریظ از نتیجہ فکر گوہر بار جناب فیروز شاہ خان صاحب متخلص
 بہ فیروز رامپوری شاگرد جناب مصنف

شبِ ہجومِ یاسِ مینِ بیٹھا تہا مین	چھا گئی غفلت سی مجھ پر ناگہان
مینے دیکھا جسطرف بہر کر نظر	بہو گئی ہر چیز آنکھوں سے نہان
ریخ و غم کی رو سے چرخِ پیر پر	چار سو چھائی ہوئی تہیں بدیل
عالم ہو ہر طرف آیا نظر	گھر ہی کیا انسان تہا سارا جہان
شب تہی یا قبر خداوندِ قدیر	رات تھی وہ یا بلائے ناگہان
مین تہا اور میرا دل نا شاد تہا	اور درد و غم تھے اُس مین مہین
خزین ہستی مین لگجاتی تھی آگ	جب چمکتی تہیں فلک پر بجلیاں
میرا عشق خانہ جلانے کے لئے	آگ برسانے لگا تہا آسمان
دیکھ کر عالم شبِ تاریک کا	رک گئی تھی خوف سے عمر و دن
تہا اندھیرا گہپ کچھ ایسا دہرین	ہنگین آنکھوں مین چپ کر گیاں
چلتے چلتے تھم گئی بادِ صیا	بتے بتے رک گئی تہیں تہیاں

رگ گئے تھے دور سے لیل نہا
 اڑ گئے تھے دل سے میرے فغا
 کیا کہوں طبعِ حزین کا حالِ اُ
 بڑ گئی تھی ناتوانی استدر
 شور برپا تھا تن مجروح میں
 بسترِ غم پر پڑا تھا میں ملول
 تھا غمِ داندہ کا مجھ پر هجوم
 ناگہان آہٹ سی آئی کان میں
 میں نے دی تعظیم پوچھا اسکا نام
 اسلئے آیا ہوں تیرے پاس آج
 حضرت داغِ سخنور نکتہ دان
 تیسرا دیوان اُٹھا چھپ گیا
 کیا نہیں کچھ تجھ پر استادی کا حق
 ہے اگر کچھ پاسِ شاگردی تجھے
 سنتے ہی اس شردہ جانِ بخش کو
 ہو گئے کا فور سارے دردِ غم
 گد گدی سی دل میں کچھ نہ لگی

تخم گئے تھے چلتے چلتے آسمان
 صبر و ہوشِ طاقتِ تاب و توان
 کیا سناؤں دردِ دل کی داستان
 کر نہیں سکتا تھا میں آہ و فغان
 دل سے آتی تھی صدائے الامان
 و لکستہ خستہ خاطرِ نیجان
 اور میں ناچار بکیس ناتوان
 آتے دیکھا اپنی جانب اک جوان
 بولا وہ میں ہوں خیالِ شاعران
 کان رکھ کر سن ذرا میرا بیان
 جنگا سلطانِ دکن ہے قد و دان
 اور طاری تجھ پہ ہے خوابِ گراں
 پوچھنے آیا ہوں یہ تجھ سے یہاں
 چاہیئے اسوقت تو ہموحِ خون
 کہل گئی میری طبیعتِ غنچہ سار
 ہو گیا اک کہوں سے وہ عالم نہاں
 سینے میں کرنے لگا دلِ شوقیان

خاطرِ افسردہ میں آئی بہار
 پہر اٹھایا میںے کلاکِ درفشان
 خلق کہتی ہے تجھے معجز بیان
 تجھکو کہیے انتخابِ روزگار
 تجھکو کہیے شمعِ بزمِ کائنات
 تجھکو معشوقوں کا کہیے دلشین
 دہن ہے یا شاہِ گلِ پیر
 ذاتِ تیری ہے مجسمِ لطیفِ خلق
 نام لیتے ہیں ترا تعظیم سے
 جانتے ہیں تجھکو اپنا پیشوا
 آج تجھسا شاعرِ دین کوں ہے
 تجھسے خالق نے کہاں پیدا کئے
 سنتے ہی جی اُٹھتے ہیں تیرا کلام
 شاعرانِ دہر کہتے ہیں تجھے
 لاکھ چکر کہا میں یہ لیلِ نبا
 دوسرا پیدا ہو تجھسا دہر میں
 تجھسے خوشِ اخلاق ہیں اب ناپید

طبعِ گلین نے دکھائیں تیزبان
 یوں ہوا تعریف میں رطبِ اللسان
 تو ہے بیشک بلسلِ ہندستان
 تجھکو کہیے رونقِ بزمِ جان
 تجھکو کہیے تاجِ فرقیِ شاعران
 تجھکو کہیے سرِ گروہِ عاشقان
 ہے طبیعت یا بہارِ بوستان
 مہر پرور مہر گسترِ مجسمان
 اہل فن اہل سخن اہل زبان
 اہل دل اہل نظر اہل بیان
 لکھتے سنج و نکستہ پر و نکتہ دان
 تیز فہم و تیز طبع و تر زبان
 نیم بسل نیم کشتہ نیم جان
 خوش مزاج و خوش زبان خوش بیان
 گردشِ لاکھوں کرے یہ آسمان
 یہ توقع اب زمانے سے کہاں
 تجھسے خوش اوصاف دنیا میں کہاں

مین سچتا ہوں تجھے جان سخن
 جب سے تیرے مضامین گرم گرم
 زلف و رخ کے تونے جب مضمون لکھے
 جب سنی تیری زبان سے اپنی مح
 شاعروں نے جب سنی تیری غزل
 آجکل ایسی زبان کو ملی
 کچھ اکیلا مع خوان مین ہی نہیں
 عوشی و فرشی ترے مداح ہیں
 تیرا دشمن ہو ہمیشہ پائمال
 تیری برکت ترے اعدا کے سر
 تیرے اعدا کو ترے حسد کو
 تیرا حافظ ہے خداوند قدیر
 کہا کرے تعریف فیروز خیرین
 طبع دیوان کی خنجر جہدم سنی
 عیسوی ہجری یہ دو مصرع ہیں
 مہتاب داغ ہے رنگین چمن
 ۹۲ ۱۸ ع

تو ہر فن شعر کی روح روان
 سوزنی کے دل سے ہی اٹھتے دیوان
 سنبل و گل کی اڑائیں پتیاں
 اور بل کرنے لگی زلف تابان
 رہ گئے انگشت حیرت در دہان
 ایسا پایا ہے کیسے کب بیان
 اک زمانہ ہے مرا مہلاستان
 تجھ پہ نازان ہیں زمین و آسمان
 ہو تر پد خواہ مطعون جہان
 ہر بلا تیری نصیب و ثمنان
 کہتی ہے تقدیر خاکش در دہان
 تیرا حامی ہے شفیع عاصیان
 کہا کہے آگے زبان بے زبان
 جوش مین آئی مری طبع و ان
 وہن مین اسطرح آئے ناگہان
 ہے کلام داغ ماہ آسمان
 ۹۰ ۱۳ م

تقریظ از نتائج افکار محمد غالب مرزا صاحب مراد تخلص ابن زواد
و شاگرد جناب صنف مظاہر العالم

شہرت ہوئی جان میں مہتابِ دلغ کی | گہر گہر ہے روشنی اسی روشن چراغ کی

اللہ جل شانہ کی حمد کا تبرک لکھنا اتنا ہی کافی ہے کہ اُسے انسان کو اثرِ مخلوق بنا دیا۔ اور زبان کو سخن سے اور سخن کو معانی سے آراستہ فرمایا۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کا تینا تحریر کرنا اس قدر ہے کہ انہوں نے رحمت للعالمین کا خطاب پایا۔

آل و اصحاب رحمت اللعالمین کے محامد اور انسان کی زبان کجا زمین کجا آسمان حضرت داغ دہلوی کا تیسرا دیوان۔ اسکی تقریظ لکھنے کا ارمان۔ اور مجھ سے

کس میرس و ہیچمان۔ یہ بھی خدا کی شان۔ بات کرنی آتی ہی نہیں سخن آریگا خیال ہے۔ واقعی ہر کس بخیاں خیریش خبطے دارد۔ کی مثال سے حبال

ایسے بے مثال کلام کی تقریظ لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ اپنے نزدیک اسکو ہی لڑکون کا کہیل سمجھا ہے۔ دو حرف لکھنے پڑھنے کیا آگئے ہیں۔ کہ زمین و آسمان

سر پر اٹھالیا ہے ۵ دون کی لے رہے ہیں یاروں میں تو ہم بھی ہیں بچوں سواروں میں تو واصل مطلب کچھ اور ہے۔ یعنی شہرت حاصل کرنے کا پہلو

نیا طو رہے۔ کہ اس نامور تصنیف کے ساتھ اپنی تقریظ لگا دی۔ منف کے پیرایہ میں اپنی فضیلت جتا دی۔ کوڑی خرچ ہوئی نہ پیسہ کلام نے طبع ہو کر

سارے جہان میں اشاعت پائی۔ ہمدی لگی نہ پٹھری مفت کی شہرت ہمارے حصے
 میں آئی۔ اب دنیا کے نزدیک ہم بڑے عالم و فاضل ہیں۔ اگرچہ الف کے نام
 بے نہیں جانتے اور مطلق جاہل ہیں۔ میری تحریر بالکل نئی ہے۔ میرے
 سمجھانے سے سمجھ میں آگئے ہیں۔ ورنہ اسکا سمجھنا ذرا دشوار تھا۔ کیونکہ اک پرچہ
 پوشیدہ اسرار تھا۔ منصفی شرط ہے۔ آپ حضرات کو ہزار ہا تقریظیں دیکھنے
 اتفاق ہوا ہوگا۔ لیکن اس بات کا سمجھ میں آنا درکنار بلکہ ایسا خیال بھی نہیں
 کہہ سکتے کہ گدرا ہوگا۔ یہ ہمیں ہیں جو ایسی باتیں مفت میں بتا دیتے ہیں۔ کوئی
 مانے یا نہ مانے مفت کا احسان بتا دیتے ہیں۔ کیونکہ کہتے ہیں کہ کیسا سچا دیکھو
 بنایا ہے۔ اور تقریظ لکھنے کا فن کیا صاف صاف سمجھایا ہے۔ ورنہ آپ غور
 فرمائے کہ اس لا جواب تصنیف کو تقریظ کی حاجت ہی کیا ہے جسکے مصنف
 کو تمام دنیا نے استاد مان رکھا ہے اسکی تعریف کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ہوت
 کوئی ایسا سخنور ہندوستان میں کیا تمام جہان میں نہیں کہ جو حضرت داغ
 کو نہ جانتا ہو۔ ایسا کوئی سخن شناس اب ہمارے ملک میں نہیں ہے۔
 جو انکو استاد نہ مانتا ہو۔ چار دانگ عالم نظم میں کوس لیں ملک
 کا دیکھا بجایا ہے۔ اور اپنے لا جواب کلام سے ملک الشعراء ہونیکا سکے جایا
 ہے۔ بڑے بڑے ریسان باوقار کے یہ فن شاعری میں مشیر ہیں۔
 یوں سمجھ لیجئے کہ انکے قلم و سخن کے یہی مندر ہیں۔ عجب بات ہے کہ ملک

سخن کے کہیں یہ وزیر ہیں کہیں یہ پادشاہ ہیں۔ کیا ثابت ہے کہ آپ
 کسی جگہ پہنچ سکیں اور کسی جگہ پہنچ نہ سکیں۔ کشورستان سخن کا کلی خوبی
 انتظام انکے ہاتھ ہے۔ انکے نزدیک کسی کو ملک الشعرا بنا دینا کیا بڑی ہمت
 ہے۔۔۔ انکی طبیعت کی روانی سے بحر سخن کی وہ روانی ہے کہ جسکے آگے بڑے
 اسے بڑا دریا پانی ہے۔ زور قیام کے یہ خدا نہ سہی مگر خدا صنف میں
 کہ وہ دوتے کا بیڑا پار لگا دینے میں دور دور مشہور ہیں۔ قطری کو دریا بنا دینا
 انکے اعجاز بیانی کے آگے ایک آدنی بات ہے۔ اسکو اگر آپ باعتبار انکے
 رسول ہونے کے معجزہ نہ کہیں باز ہم کرامات ہے۔ اسمین دلیل کی کچھ حاجت
 نہیں۔ کیونکہ کشور معانی میں انکے سوا کوئی صاحبِ لایت نہیں۔ انکے بیان
 اور زبان نے وہ نام پایا ہے کہ فارسی کی فصاحت و بلاغت کو آدنی بنایا ہے
 اللہ رکے اعجاز زبان دانی کہ نظم میں اور یہ سلیس بیانی۔ جو محاورے زور
 انکی نظم میں موجود ہیں دوسروں کی مختصر سے مختصر نثر میں مفقود ہیں۔
 اور کیونکہ انہوں نے یہ زبان کوئی کہاں سے لائے۔ ہیکڑی سے کسطح کوئی
 اہل زبان بنجے۔ آخر یہ دلی کی زبان ہے جہاں ہر شخص جادو بیان ہے
 یہ بول چال کچھ ہنسی کہیل نہیں۔ جو یونہی آجائے۔ یا سنی سنانی دوچا
 باتیں یاد کرنے سے کام نکل آئے۔ اسکا آنا دراصل بہت دشوار ہے۔ یوں
 آدھا تیر آدھا بٹیر بولنے کا ہر شخص کو اختیار ہے۔ جناب مصنف نے اسی

دیوانِ مہن کیا غوب فرمایا ہے۔ گویا واقعی بات کا نقشہ کہنیا ہے۔ سلم

نہیں کہیں اسے داغ یا روئے کہیں | کہ آتی ہے اُردو زبان آتے آتے

اب مجھ میں زیادہ کہنے کی طاقت نہیں۔ لمبی چوڑی عبارت کہنے کی طاقت

نہیں۔ اس لئے یہ چند سطریں لکھ کر مصنفِ مظلہِ عالمی کی خدمت میں پیش کرے

ہیں۔ توبہ تو یہ پیش کرنا کیسا نذر دین ہیں۔ اگر یہ نذر قبول ہو مسیح ہمارا

دل کا دعا حصول ہو۔ رب العالمین مصنفِ مظلہِ عالمی کو بادولت و اقبال

و عسرِ طبعی قایم و دائم تار و زیاقت رکھے۔ آمین ثم آمین فقط

تقریظِ نتیجہ افکار پر بہار جناب سید شبیب حسین صاحب متخلص بن نسیم

بہت پوری گرجا جناب مصنفِ مظلہِ عالمی

گو مہِ چرخ ہی ہنگامِ کمال اچھا ہے

میرے مہتاب کا اُس سجھی جال اچھا ہے

خداوندِ تیز نزار نزار شکر ہے کہ اسوقت ہم اپنی مشتاق آنکھوں سے اُس چرخ کو

دیکھ رہے ہیں جسکے شوقِ دید میں ہر شخص کا دل آنکھوں سے تھامنے پر تھا

کر رہا تھا۔ اور آنکھیں بڑی آرزو کے ساتھ کانون کی میٹھتیں کرتی تھیں۔

وہ کیا دنیاے سخن کا ایک نیا مہتاب ! نیا مہتاب !! بالکل نیا !! بہت

چمکدار نہایت ہی روشن۔ وہ مہتاب نہیں جسکی روشنی کل دو فرسخ تک پہنچتی

اور جسکو فقط طلسم کے زور سے حکیم ابن عطا مشہور یا ابن مقفع نے چاٹنے سے
 نکالا تھا۔ وہ ماہتاب نہیں جو آفتاب سے کسبِ نسیا کرتا ہے۔ وہ ماہتاب
 نہیں جسکے چہرے پر سیاہ سیاہ بدنما دہیے معلوم ہوتے ہیں۔ وہ ماہتاب
 نہیں جو اپنے ذاتی نقصان اور عارضی کمال کی وجہ سے روز گھٹتا اور رات
 بڑھتا ہے۔ بلکہ یہ وہ ماہتاب ہے جسکی نورانی اور چمکیلی شعاعیں کہیں
 حسین معشوق کے شہرِ حسن کی طرح مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال
 تک پہنچنے والی ہیں۔ یہ وہ ماہتاب ہے جسکی دھڑکتی کسی یوسفِ ثانی کے
 چہرے کی طرح داغِ عیوب سے بالکل پاک و صاف ہے۔ یہ وہ ماہتاب ہے
 جسکا حسن و دلکش حسینوں کے جو بن کی طرح ناپائدار و غیر استوار نہیں ہے۔
 یہ وہ ماہتاب ہے جسکا نظارہ آنکھوں کو نورِ دل کو سرورِ خشتا ہے۔
 اس پرانے ماہتاب کی روشنی تو معمولی طور پر صرف آنکھوں ہی تک پہنچ
 ہے۔ مگر اس نئے ماہتاب کی روشنی تو ایسی حیرت خیز ہے کہ دیکھتے ہی دیکھتے
 حواسِ باطنی کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ دماغ روشن ہو جاتا ہے۔ اسکی روشنی
 کی نسبت کبھی یہ خیال ہو نہیں سکتا کہ خدا نخواستہ یہ مانہوگی یا اسکے سننے
 کبھی کسی کو فروغ ہوگا۔

یہ ہمارے استاد مقرب الخاقان استاد السلطان بیل ہندوستان علی گڑھ
 نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی کا بنایا ہوا ماہتاب ہے۔ وہ داغِ خشکی

استاذی کے جھنڈے گڑے ہوئے ہیں۔ وہ داغ جن کی کالمیت کے سکے بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ داغ جنکی شمشیر زبان کا لُوبا اساتذہِ حالان چکے ہیں۔ وہ داغ جن کو دنیاے سخن کا خدا سمجھا جاتا ہے۔ جنکی زبان دانی۔ سحرِ بانی معاملہ بندی۔ مضمون آفرینی۔ نازک خیالی کو سارا زمانہ مانے ہوئے ہے اور جنکی خدا اور طبیعت سے وہ۔ شوخ۔ چلبے۔ اور نئے نئے مضمون اشعار کا دلفریب جامہ پہنے ہوئے نکلے کہ جنکی صورت دیکھتے ہی دیکھتے بے اختیار کے ساتھ دیکھنے والے بول پکڑ کر بیٹھ گئے۔ معاملہ کی باتوں کا ایک لکڑش ادا کے ساتھ ہو بہو فتنہ کہنچرینا۔ اور محاورات کا بلا تصنع اس خوبصورتی کے ساتھ باندھ جانا۔ یہ سب باتیں کہیں آپ نے اور یہی کیسے کلام میں دیکھی ہیں۔ سچ کیسے گا آپ کو خدا کی قسم۔ حضرت داغ کا یہ تیسرا دیوان ہے۔ نہیں وہ غیبی الہامات کا ایک نیا صحیفہ ہے جو ابھی ابھی اُنکے پاس نازل ہوا ہے۔ اور اُنکے ذریعہ سے ساری دنیا میں پہلے گا۔

اسکے پیارے پیارے جادو پرے الفاظ۔ اور دل میں چھپتے ہوئے شعر کلمے میں چٹکیاں لیتے ہوئے جملے۔ اسکی شستہ زبان اُردو سے معلیٰ کی جان ہے۔ اسکے ہر مصرع کی نگیلی ادائیں شرکانِ یار سے تیز۔ اور ہر شعر کے تیور ابرو سے دلدار سے زیادہ دل آویز ہیں۔ سبحان اللہ سبحان اللہ بس نسیم بس کہانت آفتاب کو گز سے نلپے گا۔ اُنکی شہرت تیری تعریف

کی محتاج نہیں۔ انکی تعریف کا دعویٰ کرنا چھوٹا منہ بڑی بات کا مصداق
 بناتا ہے۔ زمانہ میں وہ کون ہے جو انکی شاعری پر ایمان لائے ہوئے
 نہیں ہے۔ خدا میسرے شفیق استاد کو سب شاگردوں کے سر پر تادیر گاہ
 سلامت باکرامت رکھے آمین آمین ثم آمین۔

تقریظ از نتیجہ ناثر عظیم المثل روح و روان گلشن سخن جناب
 محمد شاکر حسین صاحب گہت تخلص سہوئے

حسد و ثنا برا سیم حکیمی زیباست کہ بذات خود درجہ صفات از مثل و مثال
 مبرا است۔ انسان را منظر منظر خویش ساخت و جلعت گرانہائے اشرف
 المخلوقات نواخت زبان ہر ملک را رنگ و بوی جدا گانہ بخشید و لفظ را
 مجاور در گاہ معنی گردانید چون شاہد سخن را باین پیکر خوش منظر آفرید سبقت
 خرامی داد و کلاہ چارتر کی فصاحت و بلاغت و متانت و سلاست بر
 سرش نہاد۔ تاکہ ہر خیال بوضع خویش بمقابلہ آرائد و بشایستگی و ہستگی
 محکم نماید ہمانا حکیم داناست کہ بکار خویش توانااست ناظم بے عدیل است
 و ناثر بے تمثیل چنانچہ مصرعہ جربۃ اش برق عالم افروز و مستزاد او
 نو ذنب عقل سوز مطلع و نخستش ماہ تابان و مہر درخشان و صنعت
 مدورش گنبد گردان بنات النعش یک قطعہ مختصر از قصیدہ کہکشان است

وضعت تحتانی و فوقانی اوزمین و آسمان است۔ اگر شریع اور اکواب
 بزرگازند بہ یکدست و بہ یک قلم تخم روشنی در زمین سخن کارند۔ نخل تلیف
 الاوضاع خلقت معنی چیدہ دارد کہ کس حاصل طلب اور آیشاشت و نہ گاہ
 رباعی اسطوانات چار اطراف از احتراش و فرد روح افراد عالم از بدائش
 خمس حواس خمسہ کرشمہ قدرت بالغہ او و مبرع عناصر ربیع جلد و ضعت کاملہ
 شلت موالید ثلث و مسدس شش جبت یک نکتہ از کتاب حکمتش و بہرچہ
 صفو عالم نوشتند و نویسند گواہ الہمیتش سبع او ہفت دوزخ و شمشیر
 بہشت ست معشر او عقول عشرہ نام دارد۔ و قسہ او کہ فلک نہم ست
 چگونه کہے حاش در احصار انحصار آرد از ہیبت جلالتش قلم در دست کتاب
 چون انگشت ششم بیکار و دوات از قریحیرت دہن کشاودہ و سکتہ در کنار
 جل شانہ و عہ نوالہ از انجا کہ خداوند عنہ اسمہ پیغمبر بار کہ ختم الانبیات
 بہ ثنائے مکرم ستود و پیغمبر علیہ السلام اصحاب کبار را بہ خدمت بزرگ
 اعزاز فرمود اصحاب بمناب ثاقب آل اطہار دل بستند و بندہ کمال
 اخلاص و اختصاص نشستند بندہ ناچیز بالتخصیص مجموع من بے علم چہ کائنات
 دارد کہ در نعت و منقبت و محمادت حرفی از لفظ بر نگارد مگر اینکہ بدعا شیخین
 صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم تر زبان شود و مقبول بارگاہ ایزد سبحان
 و مورد رحمت ممدوح انس و جان کلک کوتاہ و عنہ ناظرین سامعین در ازبای

و درازی بطرز دیگر کشیده سنج پرداز که سوین دیوان اوج سپهر مکتبه دانی موج
 بحر خوش بیانی مصباح کاشانه فصاحت مفتاح خزینة بلاغت صباح دامادی سلا^{ست}
 و استیحا صحرائی متانت مستجاب دعای کلام نمکین و خدا داد دولت مذاق شیرین
 ناز که خیال شیرین مقال جوهر تیغ زبان آوری شمع نرم بخوری حساب
 طبع سلیم و سلیقه مستقیم و ناهنجاری حسن و قبح صحیح و سقیم درة التاج سخن بنوی^{ان}
 زمانه طره دستار دانشمندان فرزانه بلند فکر عالی دماغ جناب ثواب مرزاق^{ان}
 صاحب داغ که در اقران معظم است و در امثال مقدم ترش رونق باز^ا
 شتر شکسته و شهرش در نظم بروی شعری بسته غزلش مرقع غزلان^{معنی}
 پنداشتن مضمون زبون است و بیت اورا بیت العروس انگاشتن ناموزون
 زمین سخنش از آسمان چهارم باج میخوابد و پیش معانی نقاشش مهر چون ماه
 شب پانزده می کاهد شور ملاحظت لیلی شیفته اشعار نمکینش و شهرت رنگ
 بناتی شکر فریفته ابیات شیرینش روانی طبعش سیل فدا و جوش و نگینی
 خاطرش نیران باغ خلد در آغوش کلام بلاغت نظامش بسا و لیدیرست و
 مثال خوبی خویش را خود نظیر حجاب نقاب از روی اخفا برداشت و بد نظیری
 مجنون نشان شیفته کلام شیرین قدم همت برگماشت خاطر حیران است و
 طبعم پریشان که این تازه محبوب را بکدام الفاظ سیرام - و از عهد تجسینش بچه
 حیلہ برآیم بوصفش گلزار نیارم که در آن خارست اگر پرستان نگارم البته

متاع پودازست هر صفحہ اش بر روی مخطط خوابان حرفت زند و هر جد و دلش بر لب
 گویان خطے کشد بین السطور چون فرق معشوقان طنازدلستان و هر مضمون
 بسان چلبله محبوب آفت جان خریطه جواب بر نگارم یا سبب گلهای تر ذخیره
 معانی نویسم یا معدن خوش بایانی رفیق تنهایی عبارت ازین است باقی
 افسانه چنان و چنین اے آه چه میگویم و چه بے راه میگویم عجب اناسم
 و مسیحاغم که این بزم سیه چردگان مہندی نژاد است که از دست شان پیش
 ہر واحد فتنہ محشر در فریاد آری دیوان بزم است و معشوق اُردو اشعار
 کہ بشیوہ دلبری زنجیر پای افکارند ہر مصرع رشک قامت محبوبان و ہر
 غیرت ابروے خوابان ہر مطلع ہر ہم سینہ مجروح و ہر مقطع سبب راحت روح
 ہر تشبہ صورت نماے تصویر سایہ دار و ہر کنایہ ساقی شیشہ در کنار ہر شاہ
 از چشک خوش نگاہان باج خواہ نشست و برخاست ہر لفظ سبحان و واہ و
 ہر ترکیب چون موزونی اعضای معشوقان نازک اندام و لغیر و ہر اداس و غم
 و لہران شوخ و شنگ غارتگر شکیب واقعی این دیوان عجیب است اگر است
 پرسی غریب است جوش و مکر مضامین آفرین بر آنست کہ تا گرفتار منقطع نگردد
 و مشکلی قلم جفت کردہ قدم از راہ خویش بزم گردد تا کہ از چار سو ششہ شاد باش
 و تحمین و لمعہ احنت و آفرین بر رسم تابد و ذرہ ام توانائی مہر نیمہ زرد باد
 لیکن ع مادر چرخالیم و فلک در چرخال بزم حکم دل چنین است خیر اندرین است

زیادہ ازین مخروش و خود را بدست کور فہمان مفروش مباد اسخن راست دروغ
 انگارند و امر واقعی را بر سب لفظ محمول سازند و روی گریہ آلود کس خندہ لب
 و دوزد و جان ناتوان از آتش عنم سوزد ای دلے چکنم و چه سازم بقول حضرت
 قبلہ نسیم مغفور مرحوم ۵ کار بادل فادہ است مراؤ سخت مشکل فادہ ترا
 ناچار بسجن خیر یاد مے گویم و طرف کوچہ خاموشی مے پویم بار دیگر حرفتین
 مے گویم و داد مزہ دار مے جویم اگر کسے دست خریداری این آباد رستین
 ابا کشد من و ایمان من کہ تلخ کامی حسرت اورا کشد قاضی الحاجات عجیب
 الدعوات این طفل نو بہا آمدہ را بعسر طبعی رساناد و پدر عالی قدرش را از
 حوادث زمانہ محفوظ داراد بجز مہ محمد و آلہ الامجاد صلی اللہ علیہ آلہ و اصحابہ
 وسلم کثیر اکثر

تجربہ
 بایر خہائی یوان مہتاب داغ از شاخ افکار سخن طراز انالی مانع بحساب
 قطعی شاخ از شاخ فکر بند جناب نشی مجہر متار علی صاحب آہ تخلص نید
 جناب نشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

مضمون الے ہین مزا اور ہی کچھ ہے

دیوان نہیں نام خدا اور ہی کچھ ہے

شوخی ہے خدا و خیالات اچھوتے

تاریخ کا انعام آہ کو اور داغ

ایضاً

ہے عجب محبوب بکا داغ کا دکش کلام
 شوخ مصرع جلیل الفاظ بول اُٹھتے ہیں آہ
 حسن میں آن آنجہ میں جادو گجہ میں سرمہ
 سُو میں دیوان اک معشوق گرما گرم ہے
 قطع یایح اڑتی فکر فاضل العباد محمد ابو محمد اراک تخلص وکیل ہائیکوٹ گورنمنٹ
 سرکار نظام سید آباد و کن خلد ائمہ ملکہ کتیرن تمیزان بلبل ہندوستان
 سرمد شاعران استاد السلطان و کن جناب زب زخا فضا داغ و بلوئی

میرے استاد کا جواب نہیں
 ماہتاب سپر علم و ہند
 رشکِ سہجان وغیرتِ حسان
 اُسے قربان ہے بلاغتِ آج
 زود گو شوخ طبع عالی فکر
 نطق کہتا ہے ہم ہی کہتے ہیں
 ختم اُس پر ہوئی سخن گوئی
 اُس سے سرسبز ہے ریاضِ سخن
 ملک و ملک جا بجا چرچا
 ہو گیا طبع تیرا دیوان
 ہیں نئے سب سے اس چمن کے پہاڑ

فخر ہندوستان ہے کیا کہنا
 آفتابِ جہان ہے کیا کہنا
 سرورِ شاعران ہے کیا کہنا
 اُسے صد حقے زبان ہے کیا کہنا
 خوش زبان خوش بیان ہے کیا کہنا
 بے نظیرِ زمان ہے کیا کہنا
 نکتہ رس نکتہ دان ہے کیا کہنا
 اُس سے زندہ زبان ہے کیا کہنا
 داستان داستان ہے کیا کہنا
 یہ نیا ارمعان ہے کیا کہنا
 یہ نیا گلستان ہے کیا کہنا

داغ منجھن بیان ہے کیا کہنا	کہہ دے آزاد مصراع تاریخ
قطع تاریخ از نتیجہ فکر فلک پیما نظیری نظیر خباب منشی امیر احمد صاحب میانائی لکھنوی استاد نواب خلد آشیان	
گو یا ماہ زافستیم سخن طالع شد ماہتابے نوئے از طرف کن طالع شد ۱۳۱۰ھ	شیاع از ملک دکن شد سخن تازہ داغ مصراع سالش امیر آمدہ از باقی غیب
نکلا ہے جیسے پھول نکلتا ہے باغ سے شاعر نکالیں جو صلے مہتاب داغ سے ۱۳۰۹ھ	ایضا ہر شعر فکر شاعر نازک دماغ سے تاریخ اگر نکالنی ہو نام سے امیر
قطع تاریخ از فکر فلک پیما شاعر نازک خیال خباب منشی حسین الدین احمد صاحب اثر تخلص تلمیذ خباب منشی امیر احمد صاحب میانائی لکھنوی	
اثر آسمان سخن کا ہے دیوان قمر آسمان سخن کا ہے دیوان ۱۳۰۹ھ	فلک سے ہیں اترے ہوئے شعر سارے یہ مصرع بھی ہالے کی صورت رہیگا
قطع تاریخ از نتیجہ فکر از جہند شاعر شیریں گشتار جناب مولوی محمد صدیق صاحب اشک تخلص تلمیذ جناب منشی امیر احمد صاحب میانائی	

ہے یہ مہتاب داغ کی شہرت	کہ زمین ہے آسمان تک شور
مصرع سال اشک نے یہ کہا	شاعر اب ہیں اسی قمر کی چمک

قطع تاریخ از تہجہ فکر گہر جناب سید محمد حسن احقر تخلص تلمیذ جناب مصطفیٰ علی

شکرا ید را کہ داغ نامو	یافت از دیوان سہم چون فراغ
بوی گلہای مضامینش	طلبد عطارد شد ہر یک دماغ
اے زہے رنگینی فکر نفیس	خجالت وغیرت وہ گلہا باغ
بادۃ الفت ولم را کردیر	از زمانے بود خالی این ایام
این کتاب بے مثال و بے نظیر	ہست بزم شعرا روشن چراغ
سال طبعش احقر از ہافت شنید	نو نہال زندگی دیوان داغ

ولہ

واہ کیا دیوان چہا استاد کا	دیکھ کر جسکو ہوا دل باغ باغ
ہے سر انصاف سے یہاں طبع	حسن بزم نور ہے مہتاب داغ

قطع تاریخ از تہجہ فکر و قوافی جناب حکیم میر محمد حسین صاحب ضوی الم
تخلص ڈاکٹر بر گید گو لکنڈہ تلمیذ جناب مصطفیٰ علی

چہا داغ صاحب کا دیوان شہم	زہے شکر خلاق کون و مکان کا
---------------------------	----------------------------

<p>یہ نقشہ حسنین کے انداز کا ہے دل جان سے عاشق پہ سکارا آلم نے کہی اسکی تاریخ ہجری</p>	<p>سر پایا ہے گویا یہ نازبان کا یہ محبوب معشوق ہے اک جہان کا یہ دیوان ہے داغِ بھیریاں کا ۱۳۱۰ھ</p>		
<p>ایضاً</p>	<p>ساتھ چھری کا جو دہیان آیا آلم مہلہ کے زبر سے لہجے عدد اور منقوطہ کے زبر وینہ مصنع تاریخ پڑبیئے اسطرح ۱۳۱۰ھ</p>		
<p>ایضاً</p>	<p>چپ چکا استاد کا دیوان جب بینات و زبر میں دیکھو عدد عیسوی تاریخ الم نے یوں کہی گلشنِ بخارہ ہے دیوانِ داغ ۱۸۹۲ء</p>		
<p>ایضاً</p>	<p>واہ کیا دیوان ہے مہتاب داغ طبع کی تاریخ آلم سمت میں کہہ ہے سب اسمین رحمت حسن صبح فکر داغ آسمانِ قدرِ فصیح ۱۳۰۹ھ</p>		
<p>ایضاً</p>	<p>تیسرا دیوان آلم استاد کا معجمہ میں سالِ فصلی کر رقم بجکل مطبع میں زیرِ طبع ہے نقدِ فکر داغ میں نو طبع ہے ۱۳۰۲ھ</p>		

	دولہ	
<p>داغ عالی قدر مخند و زرگا بلبل ہندوستان صاحب قفا انتخاب و بے مثال و پرہا بیہ ندالہ تف کی آئی ایکبار گر سر کر کہلے پٹار و زرگا ۱۳۰۲ھ</p>		<p>شاہ اسلم سخن استاد شاہ شاعر شیرین زبان ناز خیال تیسرا دیوان ہے انکا زیر طبع محبوبان و کرمین تاریخ کی سال فصلی یون ہی نکالے احرالم</p>
	دولہ	
<p>با صند بہار عالم گردید طبع تاریخ نغزو خوبی و صنعت دوگانہ در سیرہ صد و دہ مطبوع گشت امیر ۱۳۰۲ھ</p>		<p>دیوان استاد شہر یاریم خطے چو بر قلم زد کلام رقم زد صدیت سال ہجری مغیبت ضلی</p>
<p>قطع تاریخ از نتیجہ فکر احمد غرضی مقال جناب شیخ محمد اطفالین صاحب اسرار جہتواروی ضلع مظفر پور تلمیذ جناب نیر بناری</p>		
<p>ہے جگہ مذاق سخن طرفہ آشکار تاریخ اوج تم بہ کون نعمت ہزار ۱۳۰۲ھ</p>		<p>گلزار پر بہار ہے دیوان داغ کا دیوان چپ گیا تو سر بساط</p>
<p>قطع تاریخ از نتیجہ فکر شاغرازک خیال جناب محمد اشتیاق علی صاحب اشتیاق تخلص تلمیذ جناب منشی ممتاز علی صاحب آہ</p>		

<p>دیوان تیسرا ہی ہوا طبع داغ کا تاریخ عیسوی یہ کہی اشتیاق نے</p>	<p>رنگ اور ہی نکالے گی اردو زبان مہتاب داغ سے ہو نور جان آ</p>
<p>قطعات تاریخ اربعہ فکر فلک پاشی غمازک خیال تنہو ہمیشاں جناب مولیٰ محمد عیسیٰ صاحب صدیقی جو بیرونی انق تکلف تلخیص جناب مصنف مظاہر</p>	
<p>ماچہ جو رسم صفات داغ را این گویو ان سوم ترتیب د</p>	<p>نار آیتا مشکہ تحت التما فی سماء الحسن کا النجم الضیا</p>
<p>از پے تاریخ طبعش المینق از سر طورم کلیم اللہ گفت</p>	<p>قل لہ تاریخ۔ کا شمس الضحیٰ ۱۸۹۲ء</p>
<p>اذا الف داغ دیوانہ لتاریخہ العیسوی یا اینق</p>	<p>باض الفصاحت کفرس الغیرنق فقل۔ بان نہ کلام بلغ</p>
<p>صنف الاستاد دیوان الفصح قال منی ما تف تاریخہ</p>	<p>سرت کلا فی البدعۃ لا یطسل یا اینق ارقم۔ ہو مرغوب کل</p>
<p>کے دید دیوان مہتاب داغ</p>	<p>فقال ان ہذا شئی عجاب</p>

<p>رہے آسمان فصاحت بین بیا و بہ بین منکر فضل داغ کراہت فکر سا اینچنین پئے سال طبش اینتی جین بسوی حسن عیسوی نشیال زردے جہاںم نہا کر و گو</p>	<p>پچرخ باغخت نیچے ہا ہناج بگور است ز اصفانہ و ہریتا بہر لفظار فریت ہنرا نوا تجس نمودم بصد اضطرا کہ ناگاہ روح نظامی شتاب گہرا سے روشن تر از آفتاب ۱۸۹۲ء</p>
<p>طبع مہتاب داغ شد چون اینق پئے تاریخ عیسوی ہا قف</p>	<p>گشت مطبوع شاعران مرن سخن بے نظیر گفت مبن ۱۸۹۲ء</p>
<p>طبع گشتہ کلام استاد با ہزار آرزو و شوق اینق</p>	<p>مین چہ زیبا عاقل الایک گفت ہر کس - کلام داغ یار ۱۸۹۲ء</p>
<p>شدہ مہتاب داغ چون مطبوع دل زمین گفت سال طبع اینق</p>	<p>گشت طبع سخنوران مائل گوچہ طرفہ سخنور کامل ۱۳۰۹ھ</p>
<p>مہتاب داغ راچہ بدیدم بحشم غور</p>	<p>مہریت روشنست جہاں افروز</p>

در مصرعے اینیق و تاریخ شعیان	پن یا دگا داغ و چراغ کمال از ۱۳۰۹ ۱۳۰۹
	ایضاً
ناگهان آئی صدائے فرین سہرتے مستراحین و تاریخ یون لکھی	طبع جسم ہو گیا دیوان استا و شفیق نظم روح افزا و منظومان استا ۱۳۰۹ ۱۳۰۹
	ایضاً
دیوان تمیز ہی ہو طبع کیا خمیج شکر سے کہد و لے سرا فصاحت ذرا	طرز سخن میں کچھ عجیب انداز داغ ہے آدیکہ یہہ نوٹہ اعجاز داغ ہے ۱۳۰۹
	ایضاً
کیا ہی دیوان پر بہا رہے یہ ہے سزاوار اینیق اگر اسکو کسی دیوان میں ہر یہ لطف زبان دیکھ کر یہہ کلام سحر آگین سرا علان سے کہا میں نے	جسکے ہر شعر میں ہے لطف نیا کہیئے گلدستہ بہا را قرا کوئی اہل سخن بتائے ذرا لکھیئے تاریخ طبع دل نچہ کہا داغ سینہ پہ حاسد و نکمے ہوا ۱۳۰۹

سن سناج انکار سولہ سن امپو سکنش مکن میرا محمد عبدالکریم خوشنویس مطبع
 در کاتب سلطان خلد شد مکہ و اقبالہ محمد ایمان تخلص

خیرت دل کا سپ دیوان
 چپ گیا اندون شوکت جا
 سال تہ تیغ اسکی گدہ ایمان
 کیا ہے اشعار میں فصاحت و

قطعی سچ فکر فلک یکا شاعر کی خیال پہو پہو نظیری جباب مستطاب خروہ امرتضی انصاف
 بسل تخلص از خاندان نواب صاحب ہار والی امپو خلد مکہ

لوچیا دیوان والا تیرا زیر پائے طبع ہے عشر سخن ہاتھ ربی سان حق بیان دیتے ہیں انکو حسین جانوں میں جا بلغ باغ اُنسے ہے گلزار و کن بیل ہندوستان نگین سخن شاعری نے اُنسے پایا ہے مرغ ہے عروج اختر بحث کمال تو بھی اے بسل سینن مطبع	نظم نگین جان نشین دلخواہ داغ چرخ سے اعلیٰ ہے پایگاہ داغ ملہم غیبی دل آگاہ داغ عاشقوں کے ہے دلوں میں اد داغ کیا بہا آ رہا ہے جلوہ گاہ داغ کیوں نہ ہو دلیں گلوں کے راہ داغ فخر استاد و کاغذ و جاہ داغ قدر فرما ہے شہ حجاب داغ نظم کر کیا اوج پر ہے ماہ داغ
---	--

۱۳۰۹ھ

قطعیخ از تیجہ فکر بلند شاعری نظیر خباب قشتی محمد ممتاز احمد صاحب ششیر
رشید و تلمیذ جناب حضرت امیر صاحب میانائی

غضب تیز ہے تو سن فکر داغ	اشارے ہیں یہ اشہب طبع کے
کہی میں نے تایخ دیوان شیر	ترارے ہیں یہ اشہب طبع کے

قطعیخ از تیجہ فکر شاعر پیش نازک تلاش جناب میر محمد علی صاحب آداب خوشی
تخلص تلمیذ جناب مرزا قربا علی بیگ صاحب لکڑی محوم و میر عباس حسین صاحب

دکن سے وہم تک شہرت ہے جکی	جناب داغ کا ہم سر کہا ہے
اب اُنکا تیسرا دیوان چھاپا ہے	کہ جکی خاص دہلی کی زبان ہے
یہ کہہ و مصرعے تایخ بخشی	کلام شاعر شیرین بیان ہے

قطعیخ از تیجہ فکر شاعر شیرین گفتار جناب محمد باقر صاحب لوی بق
ساکن ملک میور از احسن دستار لکٹ

طبع شد چون کلام حضرت داغ	انگہ استاد بادی و شاؤ دکن
مہم از برق مصرعے تایخ	گفت - مہتاب آسمان سخن

تایخ خوش فکر امیر داد کن خیل سخنوران دکن را جہ ہای شایانہ باقی

<p>چون طبع کلام داغ صاحب یزد تاریخ رستم کرد عجائب باقی</p>	<p>نه گشته بشد داغ دل لاله باغ دیوان سومی مبسوط داغ ۱۳۰۹</p>
<p>ایضاً</p>	
<p>دیوان داغ طبع گردید باقی تاریخ اوز باقی</p>	<p>هر سطرش بست سبیل باغ گفتا کل الجواهر داغ ۱۳۰۹</p>
<p>ایضاً</p>	
<p>دیوان سومی آن حضرت داغ چون دید کلام پر بهار است گلدسته باغ عشق دیدم نعلش تاریخ طبع خوش رستم ز باقی</p>	<p>شد طبع و بشد هندو کن امر خوب محبوب علی شاه کپندیش خوب کس نگار سخن نه بست با این سکو دیوان سومی داغ محبوب ۱۳۱۰</p>
<p>ایضاً</p>	
<p>چون طبع شد کلام جناب شفیق داغ</p>	<p>باقی نیش بگفت کلام قن داغ ۱۳۱۰</p>
<p>ایضاً</p>	
<p>دیوان داغ در زبان اردو</p>	<p>شد طبع که بست بس فصیح و لمع</p>

دیوان داغ دہلوی افصح ۱۸۹۱ء	تاریخ طبع اور رقم زد باقی
قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر خوش باجناب ابوالکرام سید محمد تبارک حسین صاحب برتخلص	
کہ غلبہ ہی ہیں مخموش بانی داغ بہارِ جان مسیحی ہے گلِ فشانِ داغ ۱۸۹۲ء	چپا ہے برق و دیوانِ پمافِ داغ لکھون پہل مسیحی میں مصرعِ داغ
قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر فی نظیر جناب خاقان حسین صاحب توقیر تخلص تمکیز جناب مصنف مدظلہ العالی	
کیا کہون کیا ہوئی مجھے رحمت اب بھی نازان نہو مری قہمت سینج سے ایکدم نہو راحت ماہِ تابان گلشنِ بہجت ۱۳۰۹ھ	حضرت داغ کا چپا دیوان مجھ کو بہر روز خوش نصیب ہوا اتنے دشمن جلا کرین یارب سرا عدا کو کاٹ کر لکھون ایضاً
گنجِ معنی گہرِ معدنِ شوق گفت ہا تف سحر گلشنِ شوق ۱۳۱۰ھ	ہمت دیوان جناب استاد سال طبعش چوبیسم توقیر
قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر خوش تلاش جناب حکیم سید محمد مر قرضی ثابت تخلص رامپوری	

<p>افسردہ دل پہلی سے اک باغ ہوگا زیب سپہر مطیع مہتاب باغ ہوگا ۱۸۹۲ء</p>	<p>ہرین بہار ایسے ارستاؤ کے مضامین تا بنے سال اسکا لکھا ہر خوب کہو</p>
<p>قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر و شاہکار کمال خیال جناب سید جلال صاحب جلال تخلص غنیمت آبادی شاگرد جناب مصنف مظلہ العالی</p>	
<p>سبحانک اللہ تعالیٰ و تبارک شاہنشاہ اردو و معلیٰ ہر مبارک ۱۳۱۰ھ</p>	<p>کیا داغ کا دیوان ہر مہتاب کی صفت ہائے جلال آج کہا طبع کا بیال</p>
<p>ولہ</p>	
<p>رشتہ سے گل کہا ہے ہر اک باغ نے چاند کو لوماند کیا داغ نے ۱۳۱۰ھ</p>	<p>کیا چمن فیض ہے مہتاب داغ طبع کی تاریخ ہے یہاں جلال</p>
<p>قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر و شاہکار خوش مقال حبیب مولوی محمد امین صاحب جلیس تخلص محلی شاہ</p>	
<p>ماہ پارہ ہے ہر آگین ہے ہر غزل کا مزاج رنگین ہے روح ذوق آج محو تحسین ہے سلک گوہر ہے نظم پرورین ہے صاف گلہ ستہ ریاضین ہے</p>	<p>حضرت داغ کا چہا دیوان دلکش اک ایک مصرع موزون دیکھ کر لطف بندش مضمون آب و تاب سخن کا کیا کہنا تازہ نازہ شگفتہ فکر کے پھول</p>

لفظ لفظ اسکے سر بر زیبا	بہ حسن کلام ترین ہے
مصرع سال طبع کہد و حلّیس	جلوہ شاہ رمضان ہے شاہ
دلہ	
شدہ طبع دیوان رشاک چین	ز دگر مصفاے داغ چوید
نور شمع پئے سال طبعش حلّیس	بہار رمضان و صبح جمید شاہ
قطعاتیخ از تیجہ فکر جمیل خیار حافظ محمد جمیل حسن جمیل حلّیس ماتکب پوری عالمیہ خطاب فشتی امیر نسا امیر نیانوی المکتبہ	
امصنف مہتاب داغ کیا ہلّیل	مہر کو حاجت پیرانہ نہیں
مطلق نور ہے یہ مصرع سال	کیا نیا چاند ہے کہ داغ نہیں شاہ
قطعاتیخ از تیجہ فکر شاعر خوش خاں جاہ حکیم فاطمہ معشوق علی رضا جوہر دکین و سچہ اول بایست بھال تلمیذ چنانا را احمد صاحب	
کیون نہ دیوان داغ ہو نہ ہو	شعران فل پسند لفظ حلّیس
بے سر انتشار جوہر نے	کہد یا ہے کلام داغ نفیس شاہ
قطعاتیخ از تیجہ فکر بلند شاعر نگین خاں صاحب محمد عبدالمجید صاحب گلشن گلکتنہ	

حضرت داغ کا چہا اب وہ کلام شے نام سے لکے ہے نشان اردو سے خاتمہ کا انگور واسے اگر ہوں ماؤں یہ راج فیض انکے سیاب فکر سے تازہ ہے نقش سخن شعر میں کو دون مثال کیسے خود داری سے انجلیاں جان قرار انکا کلام روح بخش کہہ گئے باتوں باتوں میں لکے قون شکر لکے وراں بہر کو دعوت چشم دگو شہ فکر سنیں انطباع تہی کہ حسیہ ناگہان	جسے بند ہو گئے شوکت و شان رنجیت ذات پہ انکے کرتی ہے ناز زبان رنجیت انگو بجا ہے کر ہوں مہر جان رنجیت انکے بہار طبع سے شاد و روان رنجیت مسیح نعر کو لکھوں سرد روان رنجیت قوت روح رنجیت است جان رنجیت کہہ لے جہان پر راز زبان رنجیت دیکھتے شان رنجیت ہستے زبان رنجیت ہاتف غیب نے کہا کہہ۔ ولہ جان رنجیت
--	--

ولہ

حضرت داغ کا چہا جو کلام فکر تہی اس حمد یہ لکے سرے ہاتف غیب نے کہا ناگاہ	ولیں آیا لکھوں کوئی تاریخ کہ لے کوئی اچھی تاریخ درہم داغ و بلوئی تاریخ
---	--

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر حبیب میر سید علی صفا حبیب لکھنوی

ہے عجب بندش عجب حزن کلام دیکھ کر نر لین یہ کہتے ہیں حبیب	ہیں گل مضمون کہ تختہ داغ کا واقعی دیوان ہے اچھا داغ کا
---	---

قطعات تاریخ از تخیل و فکر بلند شاعر نازک خیال معانی بند جناب حافظ محمد متاثر
صاحب سر شریف دار محمد بنصفی نو جداری افندی است پرمال حافظ خاص

بطریق جمع

مین نے جب چاہا لکھون از روے جمع
وارد خاطر ہوے الفاظ ذیل

سال طبع اس گلشن اشعار کا
خوش بیانی حسن معنی چو چلا

۹۷۹ ۲۸۸ ۲۳
۱۳۱۰

ایضاً بطریق تفریق

چہا دیوان ثالث داغ کا ہے التجا حق سے
سن فصلی اگر درکار ہے تفریق کی رو سے

حد کا داغ دل سے شاعران ہند کے دیو
سیاہی داغ سے لاف عدا اشعار سے کہو

۱۳۱۰

ایضاً بطریق ضرب

مردہ یا دای بلبان سیر گلزار سخن
سال طبعش گزر روے ضرب خواہی فطما

حالیا از سنگ مطبع گلشن اردو مسد
اوج برابر قال زن تا سال نو آید پید

۱۰ × ۱۳۱ = ۱۳۱۰

ایضاً

چہا رہا ہے داغ کا دیوان ثالث کون داغ
ہر البصر دشمنوں کے حق میں سکا تیر اور

ہے جو خوش گوئی کے باعث شاعر نہیں بلند
چشم بد کیواسطے ہر ایک نقطہ ہے سبند

<p>چشم مریان چشمتن ہر اسکا عین صاد ذہن میں آدو مصلع شگفتہ جب ہوئی بلبل ہندوستان کا گلستان بخیران ۱۸۹۲ء</p>	<p>دلربائی کے لئے ہر لالم خوشخط ہے کند طالب تاریخ نو حلقہ کی طبع ارجبند طوطی ہندوستان کا بوستان پسند ۱۸۹۲ء</p>
<p>یہ چہرہ مان بہن یا معنی آبدار خیال آنکھیں روشن ہوئیں دیکھ کر</p>	<p>کہ مصرع ہیں سارے پڑکے ہوئے ہیں سب شعر عمدہ چمکتے ہوئے ۱۸۹۲ء</p>
<p>چہا وہ حضرت استاد داغ کا دیوان انہیں کے نام سے سکے ہے شعر کا جاری انہیں کی قدر سے اُردو نے پائی ہے نئی عجیب طرز فصاحت غریب دیوان ہے</p>	<p>قطعی تاریخ از نتیجہ فکر ارجبند معنی بنادر تخلص جہاں رسالہ خاص علامہ کا سرچیدہ یاد کن ۱۸۹۲ء</p>
<p>یہی تو ہے بت ہندی یہی مرتع چین</p>	<p>سخن سے جنکے زمانے میں ہے بہار سخن انہیں کے نام سے آباد ہے دیار سخن انہیں کی وجہ سے چمکا ہے روزگار سخن نئے ہی رنگ سے ہے جوش پر بہار سخن یہی عروس سخن ہے یہی نگار سخن</p>

اسی کلام سے ہے آبروے اہل کلام	اسی سخن کی بدولت بڑھا وقار سخن
اسی بیان کو سب مستند سمجھتے ہیں	اسی زبان سے باقی ہے اعتبار سخن
اسی کلام سے پر نشہ ہو گیا تازہ	اسی سخن سے ہوئے مست بادہ حواریں
سخن زبان کی فعل میں کہی فصاحت	زبان کہی ہے نزاکت سے ہمکنار سخن
کوئی بیان پہ دست زبان گفتگو پہ کوئی	کوئی زبان پہ صدائقے کوئی نثار سخن
کوئی فریفتہ ترکیب پر ادایہ کوئی	کوئی ہے بسمل مضمون کوئی شکار سخن
کہیں بیان کی فصاحت میں تازہ گہنی	کہیں زبان کی لطافت میں ہے بہار سخن
جو پوچھی خلق سے مہتاب داغ کی تلخی	کہا یہ اُس نے کہ لالہ رنگ لالہ زار سخن

دلہ

آن وحید عصر کتائے جہان	تلج فرق شاعران شاہ سخن
خوش طبیعت خوش بیان طب اللسان	بلبل ہندوستان فخر زمن
حضرت استاد داغ دہلوی	کرد چون دیوان مرتب درکن
خلق ہاتھ گفت سال طبع او	جلوہ صبح طرب مہر سخن

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر سعیدیل خاں بستیل پاشا صاحب آبادی خرم تخلص
جناب حافظ محمد شمیر الدین صاحب جوم فیض تخلص

حضرت داغ سخنور کا جو یہ دیوان ہے	نام مشہور جہان مہتاب داغ اسکندریا
----------------------------------	-----------------------------------

باغ میں غنچہ چمک کر کہتے ہیں تاریخ راز
بلبل ہندوستان کے گلستاں کا پہول ہے

ولہ
عنوان تاریخی

گلستان خوبی ہے پاکیزہ دیوان
۱۳۱۰

کہان تہ شاہد معنی کا جلوہ دیکھنے والے
کہین شوخی فصاحت خوش بیانی نکتہ آرائی
کہین ہے بوستان عارض گلگون کی نیلگی
کہلا ہے راز فصلی سال کا حیرت ناغچہ
وہ چشم دل سے دیکھیں اس سراپا ناز کا جلوہ
کہین عاشق کے چول بچہ سو سار کا جلوہ
کہین شمشاد قد و زنگس طناز کا جلوہ
یہ دیوان داغ کا جادو ہے یا اعجاز کا جلوہ
۱۲۹۹ فصلی ہندی

قطعہ تاریخ از نتیجہ شاعر خوش ماں جناب میر محمد علی خان صاحب بیخ
کیڈر سالہ گوکنڈہ حید آباد تلمیذ جناب مصنف تلامذہ

مرتبہ گشت چمن دیوان دور شعر مصنف
خیال این نگہان آمد بگوئے رنج ناخوش
دامت باقی کہ مثلش نیست همچون بس آمد کا مطلب شد
بجملہ شجر اک اللہ سوم دیوان مرتب شد
۱۳۱۰

ولہ

چہا جبکہ استاد کا میرے دیوان
لکھنؤ میری یوں بادل شاد تاریخ
جلد مدعی خوشنویس دوست صاحب
یہ دیوان بھی داغ صاحب کا نایاب
۱۳۱۰

قُطْعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر خوش فکر جناب فیض محمد خاں نصیری نجف

چونکہ مطبع شد بجان مطبع	تازہ طباعی جناب داغ
طبع از طبع خود بہا لشر گفت	شدہ مطبع مانتاب داغ

قطعات تاریخ از نتیجہ فکر فلک پیم شاعر بی عدیل سخنور گمانہ جناب تیر بجلی صاحب
زور حید آبادی ملازم دفتر خانہ عامرہ سرکار

دنیا پہ داغ کا مہتاب نمایان	پورا بخت تیسرا ارمان ہوا ہے
بیساختہ تاریخ لکھی زور نے اسکی	مطبع جہان داغ کا دیوان ہوا ہے

ایضاً

گلزار داغ اول و بعد آفتاب داغ	دیوان تیسرا ہی دل افروز چہپ گیا
مردہ ہے عاشقوں کو سن عیسوی کی زور	مہتاب داغ و نامہ جگر سوز چہپ گیا

ایضاً

کیا گلستان سخن کی ہے سہ چند اکلی بہا	جلوہ داغ کا روشن ہے زمانے میں چراغ
عیسوی سال زور نے مرغوب جہان	مردہ زمیند چہپا تیسرا دیوان داغ

ایضاً

تہا جسکا نظریہ تین چشم یک جہان	اے زور اب چہپے میں ہا شعرا قلب سوز
تاریخ عیسوی کی ہے چوتھے فلک پہ دہم	مہتاب داغ چہپ گیا دیوان دل فروز

ایضاً رِباعی		
دیوانِ سوم عجیب و نایابِ داغ سن تو نے لکھا ہے عیسوی کا لے زو		چیتے ہی ہوا پسند اجابِ داغ دلسوز ورق چہا ہے مہتابِ داغ ساقی
ایضاً		
سر سبز ہے سدا گلستانِ داغ اسے زور یہ ہے نویدِ تاریخِ طبع		مہتابِ عیان ہوا بصدِ شانِ داغ لالہ کا چمن ہے دیکھ دیوانِ داغ ساقی
ایضاً		
گلزار کی تہی چک آفتاب کی تاریخِ طبع زور نے لکھی پہچان		مہتابِ داغ تیسرا جلوہ نما ہوا دیوانِ داغ دل چمن لالچہ چپا گیا ساقی
قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر نازک خیال خبابِ سراجِ میخانی صاحبِ سحر ہولنی		
چہا نواب مرزا کا وہ دیوان یہ ہے دیوان کی جد دل کیا انوکھے چلبے مضمون ہے ہر اک مصرع میں ہے اندازِ خوشی کہان پیدا ہیں ایسے نکتہ پر و لکھو تاریخ اسکی سحر تم بھی		کہ جسپر لوٹ ہیں دلہاے عالم کسی معشوق کا گیسو ہے پر خم فدا ہونے کو جان موجود ہر کہ تصویرِ پری ہے قد آدم مقولہ ہے زبانِ دانوں کا باہم کلامِ داغ ہے محبوبِ عالم

قطعیاریخ از تصنیف شاعر شیرین مقال ظہوری خیال جناب خواجہ
ولایت حسین صاحب سرور تخلص لکھنوی

دیوان داغ کیسا چیتا ہے شد و سستے ہے زیر طبع حکم حاکم سے وہ دکن میں تاریخ کے لئے تو کہہ دے سرور فوراً	صرف اسمین ہو رہا ہے کاغذ کا اور قلم دیکھئے تو کوئی اُسکو ہے لطف جامِ کم عالم میں دیکھو ہمدم مہتاب داغ چمکا ۱۸۹۲ء
--	---

قطعیاریخ از نتیجہ فکر طبع و قفا و اقتضای الشعر اشاعر پیشرو بی نظیر جناب
حافظ خان محمد خان صاحب شہیر تخلص ملازم سرکار بہاول

نیرنگ کلام میرزا داغ آئینہ جلوہ راز معنیست ہنگامہ فروش بی قیاست ہر بستیم کشاد دل را خمیزہ کشان کجا کجائید شاگرد جناب ذوق مرحوم این پیر طریق شاعری را در معرفت سخن شناسی وارد باداے خود دم تیغ	افسوں کوئی نوید آمد سرمایہ ذوق دید آمد در دانه بے ندید آمد نغمہ البدل کلید آمد خنجا نہ کش نبید آمد مرزا ست کہ بس رشید آمد ہر گوشہ دو صد میر آمد ہم مرتبہ بایزید آمد صد دل چو دم شہید آمد
---	--

<p>گلزارِ وِہم آفتابِ اُرش این جلوہ گرِ سوم بصدناز گفتیم شہیرِ سالِ طبعش</p>	<p>در لطف سخن مندید آمد باز اے دلِ نا امید آمد نظمِ نا دریدید آمد ۱۳۹۲ء</p>
<p>قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر نازک خیال جناب ابو محمد صاحب شمس تخلص متوطن کلکتہ تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی</p>	
<p>استاد کا جو دیوان چھپ کر ہوا مرتب تاریخ عیسوی کی اسے شمس فکر کی جب</p>	<p>تھا چار سو بیہ شہرہ لٹتی ہے ولت نظم آئی نذا فلک سے مبارک حمت نظم ۱۳۹۲ء</p>
<p>ایضاً</p>	
<p>چھپ چکا جبکہ تیسرا دیوان فکر تاریخ کی ہوئی مجھ کو شمس ہاقت دی فلک سے نذا</p>	<p>سب سے پایا جدا کلام داغ کہ مرتب ہوا کلام داغ نسخہ کیسا کلام داغ ۱۳۹۲ء</p>
<p>قطعات تاریخ از نتیجہ فکر فلک پیامی شاعر شیرین زبان نازک خیال جناب منشی نصیر احمد خان صاحب شوق میثقی رسالہ اردلی خاص بہوپال تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی</p>	
<p>بے بہا قطعات تاریخ ۱۳۹۲ء</p>	

عنوان تاریخی

چہا دیوانِ ثالث صاف و سبھا

۱۳۱۰ ہجری

کہیں نچا ہے ہر اک شعر میں معشوق کا انداز
 یہ وہنگ غضب کا ہے بلا کی سہی پردا
 نقطہ ہے ہر اک مرد کی چشم فسون ساز
 جسطح کہ آراستہ ہو شاہد طراز
 کچھ رنگ ہے استاد کا کچھ میر کا انداز
 دیوان کو کیونکر نہ کہیں نسخہٴ اعجاز
 عشاق کی منت کہیں معشوق کی انداز
 ان پر ہوا انجام کیا میر نے آغاز
 یہ لطف یہ شوخی یہ بان اور یہ انداز
 سعدی ہیں کہ میر اور کہاں بلبل شیراز
 یہ داغ کا دیوان ہے سوئے دل ناز
 ۱۳۱۰

استاد کا ہے کلک گہر بارِ موصو
 الفاظ دل آویز ہیں مضمون اچھوتے
 مصرع ہے ہر اک روکش ابرو سے حیدان
 یوں زیور خوبی سے نیرین ہیں مضامین
 ترکیب ہے مرغوب خوش اسلوب ہے بندش
 جادو ہے اشعار پہڑکتے ہوئے مصرع
 کچھ ہجر کی باتیں ہیں تو کچھ وصل کی گہائیں
 کی داغ سخن سنج نے کیا خوب بان و جفا
 دعوے سخن جب کو ہو وہ ہم کو بتا دے
 اس گلشنِ اردو سے مٹلی کی کرین سیر
 حاسد بھی پھر کجائیں وہ تارخ لکھوں شوق

عنوان تاریخی

دیوان ہے یہ داغ با صفا کا

۱۳۰۱ نوروز فارسی

عجب حضرت داغ کا ہے پہ پہا کہیں عالم آشوبی عشق پرین کہیں ذکر خور یزی تیغ ابرو کہیں جلوہ حسن کی لہریں کہیں شمع و پروانہ کی جانگداز کہیں لذت وصل و تکلیف ہجر کہیں ذوق کیفیت بادہ خوار کہیں ناوک انداز می مست گل کہیں ناز و انداز بین جلوہ آرا کہیں چکیان لہیں لیتے ہیں مضمون کہیں صاف لفظوں سے شوکت پیدا یہہ دیوان اہل سخن نے جو دیکھا لکھی شوق نے اسکی تاریخ روشن	د کہا یا ہے عالم کو رنگ طبعیت کہیں شورش انگیزی شوق و صلیت کہیں اشک افشانی چشم حیرت کہیں عشق پیاک و پر فن کی لہت کہیں بلبل و گل کی رنگین حکایت کہیں حسرت دید و رشک رقابت کہیں نازش ساقی حور طلعت کہیں مہر انگیزی چشم الفت کہیں سحر پرداز مہر و محبت کہیں شوخیان بین کہیں ہر شرارت کہیں چست بندش پیدا ارتک کہا ہے خدا ساز حسن بلاغت یہہ دیوان ہے جلوہ فرخ و فصاحت
---	---

عنوان تاریخی
ہے نگارستان داغ بادشاہ
۱۸۹۲ء

گلستان مضمون ہر دیوان داغ	ہر دیوان کے تازہ و داغ
---------------------------	------------------------

نہ پائینگے دنیا میں اسکا نظیر	کرین جستجو یا ریب کر چہ راغ
سنو شوق سے مصرع ل طبع	کہلا ہے معانی کا پاکیزہ باغ
	۱۳۱۰ نوروز قاری

عنوان تاریخی
عسدر و ج جلوہ سے مہتاب داغ اسکے ہوا
۱۹۲۹

دیوان داغ کیون نہ بصارت فرو چہ	کہلا ہے خوشنویس نے روشن ہوا سے
یہ روشنی طبع کا مضمون میں ہے اثر	مہتاب داغ جو گہا نور سواد سے
	۱۸۹۴ء

عنوان تاریخی
گلستان خوبی ہے پاکیزہ دیوان
۱۳۱۰

کہان ہیں شاہد معنی کا جلوہ دیکھنے والے	وہ چشم دل سے دیکھیں اس سراپا ناز کا جلوہ
کہیں شوخی فصاحت خوش بیانی نکتہ آرائی	کہیں عاشق کے وصل و ہجر سنو سنا کا جلوہ
کہیں ہے بوستان عارض گلگون کی زیرنگی	کہیں شمشاد قد و نرس طنار کا جلوہ
کہلا ہے راز فصلی سال کا حیرت نیا غنچہ	یہ دیوان داغ کا جادو ہے باغیاز کا جلوہ
	۱۲۹۹ء ہندی

ولہ

جب یہ دیوان جہان معنی ہے	اسکی تاریخ ہو وہ مشفق من
نکلے ہر چیز سے زمانے کی	شوق سے سچ یہ شکر فسخن

پہلے اُس چیز کے عد لکھ لے	جس سے ہوشکل مدعا روشن
پہرے سے ضرب کر تو بارہ سے	اور پانچ اُس میں جو اسے پرن
بعد ازان اُسکو چھ پر تقسیم	اور باقی کو اسے وحید بن
دو سے باسٹھ میں ضرب دینا	حاصل ضرب ہوگا ہجری سن

تمثیل قاعدہ

مثلاً لفظ آب سے تاریخ نکالنی منظور ہے۔ اسکے تین ہین۔ تین کو بارہ میں ضرب دیا
چھتیس ہوئے۔ اس پر پانچ بڑھے۔ اکتالیس ہوئے۔ اکتالیس کو چھ پر تقسیم کیا۔ چھ بار
گئے۔ پانچ بچے۔ پانچ کو دو سے باسٹھ میں ضرب کیا حاصل ضرب ۱۳۱ ہوئے علی القیاس

ولہ در صنعت ترجمہ

از فضل کردگار درین موسم بہار	سبز شد چو گلشن احتوائے داغ
گفتہ سال شوق بیک مصرع بلند	باغ گرین و نغمہ جاودہ دوائے داغ
	۱۳۱ ہجری ۱۳۱ قاسمی ۱۳۱ شریفی

تصیرح صنعت

ب	یک	دو	سی	چھ	پنجاہ	۰	۱۳۱
۱۰	۳۰	۲۴۲	۲۸۵	۹	۶۱	۰	۱۳۱
۶۱	۲۵۳	۳۸	۶۵	۳۰	۲۰۹	۴۰۰	۱۳۱
۲۰۹	۶۰۰	۲۰	۹	۲۰۹	۳۰	۲۱۳	۱۳۱

قطع تاریخ از نتایج فکر اجمند شاعر نگین بایں جناب میرزا محمد شرفیاری خان
صاحب شرف از عہد جاوہر تلمیذ جناب مصطفیٰ العالی

حضرت داغ کا دیوان سوم کیا کہنا غنیچہ دل کے ملنے اسکی ورق گردانی کسی بیمار محبت کی کہانی ہے یہ لوٹنا ہے کہ مرتب ہوا مہتاب داغ سن ترتیب شرف تم ہی لکھو کیون نہ لکھو	محزن علم و ہنر ہے کوئی کیا جانے ہے جنش بادِ سحر ہے کوئی کیا جانے ہے قصہ دردِ جگر ہے کوئی کیا جانے ہے ہم کو تحقیق خبر ہے کوئی کیا جانے ہے سر نہ مفت نظر ہے کوئی کیا جانے ہے ۱۲۹۱ھ
---	---

ولہ

خوشا مطبوع شد دیوان استاد نداکرد از سر تحقیق ہاتف	سخن سخنان مبارکباد لکش گہو دل کش شرف از نظم لکش ۱۳۰۹ھ
--	---

قطع تاریخ از نتایج فکر جلیل جناب ابو جمیل مولوی عبد الجلیل صاحب شیفۃ
بہگوانپوری ضلع مظفر پور تلمیذ جناب نیر بنارسی

یشک ہے کلام داغ خوش گو ہاتف نے کہا یہ شیفۃ سے	محبوبۃ لا جواب نادر تاریخ ہے انتخاب نادر ۱۳۰۹ھ
--	--

ولہ

	<p>جب طبع ہوا داغ کا دیوان سوم اب طبع ہوا داغ کا دیوان سوم</p>		<p>اک دہوم محی اہل سخن میں ہر مینے ہی کہا شیفۃ بہر تاریخ</p>	
		ولہ		
	<p>بخطاب طوطی ہند خواند کویش شک ہزار گفت پی سال طبع دلم۔ زبے سخن ہمیشہ ہیا گفت</p>		<p>چو کلام حضرت داغ ماکہ یکے ز اہل سخن ورا ز برای ز نسبت ناظرین شد طبع شیفۃ خزین</p>	
	<p>قطع تاریخ از نتیجہ فکر بلند جناب مولوی یوسف خان صاحب دولوی بر تلمیذ بہت</p>			
	<p>دلے اُسے بہت پسند کیا کیا کلام نفیس داغ چپا</p>		<p>جسے دیکھا کلام حضرت داغ سیر ہجت سے لکھا صابر نے</p>	
	<p>قطع تاریخ از نتیجہ فکر مخمورین بایں جناب مخیر عبد الرحیم صاحب صاحب خف جاج قاضی محمد نپاہ صاحب سالہ دار سرکار تلام شاگرد جناب مصطفیٰ علی</p>			
	<p>ہر اک کہہ رہا ہے بہت خوب ہے ہر اک زندہ دل کا یہ محبوب ہے صبا کہہ ہی دے کیا ہی مرغوب ہے</p>		<p>چہا کیا ہی دیوان استاد وہ یہ عشوق کی جان عاشق کا دل تجہ اس قدر و سکر تاریخ کیوں</p>	
	<p>قطع تاریخ از نتیجہ فکر شاعر شیریں زبان جناب محمد عبد الحق صاحب صفا قادری شہیدی رام پوری</p>			

ہوے حضرت دلغ جو رونق افزا	تو کیا جلوہ آرا بہارِ دکن ہے
ہوے سیکڑوں چشمہ فیض جاری	یہ بحرِ طبیعت بھی کیا موج زن ہے
چہا آج دیوانِ بمیل اُگنا	جو مہتابِ داغ آفتابِ من ہے
ہوا اوج آرا وہ بختِ ہمایون	کہ اب قدردانِ شہر یارِ دکن ہے
ہر اک شعور سے موزن ہیں بہارین	یہ دیوانِ رنگینِ ہر شکِ چمن ہے
صفائین نے تاریخ پر نور لکھی	یہ مہتابِ اوجِ سمائے سخن ہے

قطعہ پنج از نتیجہ فکر شاہِ خزانِ نہایت اسی یا ضرخِ جنابِ محمّد صاحبین صنا
صبا نائبِ محکمہ نیابت وزارت دیوانی و فوجداری ریاست بہوپال

ز انوار سخن شد چشم مشتاقِ جہان شون	فروغِ نظمِ دلغ تیار کن نوامہ تابستین
بشوخیہاے معنی پیکرِ الفاظِ سحر آگین	سرِ پایلوہِ نیرنگیِ حسنِ شبابِ ستین
بیاموشی تماشا کن اگر چشمِ ہوس داری	چو سوز و طور را آن شمعِ حسنِ بقا بستین
بچکند چشمِ نظارہ بہارِ دامنِ گلچین	ز نگاہاے مضامینِ و کشِ گلشنِ کتابستین
بہ بین از دیدہ مست سخنِ کیفیتِ شوخی	بلقہ اندر کجا معنی ست در غرورِ تابستین
نگاہِ شوقِ محدودِ چشمِ خویش را گوید	پئے ہر شعر معنیِ خیرِ صادقِ انتخابِ ستین
بشوقِ دیدنِ ذوقِ شنیدنِ مژدہ اید	کہ چشمِ گوشِ مشتاقِ سخنِ واقع با بستین
سخنِ با طرزِ دل آویز خود ہر دل غریز آمد	ہمہ نازش فروشِ شوقِ طبعِ شیخِ شابستین

شہزاد سراپہ حسن متبول آرائش معنی تہ تکرار ای صبا تاریخ زلف مکر کن	کلام ستاین کہ تاثیر و عا سے تہاب ستاین کلام لاجواب ستاین کلام لاجواب ستاین شاہد امیر
--	--

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر انیق شاعر خوش گو سخنر معانی جناب صبر صاب لکھنوی

شیفتہ ہون دل سے مین ناز کلام داغ کا ترک دیوان غالب و میر طفر کے ہوئے سن کے جی اُٹتے ہیں لاکھوں سال کے کُئیے دلا جب سنی یہ دھوم چٹپٹا ہوتا داغ ہے بلبل دل سے ملا یہ مصرع تاریخ صبر	ذکر ہے ہر بار انداز کلام داغ کا خلق میں شہرہ ہے آغاز کلام داغ کا وصف ادنیٰ ہے یہ عجیب کلام داغ کا دم لگا بہرنے میں دلساز کلام داغ کا واہ کیا کہنا وہ انداز کلام داغ کا شاہد امیر
---	---

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر احمد جناب سید محمد امروہ علی صبا صبر تخلص ہویالی

داغ نے ایسی دکھائی ہے بہار باغ نظم ذکر حبت میں بہار نظم کا پہونچے اگر ماہتاب داغ کی تاریخ لکھو صبر گر	نقطہ نقطہ صفحہ دیوان کا ہے رشک چمن دل میں رضوان کے ہو پیدا شوق گلزار سخن کہہ دو تم۔ اب خوب چمکا نثر و فکر کہن شاہد امیر
---	--

قطعہ تاریخ از نتیجہ سخن نبی لطیف جناب منشی معواذ احمد صاحب ضمیر خلف قلمیہ

جناب منشی امیر احمد صاحب امیر فانی

<p>نور مہتاب داغ سے چمکا سچے دل سے ضمیر کہتا ہے</p>	<p>اور اہل سخن میں نام داغ لائق ناز سے کلام داغ</p>
<p>قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر اجندہ محمد نعیم الحق صاحب صنو تحفہ شیخینوی شاگرد جناب امیر و جناب مصنف ظلہ العالی</p>	
<p>چہا دیوان اُس اُستاد کا صنو نہ کیونکر دل ہواں دیوان میں منتخیر سر دیوان سے فصلی سال پایا</p>	<p>کہ جو اُستاد اُستادِ زبان ہے مصنف اس کا اک جادو بیان ہے خیالِ بلبیل ہندوستان ہے</p>
<p>قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر فلک پیما شاعر شوخ فکر نگین بیان جناب نواد میرزا بہار الدین خان صاحب نمبر۹ نواب ضیاء الدین خان صاحب مرحوم رئیس لوہار و طلبہ شاخص انسپکٹر تعلیمی و تعلیمی سنٹرل انڈیا</p>	
<p>بظہا دیا نہ خدا کے کرم سے احسن کا قلم نے کام کیا تیغ تیز سے بڑ بکر شہرِ دکن کے لئے زیب نہا ہی اُستاد دکن کے شاہ نے دی اُسکو دولت و کلام اس کا ہے مرغوب شہر یارِ دکن</p>	<p>دکن میں داغ نے سکھ زبان اُردو کا حریف کوئی مقابل نہ اُسکے ٹھہر سکا کہ ہے یہی تو شہنشاہ ملکِ مغنی کا خدا نے علم کی دی اُسکو نعمتِ عظمیٰ کلام اس کا ہے مقبول بارگاہِ خدا</p>

کلام اسکا ہر اک خاموس عام کو دل سے	پسند آیا ہے آتا رہیگا آئے گا
نیا ہے رنگ نخر طرز سے نخر بندش	نیا ہے لطف نئی بات ہے کلام نیا
دیا جو حکم کہ بوپپ کے مشتبر کلام	تمام بند میں مہتاب داغ جا چکا
سے اس کلام میں وہ تازگی غنیمت کی	چمن ہر جیسے لطافت سے باغ کھلا
اسی کلام پہ عاشق مزاج میں مقنون	ہے اس کلام میں انداز دلربائی کا
اسی کلام سے رونق زبان اردو کی	اسی کلام پر اہل زبان میں دل سے فدا
ہے اس کلام کی خوبی بیان سے باہر	کہ اس کلام کا شہرہ کہاں کہاں پہنچا
طلب یہ ہا تف غیبی نے دی نذر محکمہ	لکھ اس کلام کی تاریخِ نظم پیش ہوا

قطر یارِ سخن از نتیجہ طبع آسمان پویند شاعر خوش فکر و بی نظیر خاں طہیر الدین
صاحب دہلوی طہیر تخلص شاگرد استاد ذوق

زمانے کو شرورہ جہان کو نوید	کہ تابان ہوا ماہ تابان داغ
بہارِ مضامین رنگین نر چوہ	لشکفہ میں سرین و ریحان داغ
عجب حسن پر ہے یا سخن	عجب جوش پر ہے گلستان داغ
فصاحت کا دریا ہوا موج زن	زہے بارش ابر فیضان داغ
بلاغت کی پوچھ تو کچھ حد نہیں	کہ مشکل سے مشکل ہے آسان داغ
اگر نکتہ نکتہ ہے باب سخن	تو گنج معانی ہے دیوان داغ

شائے سخن میں ہے قاضی زمان نہ ہے پایہ گاہ کلام بلوغ بیچے مکر تاریخ کی تھی تھیر سرافکندہ انجام میں افلاک پر	جہاں تک پہنچیں ہستیاں داغ زبے عطیت و شوکت و شان داغ ہوئی رہنمون طبع و شان داغ کہ طالع ہوا نجم دیوان داغ
تاریخ طبع و دیوان استاد سلطان دکن ببل ہندوستان جناب اب مرزا خان صاحب داغ دہلوی نتیجہ فکر محمد حبیب عشق شاگرد مہر مظلہ	
از نیم کلام حضرت داغ سال طبعش سرور غیب عشق	غنچہ دل بزم گل شکفت نغمہ غزل دہلی گفت
ایضاً	
شد چو دیوان سو میں داغ ملہم غیب سال طبعش عشق	صورت آفتاب عکس فتن گفت - مہتاب آسمان سخن
قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر مازک خیال جناب محمد یوسف حسین صاحب عربی مارہروی شاگرد جناب مصنف مظلہ العالی	
مرتب کنون گشتہ دیوان داغ ازین نغمہ تازہ و ساز خوش	کہ ہر سطراد سکب درعدن بوجد اندر آمد دل و جان من

نہ ہے شاعر و شعر را پایہ	با فلاک شعر شہ دست زن
چنین گفت مصراع سالش عزیز	بہار معانی در روح سخن

ایضاً

دیوان جناب حضرت داغ	جب طبع ہوا بزیب فرینت
تاریخ عزیز نے یہ لکھی	گلدستہ نعت و فصاحت

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر شیرین زبان جناب حکیم محمد قیام الدین صاحب جونپوری
فکر تخلص تلمیذ جناب منشی امیر احمد صاحب امیر

فکر مہتاب داغ مین ہے وجہ	کہ فلک کہہ اٹھاتہ قربان
کیا قمر مین ہیں چار چاند لگے	مہر اس مہتاب پر قربان

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر خوش مقال جناب فضل شاہ خان صاحب قریاق
شاگرد جناب منشی محمد ممتاز علی صاحب آہ

کلام داغ جاوہ ہے اثر مین	مگر جاوہ مین بات ایسی کہاں ہے
نہ کیوں ہر لفظ سے ٹپکے حلاوت	کلام شاعر شیرین بیان ہے

قطعہ تاریخ از فکر شاعر خوش بیان جناب اللسان جناب محمد قادر علی صاحب قادر
سرشتہ دار بخش نگر حلیہ یاس ہے پیاں

کلام نواب میرزا ہے بہ نظم و بچپ و دلربا ہے	زبان میں اور ہی فراہم پان میں نگہ دہرا ہے
مذاق شیریں اس سخن میں شکر گے یا گہلی میں	یہ آج شہرہ اہل فن میں کلام شیریں بامرا ہے
سخن بہ منتخبہ قادر سمجھتے اسکی ہن قدر	یہ خوب یونس ہے اسکی ظاہر جو میں نہ ہن ہن
خیال تاریخ دلمین گذار تو سال چھری بان پایا	فیض زیبا ہے تازہ بندش بیان جا دوہرا ہے

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر بلند شاعر مکنتہ سنج جناب مولوی محمد قمر الدین صاحب
شاہجہان پوری قمر و ملاں تخلص منشی محکمہ صد عدالت صوبہ
شمالی ملک سرکار عالی شاگرد جناب صنف ظالمہ

حضرت نواب سزاخان داغ	اوستا و نامی ہندوستان
کرچون تصنیف دیوان سوم	شش جہت شد شہر تشر اندر جہاں
گشت روشن چشم مشتاقان ازو	تیرہ شد عالم بروئے طاسد
سال طبعش عیسوی گشت	ماہیتاب داغ ملک افروز جان

ایضاً تاریخ اردو

عجیب شیریں گلزار داغ ہے پیشک	غریب نور میں آفتاب داغ بجا
مگر توبہ ہے جناب ماہیتاب داغ طلوع	یہ چاند ہی ہے سپر بخوری میں نیا
کہا ملاں نے تاریخ طبع کا صرع	جناب داغ کا دیوان لا عدیل چاہا

قطعات تاریخ از نتیجہ فکر ارجند شاعر شوخ فکر جناب محمد محمود صاحب
محمد و تخلص تلمیذ جناب مصنف دام فیضہ

تو کیا دیکھتا ہوں کہ اک انجن ہے
غرض بزم کی بزم گل پیر ہن ہے
یہہ محفل کہ پہلا اک چمن ہے
خوشی ایسی کمن زیر چرخ کہن ہے
مسافر ہے کوئی غریب الوطن ہے
کہ جو آجکل زریب بخش دکن ہے
کہ۔ جلوہ ناما مانتاب سخن ہے
۱۳۱۹ھ

مری اک لکھ چپکی تھی محمد اک شب
نئے لوگ ہیں اور نیا ساز و سامان
بلا کر یہہ اک شخص سے میں نے پوچھا
سبب منعقد ہونے کا تو بتا تو
کہا اُس نے اے پخیر تو مُفتر
اُس اُستاد کامل کا چپتا ہے دیوان
کہا میں نے تاریخ کیا ہے تو بولا

ایضاً

کہ عالم ہے خوشی سے باغ باغ آج
وہ شایع ہو گیا ماہتابِ باغ آج
۱۳۹۲ء

مجھے حیرت تھی کیا ہے ایسی شادی
نیدا آئی کہ لکھہ محمود تاریخ

ایضاً

کیا جوش پر ہے باغ دکن میں بہارِ داغ
بلبل صدا داغ ہیں گل ہیں نثارِ داغ

دیوان چپ ما ہے کہ ہیں چل کہل
ہیں گلشن جہان میں وہ ذوق اس کلام

محسود کو خیال جو تاریخ کا ہوا	آئی صد اغیب - کہو لالہ زار داغ ۱۳۱۰ھ
	ایضاً
جب چہا دیوان جناب داغ والا جا کا مین نے ہی محمود سنکر لکھی یہ تاریخ طبع	دوستوں کے دل پہ خوش دشمنوں کے ہوش کم اب ہوا شایع مرے اُستاد کا دیوان سوم ۱۳۱۰ھ
<p>قطعات تاریخ از نتیجہ فکر گہر ہار شاعر نازک خیال جناب مولوی عبدالحمید خٹنا</p> <p>مقبل ساکن ٹونک ملازم محکمہ صمد المہامی بہوپال</p>	
سبحان امہ حضرت داغ	زانگو نہ کلام خویش پر است
کر دیدن او بھر کرانہ	احسنت ز کام خلق بر خاست
مقبل چہ نمک نشاندہ سال	معشوق ملیح جلوہ آراست ۱۳۱۰ھ
	ایضاً
داغ کی روشن بیانی دیکھیے	داغ کہاے اس سے دلپواہ نے
وصف دیوان مین یہ مقبل نے کہا	گل کہلائے داغ عالی جاہ نے ۱۳۱۰ھ
	ایضاً
کیا داغ کا دیوان ہے کوئی آئینہ خانہ	مردم سے کیوں نمیکہ کے رہا تے ہیں شہنشاہ
یہ ہی جو نہیں تہ تو پری خانہ ہے پشک	دل دیکھنے سے جسکے ہے دیوانہ و مضطر
کیا خوب یہ مقبل نے لکھا سال الہی	معش کا پرستان ہے یہ دیوان منور ۱۳۱۰ھ

ایضاً

یہ تیسرا دیوان بھی لکھا داغ نے کیا جو پایا ہے سخن میں بجز اطرز حسد او ہے رنگ سخن رنگ زمانہ سے فوق حالیہ لکھا تو نے یہ مقبل سرفصلی	پہلوں سے مضامین کے سراپاے گلستاں اُردو کا بجا ہے جو کہیں آپ کو سجاں پیدا ہے جو اک بات سجاتین ہیں نہان اک داغ ہے حاسد کے لئے جلوہ دیوان ۱۳۹۹ء ہندی
--	---

قطعات تیارخ از نتیجہ فکر شاعر شیرین مقال جناب برہان علی صاحب
محمود تخلص حید آبادی تلمیذ جناب مصنف مظاہر العالی

چہا تیسرا داغ صاحبکا دیوان لکھا سال ہجری یہ مجموعہ ہے	مضامین خوب اصطلاحات عمدہ ہو اطبع سب مخزن روزمرہ
--	--

ایضاً

جو دیوان چہا میرے استاد کا سرفراش سے سال لکھ عیسیٰ	ہو کیا ہی محمود دل باغ باغ ہو اطبع رنگین یہ مہتاب داغ ۱۳۹۶ء
---	---

قطعات تیارخ از نتیجہ فکر شاعر خوش فکر نازک خیال جناب محمد غالب مزاح صاحب
مراد تخلص براہ زراہہ و شاگرد جناب مصنف مظاہر

ماہ کیا دیوان ہے مہتاب داغ	شمس نورانی ہے یہ ماہ تمام
----------------------------	---------------------------

<p>شاعری نازان ہے جس ستار واہ لے نواب زخان داغ انجیا یہ دیوان نامی چپ گیا ابتدا سے انتہا تک ایک ہے چاند ہے کیئے تو اسمیں داغ اسکو کیا سورج سے ہم تشبیہ اب رستے کس چیز سے دیجئے مثال حاسد و خنکار شک سے دل ہو کباب اسکا سال طبع یوں لکھو مراد</p>	<p>کون وہ استاد اس فن کا رام مستند دنیا میں جنگا ہے کلام جسکے آگے ماہ و اختر ہیں غلام سر سے پا تک روزمرہ ہے تمام اور یہ بہ بیداغ بالکل لا کلام اسمیں نور اور اسمیں آتش ہر تمام ہموتی ہستی ہے قلم کی روک تھام دشمن اسکی آگ میں لوٹیں مدام سب کلام داغ سے ماہ تمام</p>
--	--

ایضاً

<p>ہوا وہ تباہ داغ تباہ جسے و پڑھیں و مہین فرغ سے اسکے جگمگایا سپرہ جلال اُرد مجھے ہوئی فکر اسکی جسدم ختم کیا لکھن پکارا ہمارا لکھو۔ کمال فضل و کمال اُرد</p>

قطعات تاریخ از نتیجہ فکر شاعر نازک خیال روح و روان گلشن سخن
جناب محمد شاکر حسین صاحب نگہبخت تخلص سہسوانی

چہنچاہیہ دیوان داغ کا ہے کہ شعلہ روشن چراغ کا ہے

جو رنگ مضمونوں میں باغ کا ہے بہارِ معنی میں تازگی ہے
 بلند اشعار ہیں سراسر زمینِ غزلوں کی ہے فلک پر
 ہر ایک نقطہ بنا ہے اخترِ سوادِ تحریہ چاندنی ہے
 بہری ہیں کیا شوخیانِ بلا کی ٹرپ ہے بندش میں انتہا کی
 یہ منکر ہے داغِ خوش نوا کی طبیعت ایسی کیسے ملی ہے
 یہ حسن ترکیب ہے سراپا کچھ ہوا حور کا ہے نقشا
 ہر ایک مصرع ہے قد پری کا یہ سادہ پرکارِ شاعری ہے
 ہے روکشِ لالہ زار دیوان نہ کیوں دکھائے بہارِ دیوان
 نظر سے گزرے ہزار دیوان کچھ اسکی پرداز ہی نہیں ہے
 اسی پہ مَرتا ہے سب زمانہ یہی ہے اک زیت کا بہانہ
 بیان میں ہے رنگِ عاشقانہ سخن میں معشوقیت بہری ہے
 لبہا رہے ہیں دلوں کو مضمون ہر ایک شعرون میں سحر و فضا
 سخن پہ ہے چٹم شوقِ مفتون نگاہِ حرفوں پہ جگمگی ہے
 زبان کی تعریف میں کروں کیا ہوا ہے اشعار سنکے سکتا
 نہیں ہے شہ میں زبان گویا چپ ایسی کچھ آج لگ گئی ہے
 کہلاؤ نگہیت گلِ مضامین سناؤ تاریخِ نوزِ آگین
 کلام و لکشن بیانِ نگین یہ معجزہ ہی ہے سحر ہی ہے

ایضاً

کلام حضرت نواب مرزا	پسند خاطر پیر و جوان ہے
نہیں دیوان داغ نکتہ پرو	متاع حسن معنی کی نگاہ ہے
چپے ولین نہ کیونکر زنگ مضمون	زبان شاعر کی خنجر کی زبان ہے
بہری ہے کوٹ کر شوخی سخن میں	جزاک اللہ کیا حسن بیان ہے
نہ پوچھو رفتِ شانِ معافی	زمین شعر شکِ آسمان ہے
ڈہلا ہے حسن کے سانچے میں شعر	سخن سے نور کا جلوہ عیاں ہے
بیان میں ہے بہا حسنِ یوسف	ہجومِ شوق عالم کا روان ہے
پریخانہ کا ہے ہریت میں لطف	جو مصرع ہے قدوِ جاناں ہے
ہر اک برجستہ مصرع شوخیوں سے	حریف مصرع برقِ طپان ہے
نہ کیونکر آبرو پائین مضامین	طبیعت جوش دریا روان ہے
لکھی برجستہ نگہت نے یہ تاریخ	کلام شاعر شیریں بیان ہے

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر نگین سخن عالمی فکر جناب مولوی محمد فصیح اللہ خان
صاحب تیر تخلص رئیس شہر نیاسر تلمیذ جناب مرزا
محمد حسن صاحب فائز

چھپ گیا دیوانِ ثالث داغ کا

جسکو روح و جان آرا ایش کہو

فکر سال طبع اے نیر جو بھو	ہے نگارستان آرایش کو ۱۳۰۹ھ
<p>قطعة تاریخ از نتیجہ طبع بلند و فکر اجند جناب سید آل حسن صاحب نگہت شاگرد جناب نسیم بہرت پوری</p>	
واہ کیا عمدہ چہتا مہتاب داغ	شان الفاظ و معانی دیکھنا داغ کی محبت زبانی دیکھنا ۱۳۱۰ھ
<p>قطعات تاریخ از نتیجہ فکر شاعر شیرین زبان جناب محمد فخر الدین صاحب ناہم تخلص فرزند جناب حافظ لطف الدین صاحب سوداگر رام پوری</p>	
چہتا میسر جبکہ دیوان داغ	ہوئے دیکھ کر شاوار بابین رقم زدہ مبارک عروس سخن ۱۳۰۹ھ
ایضاً	
چپ گیا دیوان ثالث داغ کا	جو سخن گوئی میں ہیں عالی مقام دُر تاج شاعری ہے یہ کلام ۱۳۱۰ھ
ایضاً	
دیوان میسر ہی چہتا خوب داغ کا	مشتاق جکے دید کا سارا جہان ہے سب کچھ ہے حسن و عشق کی گویا پہچان ہے

انصاف سے جو دیکھتے نادیم تو واقعی فضلی و عیسوی لکھے یہ دونوں ہیں سال	افت کی بندشیں میں بلا کا بیان ہے مضمون سحر کے ہیں غیب کی زبان ہے ۱۲۹۹ھ ۱۸۹۱ھ
ایضاً	ایضاً
گشت دیوان ہوم طبع چون بصد بے تاب بہر تاریخ مسیحی فکر دامگیر شد	از گل مضمون نگینش معطر شد و داغ از دل و جان گفت نادیم - سلک گوشت داغ ۱۲۹۹ھ ۱۸۹۲ھ
ایضاً	ایضاً
زہت فکر داغ ہمدان قرن بصد حسن صحت چو گرد طبع پئے عیسوی سال نادیم شتاب	چہ زیبا در نظم نایاب سفت بد لہا گل شا ومانی شکفت بلک سخن سکے داغ گفت ۱۲۹۹ھ ۱۸۹۲ھ
ایضاً	ایضاً
طبع مہتاب داغ شد نادیم شد بد و طبع سال طبع کہ بہت	کہ از آن گشتہ روشنی بد داغ فکر حاضر - جناب مرزا داغ ۱۲۹۹ھ ۱۸۹۲ھ
قطع تاریخ از نتیجہ طبع شاعر ستم بیان معرکہ سخن منشی محمد عبدالرزاق صاحب نصر باشندہ ناگو حال ملازم سرکار نظام الملک آصف خاں خلدی ملک	بولے تاریخ اس کے سب کہ وہ
سن کے مہتاب داغ کا چہنا	

<p>کون کہتا ہے تیسرا دیوان</p> <p>باب ہے رحمت خدا کا یہ</p> <p>۱۳۰۹ سنہ</p>	
<p>قطعات تازیخ از نتیجہ طبع شاعر نازک خیال</p> <p>ماثر عدیم المثال ہمایہ طالب حکیم</p> <p>جناب منشی شبیر حسین صاحب نسیم تخلص شاگرد رشید جناب مصنف مدظلہ</p>	
<p>کیون نہون خوش دیکھ کر اہل کمال</p> <p>اور ہے ایسا کوئی نازک خیال</p> <p>ہاں یہی ہے رونق افزا کمال</p> <p>دیکھتے کہتے ہیں اسکو بول چال</p> <p>معجزہ ہے یہ کہ ہے سحر حلال</p> <p>سنگون ہے بام گرد و پیر لال</p> <p>کٹے ہیں دلمین کیا کیا خوش حال</p> <p>یہ پری بندش پہا کیڑ خیال</p> <p>گلشن قفر کا یہ ہے نہال</p> <p>ہے یہی تو شمع نرم حال و حال</p> <p>ہے اسی سے رونق حسن و جمال</p> <p>ہے اسی کے دام چٹن و جمال</p> <p>دل چکارا ہے عبت آسا خیال</p>	<p>تیسرا دیوان چپا استاد کا</p> <p>اور ہے ایسا کوئی جادو بیان</p> <p>ہاں یہی ہے تازگی بخش سخن</p> <p>یہ ہے اُردو سے معلیٰ دیکھتے</p> <p>عقل حیران ہے کہ اسکو کیا کہن</p> <p>اسکے ہر مصرع کے تیور دیکھ کر</p> <p>دیکھ کر ہر شعہ کی بانکی آدا</p> <p>یہ مضامین یہاں بند ہی کی شان</p> <p>ہاں یہی میوہ غذائے روح ہے</p> <p>ہے یہی تو انجمن آرائے عشق</p> <p>ہے اسی سے گرمیے باز عشق</p> <p>بس اس کا حسن ہے زاہد و فریب</p> <p>عدوی تاریخ کی تہی محب کو فکر</p>

<p>نہاں کلک داغ خوش بیان نے سراے اُڑا کر وجد لکھ دے مضامین کے کہلائے داغ کیا کیا دیئے ہیں حاسد و نکو داغ کیا کیا</p>	
ایضاً	
<p>عنوان تاریخی دیوان داغ ہو گیا اعدا کے واسطے</p>	<p>شہ آ</p>
<p>محسود کے لئے ہے نہ حامد کیسے دیوان ایک داغ ہے حاسد کیسے</p>	<p>لطفِ زبان ریختہ مخصوص داغ ہے کیون ہو نہ بارِ رشک سے اعدا کا رنگون</p>
ایضاً	
<p>عنوان تاریخی ہے مہِ کابل یہ دیوان داغ والا جاہک</p>	<p>شہ آ</p>
<p>جناب داغ خوش آہنگ بلبل کہلائے داغ نے اعجاز کے گل</p>	<p>زبانِ ریختہ کے باغ کے ہین صبا کا رشک سے کیون دل نہ نکلے</p>
<p>قطعہ تاریخ از طبع شاعر نازک خیال سخن جو بی نظیر جناب محمد وزیر صاحب</p>	

وزیر مالک مطیع رین پریں اجا خضر لگو ہر آصفیہ کلکت

مری آنکھ تھی مائل خواب اک شب
 نہ لینا تھا چکی کوئی شوخ و لہن
 غم دنیوی سے فراغت تھی حاصل
 سرت کا ہنگامہ تباہشش جہت میں
 کہلے نظم کے گل زمین سخن میں
 دمان سننے والوں کا ہوتا ہے جمع
 رسا ہوتی ہیں مرجا کی صدائیں
 طبیعت کی جدت میں ہی شوخیان ہیں
 عجب وقت تھا وہ سہانا سماں تھا
 غضب ہے موزن کی اللہ اکبر
 عجب نور کا وقت ہے صبح صادق
 کوئی کہہ دیا ہے باحان عشرت
 کسی نے کہا دل میں خدشہ ہے ناحق
 چہا دہلوی داغ صاحب کا دیوانا
 وزیر آکے کا نوٹین کہتا ہے تھپ

غفلت سے آد تھا قلب پر غم
 تھی اشک حیرت سے تھی چشم پر غم
 ہر اک گہر میں تھی شا و مانی فراہم
 مزاج زمانہ ہی تھا کچھ نہ جسم
 مضامین کے طائر مچاتے ہیں آؤ دم
 جہان ہم سخن شعر کہتے ہیں باہم
 نقلی کی لیتے ہیں شاعر جو پیہم
 بدلتا ہے رنگ آسمان لاکھ ہر دم
 فلک پر سحر کی سفیدی تھی کم کم
 شب و صبح کے سونے والوں کو ہے غم
 بہت طبع انسان کی رہتی ہے حرم
 یہی قلب محزون سے فرحت ہے توام
 میسر ہر اک کو پیہ ہو وقت جسم جم
 دل خستگان جہان کا ہے میر ہم
 ابھی یہ ہو - نظم مقبول عالم

	ایضاً	
<p>ہے اوج پر اسے وزیر اختیار کر بے شبہ ہے۔ محفل خیال شبہ ۱۳۰۹</p>		<p>ہاتھ کی بندانے دی یہ کا نکو خبر سچ کہتی ہے خلق اسکو ہتاب داغ</p>
	ایضاً	
<p>آئینہ سے سوا ہے جوشق صفائے داغ دیکھنے لگا ہاہل معانی ضیا۔ بے داغ شہرورد میر کیون نہو ظل ہمالے داغ ہے ذہن میں بسی ہوئی تیری ہوائے داغ ناظم جہان نورد ہے فکر سائے داغ ۱۳۱۰</p>		<p>ہے اُس سے شکل معنی نوصاف آشکار خلق خدا میں نور ہے ہتاب داغ کا دیوان داغ ملک دکن میں چیا وزیر تاریخ کی جو فکر ہوئی بولا یہ سرش کچھ غور کی ضرور نہیں صاف صاف لکھ</p>
	ایضاً	
<p>ہے یہ ہتاب داغ لاثانی کاتب اُس نظم نو کا ہے مانی طبع کی سال میں تھی حیرانی بولا ہے فکر تیری دیوانی طلعت آفتاب نورانی ۱۳۱۱</p>		<p>شاعر نامور کا دہلی کے اُسکے چہینے کا ہے دکن میں شور اضطراب فرد سے مجھ کو وزیر مجھ کو مضطر جو پایا ہاتھ نے یہ خداے سخن کا ہے دیوانی</p>

قطعا تاریخ از سبجہ گلشن عذیبان جنانشی محمد عزیزنا العجاظم ہسوا

کیا ہی رنگین صورت گل داغ نے دیوان لکھا بیل ل بول اٹھایوں گلبن تاریخ پر	اسکو کہتے ہیں بان خوش بیان عذیب اب لکھ اور اقل گل پر داستان عذیب شہ ۱۳۱۰ ہجری
---	---

ولہ

منظر لطف نظم مرہم دل شہ ۱۳۱۰	منظر قدس ہم نوادر باغ شہ ۱۳۱۰
نغمہ ظور داغ نامہ حبہ شہ ۱۳۱۰	نظم گلزنگ در دنامہ داغ شہ ۱۳۱۰

ولہ

این چہ دیوان نوشت مرزا خان تازہ تاریخ تحبہ گفتم	ہر غزل مطلعی ز لمعہ صبح ریخت مہتاب داغ جلوہ صبح شہ ۱۳۱۰ ہجری
--	--

الحمد للہ والثناء دیوان مہتاب داغ من تصنیف جناب نواب میرزا خان قضا داغ دہلوی بتاریخ
۳ شہر جمادی الثانی ۱۳۱۰ مطبع غریزہ کراچی قید آیا و مقام جتہ باہتمام محمد عزیز الدین کے چپا۔

صحت نامہ مہتاب داغ

[illegible]

صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ		
۱۴۴	۳	اُدہرا ہوا	اُدہرا ہے	۱۸۱	۱۳	ٹہرے	ٹہیرے	۲۳۶	۱۳	بچے	بچی
۱۱	۱۱	مزا	مزہ	۱۸۲	۸	ٹہرا	ٹہیرا	۱۳۹	۱۰	مفت	تو مفت
۱۳	۱۳	تیرے	توے	۱۸۴	۵	مزا	مزہ	۲۴۰	۴	اور شہر	اور شہر
۱۲	۱۲	سوال سچے	سوال سچے	۱۸۵	۱۱	تیری	تیرے	۲۴۲	۹	خچہ	خچر
۱۴	۱۴	دانہ	دانے	۱۸۵	۱	ہماری	ہمارے	۱۲	۱۲	بستے	بستے
۱۵	۱۵	لگائیں	لگائیں	۱۸۶	۱۰	برس	برس	۲۴۸	۲	لکھنا	لکھنا
۱۱	۱۱	صیاد	ریزن	۱۹۳	۲	میری	میرے	۲۵۰	۱۵	دیکھا	دیکھا
۹	۹	یہ کہتی	کہتی	۱۹۳	۲	مزا	مزہ	۲۵۱	۷	تیری	تری
۱۷	۱۷	ٹوٹ گئیں	ٹوٹ آئی	۱۹۵	۱۲	کئے	کئی	۱۹	۹	کیا	کیا
۱۵	۳	لگا	لگا	۲۰۰	۳	رکھنا	رکھنا	۱۲	۱۲	اک طرف	اک طرف
۱۵۹	۲	ٹہرے	ٹہرے	۲۰۲	۱۷	گئے	گئی	۱۵۳	۱	توک	توک
۱۶۱	۲	بڑا مزا	بڑا مزہ	۲۰۳	۶	پنجا	بیجا	۲۵۶	۵	ہمیں	ہمیں
۱۶۱	۴	بڑا انقلاب	بڑا انقلاب	۲۰۸	۳	پرائی	پرائی	۲۵۸	۱	میرے	میرے
۱۶۱	۵	لطف ہو	لطف ہے	۲۰۹	۴	برائی	برائی	۲۵۹	۹	میری	میری
۱۶۱	۱۲	مزا	مزہ	۲۰۹	۶	مزا	مزہ	۲۵۹	۱	میری	میری
۱۶۳	۱۰	کہیں	کہیں	۲۱۱	۱۰	مزا	مزہ	۲۶۰	۸	میری	میری
۱۶۷	۹	چیتا	چیتا	۲۱۲	۱	ٹہرے	ٹہیرے	۲۶۲	۱۱	نہ گئے	نہ گئے
۱۷۰	۱۲	لو کہہ کی	لو کہہ کی	۲۱۴	۱۳	ڈرتے	ڈرتے	۲۶۳	۱۲	کیا گئے	کیا گئے
۱۷۱	۵	اُسکی	اُسکی	۲۱۷	۱۴	لو ہوا	لو ہوا	۲۶۵	۴	ہوتی ہی	ہوتی ہی
۱۷۱	۷	بیچ و غم	بیچ و غم	۲۱۸	۳	خاموش	خاموش	۲۶۷	۸	میرے	میرے
۱۷۹	۱۰	مزا	مزہ	۲۳۲	۸	ہوئیں	ہوئیں	۲۶۸	۱۰	کی گئی	کی گئی
۱۸۱	۹	بد مزہ گی	بد مزہ گی	۲۳۶	۱۱	نکبت	نکبت	۲۶۹	۴	حسن ہی	حسن ہی

صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ
۲۶۹	۲	نیللی نیلی	۲۹۶	۵	خان بیجا	خان بیجا	۳۳۳	۱۲	کنجھ
۲۷۵	۲	ادیکیم ہروراک	۸	۸	ترا	ترا	۳۳۴	۲	تیرے ترے
۱۶	۱۶	لیلی لیلی	۳۰۰	۵	این زین	این زین	۱۲	۱۲	ہوگئی ہوگئی
۲۷۷	۹	ٹہن گئے ٹہن گئی	۳۰۸	۶	فسواریہ فسواریہ	فسواریہ فسواریہ	۳۳۵	۲	اندار انداز
۲۷۸	۱	بے گرد ایک گئے چاک	۳۱۲	۳	۰	۰	۳۳۶	۲	نگہت کل نگہت کل
۱۲	۱۲	جاک لیا کچا کلام	۳۱۲	۸	حراغ حراغ	چراغ چراغ	۱۰	۱۰	ماہم ماہم
۱۳	۱۳	میری میری	۱۲	۱۲	سال سال	سال سال	۳۳۷	۲	جانجا جانجا
۱۲	۱۲	سمینا سمینا	۳۱۵	۵	۰	۰	۱۲	۱۲	علم علم
۲۸۱	۲	ہوگئی ہوگئی	۳۱۷	۱۵	نگہت نگہت	نگہت نگہت	۳۳۸	۳	فغفور فغفور
۵	۵	حضر حضر	۳۲۱	۱۲	نہین نہین	نہین نہین	۱۳۳	۵	ہوگئے ہوگئے
۱۰	۱۰	جو جو	۳۲۳	۹	جاوے جاوے	جاوے جاوے	۹	۹	برہ گئے برہ گئے
۲۸۲	۷	پہچانا پہچانا	۱۳	۱۳	چو کری چو کری	چو کری چو کری	۳۲۵	۵	جسکی جسکی
۲۸۳	۱۶	غم وزغ غم وزغ	۱۲	۱۲	اشارے اشارے	اشارے اشارے	۸	۸	لاڈگل لاڈگل
۲۸۴	۱۲	جبتیک جبتیک	۱۶	۱۶	زرہ زرہ	زرہ زرہ	۱۵	۱۵	اُسکی اُسکی
۲۸۵	۱۲	برگل برگل	۳۲۲	۶	چوٹ کے چوٹ کے	چوٹ کے چوٹ کے	۱۷	۱۷	جھاساز جھاساز
۲۸۶	۲	تیری تیری	۳۲۵	۱	شمع کی شمع کے	شمع کی شمع کے	۳۲۶	۱۳	جلو تو ہے جلو تو ہے
۲	۲	تیری تیری	۳۲۶	۱	جواد جواد	جواد جواد	۱۲	۱۲	بابا بالہ بابا بالہ
۲۸۷	۱۲	مستوبک مستوبک	۷	۷	فہم فہم	فہم فہم	۳۲۸	۱	توسینا توسینا
۲۹۱	۶	کھین کھین	۳۲۷	۱۳	جوش جوش	جوش جوش	۳۵۰	۱۲	تاریخ تاریخ
۱۲	۱۲	افروز افروز	۳۲۸	۱۲	شرن شرن	شرن شرن	۱۷	۱۷	تیرکی تیرکی
۲۹۳	۵	نفر نفر	۱۶	۱۶	حسن حسن	حسن حسن	۱۵۳	۱۰	آقران آقران
۲۹۴	۱	خوش خوش	۳۲۹	۱۷	ساتی کے ساتی کی	ساتی کے ساتی کی	۱۷	۱۷	۰

صحف تقریظ و تاریخ ہائے				مہتاب داغ			
صحف	۳	۴	۵	صحف	۳	۴	۵
۳۶	۶	نکبت	نکبت	۶۲	۸	کی تہی	کی فضا ہی
۱۲	۱۲	نمائد	نمائد	۹۴	۱۱	ظنار	ظنار
۳۸	۷	العظم	العظم	۷۲	۵	میر طفر	میر طفر
۲۰	۵	خیر یاد	خیر یاد	۷۳	۱	داع	داع
۹	۹	خوارث	خوارث	۷۴	۲	بہی ہونے	بہی ہونے
۲۱	۲	قطع	قطع	۷۷	۱۳	عجیب	عجیب
۱۷	۹	ہرقت	ہرقت	۷۸	۱۲	مہتاب	مہتاب
۵	۵	آہ ہے	آہ ہے	۷۹	۲	دیوان سوم	دیوان سوم
۱۶	۱۶	کیان کے	کیان کے	۸۲	۱	مضمون	مضمون
۱۲	۳	افغان	افغان	۸۲	۲	چہا	چہا
۱۶	۸	روز بزم	روز بزم	۸۵	۱۷	کے	کے
۱۷	۹	جو	جو	۹۰	۱۱	نخشب	نخشب
۲۱	۲	والی والے	والی والے	۹۲	۱۲	تخرج	تخرج
۹	۹	اولی العظم	اولی العظم	۱۵	۱۵		
۱۲	۱۲	باکین	باکین	۲۶	۳	یعوب	یعوب
۲۲	۲	ایسی	ایسی	۲۹	۵	نظر	نظر
۲۲	۷	نغمہ	نغمہ	۵۲	۷	ایہ صفا	ایہ صفا
۷	۷	خورد	خورد	۵۵	۱	ہو گئی	ہو گئی
۲۵	۱۷	جو	جو	۵۷	۸	چہان	چہان
۲۶	۳	نمائد	نمائد	۵۸	۲	فصاح	فصاح
۶	۶	شب	شب	۶۰	۱۱	کیڈ	کیڈ
۲۵	۱۵	شرکان	شرکان	۶۱	۹	اگرار	اگرار

تمت بالخیر

۲۱۹۷۵

۲۵۱۷

خزینہ
نہج
نہج

اعلان

شہید گنگاں کلام و شہید گنگاں سخن کو مشورہ ہو کہ میرے اوستا و سرمد شعراء جہاں بیل ہندوستان اوستا و
جناب نواب میرزا خان صاحب داغ دہلوی بنگلہ کا تیسرا دیوان سہمی بہرہ متاب داغ اس عاجز کے اہت
مطین غیر نردکن میں بصحت تمام عہد کا غنہ خوشحلا اُنٹیس خرمین طبع ہذا کرا تمام کو پہنچا۔

اس دیوان فصاحت بیان میں۔ گلزار داغ۔ آفتاب داغ۔ فریاد داغ۔ کے خلاف الفاظ مفصلہ و
کئے گئے اور بجائے اُسکے دوسرے الفاظ قائم کئے گئے ہیں۔

نقشہ الفاظ متروک شدہ وقائم شدہ مگر تادمہ کو مجاز کیا گیا ہے کہ چاہیں ترک کرین یا نہیں

تمثیل الفاظ متروک شدہ
الفاظ جو بجائے الفاظ متروک
شدہ کے قائم کئے گئے
تمثیل الفاظ قائم شدہ

یان۔ دان نہیں بلکہ کُت سے فاصد حال کچھ دیکھا
یہاں دان مصرع
اس کا بنگالہ زبان نہ داتا
باطہار (ھا) مصرع

پیر۔ بعضی بات کہنے میں پر نہیں آتی
لیکن و مگر مصرع
قرار اس دل بیتاب کو لگا
لیکن مگر مصرع

بروزن۔ آرز اور بات پتا تھی کہ اُدھر کل ہے اور ہر آج
اور مصرع
ہے حال طبیعت کا ادھر اور
اور مصرع

مین۔ مستکلم کا مین کون میں کون غم ٹہاؤں
مین مصرع
ساقیا مین اگر دجا مانگوں
مین مصرع
یا باٹھار۔ یا

اشہد

شکوہ خالق لوح و قلم کا۔ اور احسان

ابنائے جنس عالی ہمم کا ہونہیں ہنگام

کہ جس کے فیض عامہ۔ اور اعانتِ تامہ سے یہ مطبع

روز افزون ترقی کر رہا ہے۔ اور ہر قسم کا کام کتب عربیہ

فارسیہ اردو وغیرہ کا بخوش خطی و خوش معامکی کارپرداز

مطبع کے اہتمام و سعی سے طبع ہو رہا ہے۔

پس جن حضرات کو ضرورت ہو اس مشہد سے

معاملہ طی فرما سکتے ہوں۔

المشہد

محمد عزیز الدین مالک و مہتمم

مطبع عزیز کرکن